SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, February 04, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifteen minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ولا تشتروا بعھداللہ ثمنا قلیلا- انما عنداللہ ھو خیرلکم ان کنتم تعلمون- ماعندکم ینفد وماعنداللہ باق- و لنجزین الذین صبرو آ اجرھم باحسن ماکانوا یعملون- من عمل صالحامن ذکراو انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبہ و لنجزینھم اجرھم باحسن ما کانو ایعملون-

ترجمہ : اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے(اس کو مت بیچو اور) اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو

(کیونکہ ایفائے عہد کا) جو (صلہ) خدا کے ہاں مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے- جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے(کہ کبھی ختم نہیں ہوگا) اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے- جو شخص نیک

اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

سورۃ النحل آیات ۹۵ تا ۹۷

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین، جزاک اللہ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد- We take up the leave applications جناب محمد اسحاق ڈار ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 2 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد نصیر خان (Minister of Health) نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر کراچی میں ہیں اس لیے مورخہ 3 تا 4 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

We may now take up item No. 2 regarding further discussion on Balochistan Situation. I request the honourable members because today the discussion will be concluded, the time is limited, many of our colleagues still wish to speak, to please contain the time, maximum will be ten minutes and I request you to concentrate on facts, figures, rather than rhetoric and words, so that we give the point and with respect to our colleagues more and more can participate in discussions. The first speaker today is Mr. Asfandyar Wali Khan.

سینیٹر اسفند یار ولی ، Thank you جناب چیئرمین! جناب سب سے پہلے تو request یہ ہو گی کہ 10 minutes میں تو ------

جناب چیئرمین، نہیں، پارلیمنٹری لیڈر کے لئے زیادہ وقت ہے۔

Senator Asfandyar Wali: Alright, thank you.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں Parliamentary Leaders کے لئے agree ہوا تھا، باقیوں کے لئے 10 منٹ ہیں۔ آپ کے حصے کے بغیر بھی ان کے پاس بلور صاحب کا کافی ٹائم ہے۔ Thank you for the gesture جی اسفند یار ولی صاحب۔

Further Discussion on Balochistan Situation

سینیٹر اسفند یار ولی، شکریہ۔ مجھ سے پہلے سپیکرز نے بلوچستان کی محرومیوں پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی، اس احساس محرومی کا گورنمنٹ کو احساس تھا تبھی اس وقت کے پرائم منسٹر نے اٹھ کر اس floor of the House پر بلوچستان کے لئے ایک کمیٹی بنائی۔ میں ان تفصیلات میں نہیں جاؤں گا کہ بلوچستان میں کیا محرومیاں تھیں اور کیا ہیں۔ جناب چیئرمین! میں ان developments پر ذرا concentrate کرنا چاہتا ہوں، جو developments اس کمیٹی کے announce ہونے کے بعد آج تک ہوئی ہیں، کیونکہ میرے خیال میں اس ہاؤس میں کوئی بندہ ایسا نہیں ہوگا جو یہ تسلیم نہیں کرے گا کہ جو حالات ستمبر میں بلوچستان میں تھے جب کمیٹیاں announce ہو رہی تھی اور جو حالات آج بلوچستان میں ہیں ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جناب! پہلے تو کل اور پرسوں یہ بات بار رہا گورنمنٹ side سے آئی کہ rape case تو سارے ملک میں ہوتے رہتے ہیں، اتنا معمولی سا case ہے اور اس معمولی سے case کو اتنا اچھالا گیا اور اس کو اتنا issue بنایا گیا۔ اس rape کے case میں

with your permission, this is the "Times" magazine of 7th February, 2005 and if I am permitted, I would just want to read one paragraph out of this article,. it says, " According to Balochistan Police Inspector General Chaudhry Mohammad Yaqoob, the doctor was awoken in the middle of the night at her residence in the Pakistan Petroleum Ltd. (PPL) compound

to find a gun at her head. When she cried for help, says Yaqoob, she was punched in the face. The doctor reported the attack to company manager who, according to Yaqoob, refused to allow her to file a police case."

Now Mr. Chairman, things are wrong, that is the difference between the cases of rape that I mentioned here time and again in this case.

جناب چیئرمین! کمیٹی یہاں بنی I think the Leader of the House will bear me out میں پہلا بندہ تھا I was the only one, who got up اور میں نے کہا کہ ہم اس کمیٹی کو welcome کرتے ہیں۔ لیکن committees کے بارے میں اس ملک میں ایک تاثر یہ ہے کہ جس مسئلے کو آپ نے carpet کے نیچے کرنا ہے یا جس مسئلے کو آپ نے طول دینا ہے اس کو ایک کمیٹی کے حوالے کردو۔ جناب! میں ہاتھ جوڑ کر کہوں گا کہ بلوچستان کا مسئلہ اتنا نازک ہے کہ اگر اس کو طول دیا گیا تو اس کے نتائج اچھے نہیں نکلیں گے۔

جناب چیئرمین! آج جو confusion ہے اور حالات جس جگہ پر پہنچے ہیں کیوں؟ جناب چوہدری شجاعت صاحب کراچی جاتے ہیں، عطاء اللہ مینگل صاحب سے ملاقات کرتے ہیں اور عطاء اللہ مینگل صاحب سے ملاقات کے بعد چوہدری شجاعت حسین as president of the ruling party کہتے ہیں کہ FC posts ہم سوئی بلوچستان سے ختم کردیں گے۔ اسی دن کا اخبار اگر آپ اٹھائیں تو چوہدری شجاعت صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے FC posts ختم کرنی ہیں اور اویس غنی صاحب کہتے ہیں FC posts ختم نہیں ہوں گی۔ اس کے دوسرے دن ہمارے وزیر داخلہ جو اس وقت یہاں نہیں، وہ پھر کہتے ہیں کہ سوئی سے FC posts ختم نہیں ہوں گی۔ جب یہ messages جاتے ہیں تو اس تضاد کو دیکھ کر لوگوں کے ذہنوں میں کیا آئے گا۔ ماسوائے اس کے کہ جو بھی میری طرح political worker ہے اس کو صرف ایک پیغام جاتا ہے کہ اسلام آباد میں ایک ایسی powerful lobby بیٹھی ہے جو اسلام آباد کے اختیارات کسی طور پر صوبوں کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ اسلام آباد میں ایک ایسی lobby بیٹھی ہے جو آج بھی یہ تصور کرتی ہے کہ مضبوط مرکز، مضبوط پاکستان کا ضامن ہے۔

جناب! کل اگر بلوچستان کے بندے وہاں سے اٹھے یا یہاں سے اٹھے، سب نے ایک

ہی بات کی ۔ اگر سب کا اختتام دیکھیں تو وہ یہی ہے کہ مضبوط مرکز کسی طور پر مضبوط پاکستان کا ضامن نہیں ہو سکتا ۔ وفاقی حکومت کی sincerity پر میں کیسے believe کروں۔ چوہدری شجاعت حسین اور مشاہد حسین سید جو آج یہاں نہیں ہیں، وہ مذاکرات کی بات کرتے ہیں ۔

جناب والا! افسوس کی بات ہے کہ جنرل پرویز مشرف ٹی وی پر آ کر کہتا ہے کہ یہ 1973 نہیں، بلوچوں کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ ان کو کہاں سے کیا لگا ۔ جناب! میں بھی یہ کہتا ہوں کہ یہ 1973 نہیں ہے ۔ بیس پچیس سال پہلے سے جو افغان پالیسی آپ لوگوں نے اس ملک میں اپنائی اس افغان پالیسی کے نتیجے میں جو اسلحہ اس ملک میں آیا وہ اسلحہ کس کے ہاتھ میں نہیں ہے ؟ یہاں پر میرے خیال میں اسحاق ڈار صاحب، رضا ربانی صاحب، ڈاکٹر شیر افگن صاحب they will bear me out کہ اس وقت بھی ہم نیشنل اسمبلی میں اٹھ کر یہی چیخا چلایا کرتے تھے کہ جو اسلحہ آ رہا ہے وہ بازاروں میں فروخت ہو رہا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کو یاد ہوگا، میں نے ان کو کہا this was during the peoples party second government, میں نے کہا آپ آج آئیں میں آپ کو لنڈی کوتل لے جاتا ہوں ۔ وہاں چار ہزار روپے میں راکٹ لانچر فروخت ہو رہا ہے اور پچاس روپے میں ایک ایک راکٹ فروخت ہو رہا ہے ۔ اگر کسی بندے کے پاس دس ہزار روپے ہوں تو کیا کچھ اس کے ہاتھ نہیں آتا۔ Now we are weeping and we are going to weep, whatever we sold in the last thirty years دیکھیں جناب! جو قومیں، جو حکومت، جو مملکت ایسے U-turn لیتی ہیں جیسا ہم نے لیا

they have to pay a price for it. Pakistan has not paid the price for it. We will have to pay the price for it, but I hope, with all sincerity that the price is such that we can pay. It is not such

کہ اس کے اثرات اتنے بھیانک ہوں کہ انسان تصور بھی نہ کر سکے۔ Cantonments کی بات یہاں بار بار ہو رہی ہے۔ Sir, پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا بلوچستان میں JWP کی government ہے؟ کیا بلوچستان میں سردار اختر مینگل کی حکومت ہے؟ کیا بلوچستان میں ڈاکٹر حئی بلوچ کی حکومت ہے؟ Sir, بلوچستان میں حکومت PML(Q) کی ہے اور PML(Q) کی اس حکومت نے خود ایک Provincial Assembly resolution unanimously سے pass کیا کہ چھاؤنیاں

نہ بنیں۔ اب اس کے باوجود جب یہ insist کرتے ہیں کہ ہم نے چھاؤنیاں بنانی ہیں تو ان کے اپنے ساتھی وہاں صوبائی اسمبلی میں بیٹھے ہیں، ان کی افادیت کیا رہی اور وہاں صوبائی اسمبلی کی قرار داد کی افادیت کیا رہی۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا، اگر وہاں سے کوئی مجھے سمجھا سکے۔

Sir, No.2, cantonments being built in the interior وہ colonial powers بنایا کرتے تھے اور وہ interior میں cantonments اس لئے بنایا کرتے تھے so that they could subdue the rebellious natives of that area. ہم عجیب ملک ہیں، why the independent sovereign State of Pakistan needs cantonments in the interior of Balochistan. Are we going to war with Iran, are we going to war with Afghanistan?

جناب چیئرمین! یہ وہی تصور ہے کہ افغانستان میں ہم نے جو کچھ کیا، ہم اس وقت کہتے تھے یہ strategic depth ہے۔ میں ایک seminar میں جنرل حمید گل کے ساتھ بیٹھا تھا جب اس نے strategic depth کی بات کی، میں نے کہا کہ جنرل صاحب میں تو سیدھا سادہ پٹھان ہوں موٹا گوشت کھانے والا، میں نے کہا کہ مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ آپ کی جنگ ہندوستان سے ہے، strategic depth آپ افغانستان میں ڈھونڈ رہے ہیں تو کیا مطلب ہے کہ پہلے سے ہی یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ جیسے ہی لڑائی شروع ہو گی تو ہم نے بھاگ کر افغانستان چلے جانا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کو strategic depth چاہیے تو آپ امبیلہ کی طرف جاؤ، واپس افغانستان کیوں بھاگ رہے ہو۔

Law and order situation کی بات ہوتی ہے، اگر سوئی میں pipeline پھٹتی ہے تو according to this same megazine, 'Time' کہتا ہے کہ 4500 پہلے military troops backed by 20 tanks and nine helicopter gunships were sent to Balochistan اس وقت جب پتوکی میں دھماکہ ہوا اور پتوکی میں pipeline پھٹی why did not the Government react in the same manner? دیکھیں sir, facts or perceptions these are two completely different things. Perceptions are more stronger than the facts are. Equality is what, the perception that we

تو میرے خیال میں ہم یہاں جتنا بھی رونا روئیں، جتنا بھی رونا have to give actually.
روئیں تو fact میں تو equality کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم لوگوں کو ملے ،لیکن
perception کم از کم یہ ہو کہ equality ہے۔ آج کہتے ہیں کہ بات چیت تو کم از کم کرو، ایک
دو سال پہلے Indian forces came on to the border and Pakistani forces came
on to the border, آپ نے بات چیت کے لئے ان کے ساتھ ایک ہی شرط رکھی، withdraw
your forces and then we will sit across. یہاں کیا ہوا؟ یہاں پرویز مشرف آتے ہیں،
آدھا گھنٹہ TV پر آ کے جو کچھ Opposition کو وہ گالی دے سکتا ہے، وہ دے دیتا ہے اور
پھر آدھے گھنٹے بعد کہتا ہے کہ I am prepared for a dialogue. Sincerely sir, in
your heart of hearts, would you take that offer of a dialogue sincerely, no.

ہر روز CBMs کی بات تو کرتے۔ پرائے ملکوں کے ساتھ تو ہمارے وزراء ہر وقت CBMs کی
بات ہمیں سناتے ہیں۔ Internally CBMs کی بات کیوں کوئی نہیں کرتا۔ پھر internally
اگر ہم CBMs کی بات کرتے ہیں کہ ٹھیک ہے، اس *status quo* پر جاؤ جو status quo
بنانے تو پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ زیادتی ہے۔ جناب! جو کمیٹی آپ نے بلوچستان کے committee
لئے بنائی ہے، پرسوں یہاں پر بلوچ اتحاد نے فیصلہ کیا کہ ہم اس کمیٹی کا حصہ نہیں بنیں گے۔
تو کیا وہ کمیٹی بھی ex -parte decision دے گی؟ آج وہی arguments ہم سن رہے ہیں۔
کاش! ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے ساتھی ۱۹۷۱ء کے اخبارات اٹھاتے اور آج کے اخبارات اٹھائیں۔ اس
وقت جنرل یحییٰ خان جس لہجے اور جس طریقے سے بات کر رہا تھا، اسی لہجے اور اسی طریقے سے آج
جنرل پرویز مشرف بات کر رہا ہے۔ آج ہم ۱۹۷۱ء کی غلطیوں کو دوبارہ دہرا رہے ہیں۔ میں اس
Floor پر اتنا کہہ دوں کہ

if you are going to repeat what you did in 1971, the end result will be the same as it was in 1971. You can't make people silent with gun. You can't make people silent with violence.

پوری دنیا میں آج peace کی بات ہو رہی ہے۔ پوری دنیا میں love کی بات ہو رہی ہے۔ پوری
دنیا میں آج non violence کی بات ہو رہی ہے، dialogue کی بات ہو رہی ہے، ہم اوروں کے

ساتھ تو dialogue کرنے کو تیار ہیں، ہم اوروں کے ساتھ تو peace کی بات کر رہے ہیں۔ ہم اوروں کے ساتھ عدم تشدد کی بات کر رہے ہیں، لیکن اپنوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ جناب چیئرمین! میں جسارت کروں گا کہ میں بلوچستان کے بالکل بارڈر پر وزیرستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو اگر link up نہ کروں تو یہ زیادتی ہو گی۔

There is this whole chain which we are trying to conquer. Silencing voices andreconciliation, these are two completely different and opposite entities.

جناب چیئرمین! میں اگر آپ کو ایک سپرنگ دوں۔ آپ ایک حد تک اس سپرنگ کو دبائیں گے۔

The spring will contract but when you push it the more it will jump out of your hands. I hope that moment has not come for Pakistan. I hope that sane elements will prevail. I hope that we will be able to solve this issue across the table through a dialogue.

اس کے لئے

I feel on both sides, I will not only say to the Government side, on both sides, a hell of, a lot of political courage is needed. But the responsibility is more on the Government because, they have to be magnanimous, they have to change that mindset and you sit down to change *status quo*, you know there are elements who will not want that *status quo* to be changed but I feel the only way and I would underline the word "only way" is to forget about the strong Center. Moscow had a very strong center--

لیکن جب بعض علاقوں میں احساس محرومی بڑھا تو میرا خیال ہے کہ یہاں بیٹھے ہوئے بھی بہت کم ایسے افراد ہوں گے جو ہمیں یہ بتا سکیں گے کہ سوویٹ یونین کے کتنے ٹکڑے ہوئے۔

ہمیں اپنے atomic power ہونے پر ناز ہے، بجا ناز ہوگا لیکن ایٹمی قوت ایک ملک کو یکجا نہیں رکھ سکتی، اگر ایٹمی قوت ایک ملک کو یکجا رکھ سکتی تو اسی سوویٹ یونین کی مثال میں

دوبارہ دوں گا، سوویٹ یونین کے اتنے ٹکڑے نہ ہوتے۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ اس ملک میں ہم چار بھائی رہتے ہیں۔ بڑا، چھوٹا ہے، پیار، عزت بڑے بھائی کو دینی ہمیں خوب آتی ہے لیکن جب تک بڑا بھائی شفقت نہیں دیتا، ہر ایک یہاں بیٹھے ہوئے اپنے اپنے گھر کے بارے میں سوچے، جب تک بڑا بھائی شفقت نہیں دیتا، چھوٹا بھائی پیار نہیں دیتا، عزت نہیں دیتا۔ جو کچھ اللہ میاں نے ہر ایک صوبے کو دیا ہے جب تک ان کے وسائل پر، ان کے ایندھن پر ان صوبوں کو آپ اختیارات نہیں دیں گے تب تک یہ احساس محرومی چلتا رہے گا۔ آج بلوچستان میں ہے، کل کو اس نے بڑھنا ہے، اس نے contain نہیں ہونا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جتنی جلدی

specially the sub committee that is headed by the honourable Leader of the House as soon as possible that should complete its own work once and for all, let us draw the lines as to what powers are with the center and what powers are transferred on to the provinces.

اور یہ ہماری بات نہیں لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ جو بات بھی جنرل مشرف صاحب ٹیلی ویژن پر آ کر کہہ دیتے ہیں" ایک بات بھی ان میں ایسی نہیں جس پر وہ پھر کھڑے رہتے ہیں۔ آپ کو جناب چیئرمین ! یاد ہوگا، مجھے بھی یاد ہے جب devolution ہوئی اور devolution plan آیا تو کیا اس وقت جنرل پرویز مشرف نے ٹیلی ویژن پر یہ نہیں کہا تھا کہ آج تو میں نے صوبے سے ضلع تک devolution کر دی ہے۔ اگلا قدم میرا یہ ہوگا کہ میں مرکز سے صوبے تک devolution کروں گا۔ اس وقت اگر وہ قدم اٹھاتے تو آج بلوچستان کی یہ حالت نہ ہوتی جو اب ہے۔ اس سے مجھے گلہ بھی نہیں،

he is not a political mind, but I think all the political minds sitting here will bear me out, in politics, the most important thing is taking a decision at the right time. If you do not take the decision at the right time

تو پھر جب آپ دو یا تین سال کوئی فیصلے کریں گے تو ان کے repercussions different ہوں گے، اس کا reaction وہ نہیں ہوگا جو اس وقت ہوتا اگر وہ فیصلہ آپ right time پر لیتے

and then I would plead through you with the government that don't force

the moderate elements in Balochistan against the wall. If you force the moderate elements in Balochistan against the wall , you will create a political vacuum there.

اس سے تم جان نہیں چھڑا سکتے کہ یہ سردار ہے، وہ سردار ہے ، وہ نواب ہے ، وہ نواب--they
are political entities there. ان کو sideline کرو گے تو ایک political vacuum آئے
گا اور میرا خیال ہے کہ everyone in this House will agree with me, political
vacuums are always filled by extremists. They are never ever filled by
moderates. آج یہ moderates جو مانگ رہے ہیں ، ان کو sideline کرکے ، vacuum پیدا
کرکے کل کو ان extremists کو جب آپ یہی offer کریں گے جو آج یہ moderates مانگ
رہے ہیں تو وہ extremists پھر ان پر راضی نہیں ہوں گے ۔ So don't create a political
cacuum specially in a very very, I say before 9/11 FATA اور پختونخواہ
these are the strategically important areas in Pakistan , for you know , whom? Now Balochistan is an area of a very strategic importance, those alienate your own people because if you do that, the result, I fear, would not be the same.

میں اپنی بات حبیب جالب صاحب کے اس شعر سے ختم کرتا ہوں کہ

وہ شخص جو پہلے بھی یہاں تخت نشین تھا
اس کو بھی خدا ہونے کا اتنا ہی یقین تھا

شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی ایس ایم ظفر۔

سینیٹر ایس۔ ایم ظفر ، جناب چیئرمین صاحب! بلوچستان کا مسئلہ یقینی طور پر ایک بڑا گہرا indepth اور سنجیدہ تجزیے کا تقاضا کرتا ہے۔ ایک ایسا تجزیہ جو realistic ہو جامع ہو اور جو بے لاگ ہو جس میں ہر پہلو پر بڑی سنجیدگی کے ساتھ اور دلائل کے ساتھ گفتگو کی جا سکے۔ بلا

شک و شبہ تاریخ سے بڑی رہنمائی ملتی ہے اور تاریخ سے رہنمائی لینے سے ہی انسان صحیح راستے پر چل سکتا ہے۔ تاریخ کے یہاں پر بڑے حوالے دیے گئے اور درست طور پر یہ ذکر ہوا کہ مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بن جانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اکثریت کی رائے نہیں مانی گئی تھی اور یہ بات بالکل درست ہے کہ ووٹ کے تقدس اور اکثریت کی رائے کو نہ ماننا مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہونے میں یہ ایک موثر عنصر ثابت ہوا۔ یہ ایک وجہ بنی تھی ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے لیکن اس واقع کے نتائج دونوں طرف سے صحیح نہیں نکالے جا رہے ہیں۔ اس کا اصلی اور منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اکثریت کی رائے کو ماننا چاہیے جب کہ اکثریت سے مراد ملک کی اکثریت کی رائے ہے جو اکثریت کی رائے ہو اسے تسلیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر اسے تسلیم نہ کیا جائے تو راستے غلط ہو جاتے ہیں اور نقصان کے احتمال بڑھ جاتے ہیں۔ اگر اس دلیل کو آگے بڑھایا جائے تو آج اکثریت کی اصل رائے تو اس ایک دستاویز میں پوری طور پر درج کر دی گئی جس کو 1973 کا آئین کہا جاتا ہے۔ 1973 کا آئین ہماری اکثریت کی رائے، ہمارے social contract کی نمائندہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ 1973 کے آئین کی تشکیل میں بہت بڑی بڑی شخصیات شامل تھیں اور جو اس ملک کے نمائندہ قائدین تھے جو اس دور میں موجود تھے انہوں نے مل کر یہ آئین بنایا تھا۔ یہ بات بلا شک و شبہ ذوالفقار بھٹو کے خراج تحسین کے زمرے میں جاتی ہے ۔ان کے بہت سارے کارنامے ہوں گے جو انہوں نے کیے، بہت سی خرابیاں بھی کی ہوں گی، غلطیاں بھی کی ہوں گی لیکن جو ان کا بڑے کارناموں میں ایک کارنامہ ہے، وہ 1973 کے آئین کے بنانے کا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جب یہ آئین بن رہا تھا تو اس وقت حزب اختلاف کی جانب سے ہمارے سینیٹر اسفند یار ولی کے والد ولی خان صاحب حزب اختلاف کے نمائندہ تھے بلکہ سرخیل تھے ، وہ لیڈر تھے۔ بلوچستان سے بھی ایک بہت بڑی اور معقول شخصیت غوث بخش بزنجو موجود تھے۔ مجھے بھی یہ موقع ملا اور میرے لئے یہ ایک وجہ افتخار ہے کہ میں Opposition کی یعنی ولی خان صاحب کے ساتھ اور بزنجو کے ساتھ Constitutional Committee کا ممبر تھا اور یوں 1973 کے آئین کے بنانے میں بھی میرا کچھ حصہ تھا۔ لہذا 1973 کا آئین وہ آئین ہے جو ہماری اکثریت کی رائے ہے۔ اس لیے جب ہم مشرقی پاکستان کی اور تاریخ کی بات کر کے دلیل کو آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو

سب سے پہلے تو ہمیں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی اور اسی پر اتفاق کرنا ہوگا کہ 1973 کے آئین یعنی اپنے ملک کے آئین کی پاسداری اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسی کے parameter میں اور اسی کی حدود میں گفتگو کرنی ہے۔ یہ ہے وہ سبق جو ہمیں بنگہ دیش کے بن جانے سے حاصل ہوا ہے۔ ہمیں احترام آئین پر زور دینا ہو گا اور ملک کی سلامتی کے ساتھ گفتگو آگے بڑھانی ہو گی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اب اس سلسلے میں بلوچستان کے مسئلے پر اتفاق سے بار بار جذباتی گفتگو ہوئی ہے اور جذبات کا ہمیں بھی احترام ہے لیکن بہرحال ہمیں سنجیدگی سے گفتگو کرنی ہے اور معاملے کو طے کرنے کی کوشش کرنی ہے تو ڈاکٹر شازیہ کے واقعہ کا ذکر ہوا۔ بلا شک و شبہ یہ بڑا اذیت ناک اور بڑا افسوس ناک واقعہ ہے جس پر ہم سب شرمسار ہیں کہ ایسا واقعہ ہوا۔ یہ بھی درست ہے کہ اس واقعے کی تفتیش کا طریقہ کار مشکوک رہا اور اس کی بنا پر لوگوں کے دلوں میں اور بھی زیادہ رنج وغم پیدا ہوا۔ یہ اپنی جگہ درست ہے لیکن بلوچستان کا آئینی اور سیاسی مسئلہ ایک علیحدہ چیز ہے اور شازیہ کا واقعہ جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے وہ ایک بالکل علیحدہ بات ہے۔ اب بالآخر ڈاکٹر شازیہ نے، میں کہوں گا محترمہ شازیہ نے انصاف کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے اور معاملہ قانون کے حوالے کردیا گیا ہے جس پر ایک judicial enquiry بھی ہو رہی ہے۔ ایک پولیس کی تفتیش کی کارروائی بھی چل رہی ہے۔ میں نے لفظ "محترمہ" اس لیے استعمال کیا ہے کہ میں شازیہ کو خراج تحسین دینا چاہتا ہوں اور یہ بات record پر لانا چاہتا ہوں کہ مشکل حالات سے جن سے وہ گزری ہیں اور جن حالات میں وہ آج ہیں، ان میں بھی اس نے وہ کیا جو کہ ایک اچھے شہری کو کرنا چاہیے کہ اس نے قانون کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے اور انصاف مانگا ہے اور اس نے یہ امید نہیں چھوڑی کہ اس ملک میں انصاف اب بھی مل سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر اس نے استقامت دکھائی اور انشاء اللہ وہ دکھائے گی اگر ہم سب نے ساتھ دیا جیسا سب لوگوں نے ساتھ دیا ہے تو اس کی استقامت اور بالآخر عدالتی دروازہ کھٹکھٹانے کی وجہ سے اصل مجرمان کو سزا مل سکے گی۔ ہمیں اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ ہمیں اس کے مقدمے کو منطقی نتیجے تک پہنچنے دینا چاہیئے اور اس میں سیاسی رنگ نہیں بھرنا چاہیے اور اس کو علیحدہ رکھنا چاہیے۔ مجھے افسوس ہے کہ شازیہ کے واقعہ کو اس قدر

اچھالا گیا ہے کہ نامعلوم اس کی اعصابی حالت کیا ہوگئی ہوگی۔ اب ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

میں آپ سے یہ عرض کروں کہ آئیے اب بلوچستان کے ان مسائل پر غور کریں جو کہ اصل مسئلہ ہے تو بلوچستان کے مسائل جو میں دیکھتا ہوں وہ سیاسی اور انتظامی ہیں اور ان معاملات کا ہمیں اس کا سیاسی حل ہی تلاش کرنا ہوگا۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ سیاسی مسائل کا فوجی حل نہیں ہوا کرتا، سیاسی ہی حل ہوتا ہے اور ہمیں اعتماد کے ساتھ اسی کی جانب قدم اٹھانا چاہیے۔ سیاست کا سب سے پہلے تقاضا یہ ہے اور یہ میں اپنے تجربہ کو سامنے رکھتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیاست کا اولین تقاضا یہ ہے کہ ہم سب کو چاہے خواہ اس جانب سے ہوں یا اس جانب سے ہوں، حکومت میں یا باہر ہوں، ہم یہ فیصلہ کرلیں کہ کسی کو دوسرے کے متعلق حب الوطنی کا certificate دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کوئی کسی کو از خود غیر محب وطن نہیں کہہ سکتا۔ Patriotism کسی کی monopoly نہیں ہے۔ اسلام آباد کو یا کسی کو یہ سرٹیفکیٹ دینے کا حق نہیں ہے۔ پاکستان میں ہر شہری محب وطن متصور ہو گا۔ ہر قائد محب وطن ہے۔ یہ وہ پہلا نکتہ ہے جس پر ہمیں اپنی بنیاد رکھنی چاہیے۔ ایک دوسرے پر شک و شبہ کرنے کی روایت اس ملک میں نہیں رہنی چاہیئے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اس ماحول کو قائم کرنے کے بعد اب دو پہلو رہ جاتے ہیں، ایک آئینی ترمیم کا ہے اور ایک بلوچ قائدین اور بلوچ عوام کی حکومتی اور انتظامی معاملات میں شراکت کا۔ یہی دو معاملات ہیں جن کو طے کرنے کی ضرورت ہے۔ آئینی معاملے میں 1973 میں آئین بنا تھا، 1973 کے بعد آج تیس سال سے زائد گزر چکے ہیں ۔ تمام دنیا کا وطیرہ ہے کہ جب آئین بہت عرصے کے لئے رائج کرنا ہو تو اس کو review کیا جاتا ہے۔ اس پر نظرثانی کی جاتی ہے۔ اب وقت آگیا ہے چاہے وہ بلوچستان کی وجہ سے وقت آیا ہے، چاہے تیس سال کے گزر جانے کی وجہ سے وقت آیا ہے کہ آئین کے تمام پہلوؤں پر دوبارہ نظرثانی کی جائے، ان پر غور و فکر کیا جائے اور ان پر ایک دفعہ پھر دھیان دیا جائے ۔ اس کے لئے صرف پارلیمنٹ یہ کام نہیں کر سکتی ہے بلکہ ملک کے تمام دانشوروں کو بھی شامل کر کے ایک national consensus کے ساتھ ایسا کیا جائے ۔

ہر ملک میں یہ review ہوتا رہتا ہے۔ Constitutional review کا ایک طریقہ کار ہے۔ نا معلوم ہم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ اس آئین میں بہت سی نامناسب ترامیم بھی ہو چکی ہیں۔ ان نامناسب ترامیم کو بھی نکالنے کا آج ہی وقت ہے۔ یہ جو واقعات آج ہو رہے ہیں' اس کا فائدہ اٹھائیں 'ان واقعات سے بات کو آگے لے کر چلیں۔ میں بلوچستان کی کسی کمیٹی میں شامل نہیں تھا لیکن کل مجھے دعوت دی گئی' اس کمیٹی میں جس کی وسیم سجاد صاحب ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس سربراہی کر رہے ہیں۔ مجھے اس میں کل جانے کا موقع ملا۔ وہ تمام آئینی تجاویز جو بلوچستان کے ساتھیوں کی جانب سے اور دیگر لوگوں سے آئی ہیں وہ مجھے دیکھنے کا موقع ملا۔ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ وہ ایسے معاملات ہیں جس پر ہر ایک کا نقطہ نظر ہو سکتا ہے' یہ کوئی ایسی ترامیم نہیں ہیں جس پر ہم کہہ سکیں کہ ہمیں عجیب و غریب لگیں' ٹھیک ہے 103 آرٹیکل ہیں لیکن سب کو معلوم ہے کہ 103 آرٹیکل ہوں یا 90 آرٹیکل ہیں' ان کی اس وقت ہی ترمیم ہو سکے گی جب 2/3 majority اس میں ترمیم کرے گی۔ تو 2/3 majority کے نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے گا تو اس میں سے بہت سارے معاملات چھوڑنے بھی پڑیں گے اور چند معاملات پر نظرثانی ہو سکتی ہے۔ ان پر dialogue کے ذریعے بات کرنا اور گفتگو کرنی کوئی اتنی مشکل تو نہیں ہے۔ ہم باشعور لوگ ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ آئین سے واقف ہیں۔ تاریخ سے واقف ہو چکے ہیں۔ اتنا کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اتنا کچھ کہا جا رہا ہے۔ صرف نیک نیتی اور ارادے کی ضرورت ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر ہم مل کوشش کریں تو یہ ممکن ہو سکے گا۔

دوسرا مسئلہ' انتظامیہ اور شراکت کا' یہ ایک معاملہ ہے جس میں جائز طور پر محرومیت کا ذکر کیا گیا' میں محرومیت کی بات ابھی تھوڑی دیر میں کروں گا لیکن میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انتظامی معاملات میں شراکت کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ یہ صرف بلوچستان میں نہیں بلکہ کئی جگہ اس کی ضرورت ہے کیونکہ پاکستان میں جمہوریت تقریباً مفلوج رہی ہے۔ اب ہم نے اگر جمہوریت کو لے کر چلنا ہے اور جمہوریت کی جانب ہی جانا ہے تو وہ باہمی شراکت کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ جب تک عوام شریک نہیں ہونگے نہ ملک ترقی کر سکتا ہے نہ ملک آگے جا سکتا ہے۔ شراکت کے معاملے میں آپ سے دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک تو یہ کہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب' جن کا بار بار یہاں پر اچھے الفاظ میں ذکر ہوا ہے' وہ

اس کمیٹی کے سربراہ ہیں۔ میں نے خود چوہدری شجاعت صاحب کے ساتھ بہت کام کر کے دیکھے ہیں، وہ ایک صلح جو آدمی ہیں۔ peace maker ہیں ان کی خواہش یہ ہے کہ معاملات سلجھائے جائیں۔ مشاہد حسین بھی اس میں شامل ہوئے ہیں، ان کے متعلق بھی یہاں پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی بھی آج کی دنیا پر نظر ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ دنیا کس طرح چل رہی ہے۔ ان کا کشادہ ذہن ہے۔ ہمارے موجودہ وزیراعظم شوکت عزیز صاحب، ان کی خواہش ہے کہ ملک میں اقتصادی ترقی ہو اور وہ اسی ایک ایجنڈ پر وزیراعظم بنے ہیں۔ وہ کیسے چاہیں گے کہ معاملات confrontation کی طرف جائیں۔ وہ وزیراعظم جو اقتصادی ترقی چاہتا ہے وہ confrontation نہیں چاہتا۔ وہ dialogue ہی چاہے گا وہ صلح جو ہی ہوگا۔ جب یہ صورتحال یہاں پر موجود ہے، وہاں بھی خواہش ہے، دونوں جانب اگر ایک دوسرے کے لئے کشش اور احترام موجود ہے تو کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ معاملہ حل نہیں ہوسکتا۔ کیوں پریشانی اور مایوسی کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے اس سے کیوں نہیں بچا جا سکتا؟ اس سے ہٹ کر کیوں سوچا نہیں جا سکتا؟ کیا یہ ملک، ہمارا ملک ایسا خوبصورت ملک نہیں ہے کہ ہم اس کو مل جل کر زیادہ بہتر کرسکیں۔ ابھی یہاں محرومیت کا ذکر ہوا اور درست طور پر ذکر ہوا۔ لیکن میں آپ سے عرض کروں کہ یہ محرومیت صرف بلوچستان کی نہیں ہے۔ یہ محرومیت پاکستان بھر میں مختلف انداز میں پھیلی ہوئی ہے۔ آج ہم سب جانتے ہیں کہ پاکستان کی آبادی کی اس وقت تیس فیصد کے قریب آبادی غربت کی سطح سے نیچے ہے۔ اگر تیس فیصد غربت کی سطح سے نیچے لوگ رہ رہے ہیں اور اس میں سے چار فیصد بلوچستان کی تمام آبادی کو نکال بھی دیا جائے، جس میں جاگیردار بھی شامل ہیں، سرمایہ دار بھی شامل ہیں، سردار بھی شامل ہیں۔ اگر ان سب کو بحث کی خاطر، اگر چار فیصد نکال بھی دوں تو پھر بھی 26% لوگ پاکستان میں ایسے ہیں جو باقی صوبوں میں ہیں، جو چار کروڑ کے قریب بنتے ہیں جو غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی بھی اتنی ہی مشکل ہے، ان کی راتیں بھی اتنی ہی دکھ آمیز ہیں، ان کا وقت بھی اتنی ہی مشکل سے گزرتا ہے جس طرح ہمارے بلوچی بھائی اور بہنوں کا گزرتا ہے۔ محرومیت تو ایک مشترکہ چیز ہے۔ اس کا ہم سب نے مل کر مقابلہ کرنا ہے۔ یہ آج تک نہیں سنا گیا کہ اگر گھر میں محرومیت آجائے، اگر کسی وجہ سے گھر میں غربت آجائے تو کوئی یہ کہے کہ میں اپنے کمرے کے جغرافیہ کی حفاظت کروں اور باقی کنبے کی حفاظت

نہیں کروں گا۔ یہ سوچ درست نہیں ہیں۔ یہ طریقہ وفاق چلانے کا نہیں ہے' یہ وفاق کا فلسفہ نہیں ہوا کرتا۔ اگر وفاق کے فلسفے کی بات کی گئی ہے یا پاکستان کے فلسفے کی بات کی گئی ہے تو وفاق کا فلسفہ یہی ہے کہ ایک دوسرے کی غربت میں بھی شراکت ہو' ایک دوسرے کی امارت میں بھی شرکت ہو تبھی بات آگے چلتی ہے۔ اگر ملک آج مشکلات میں پڑا ہوا ہے تو اس معاملے میں صوبوں کے علیحدہ جغرافیوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ یہ وفاق کے اس کے ماحول کے اور اس spirit کے خلاف ہے پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم وفاق کی جانب چلتے ہیں؟

قائد اعظم محمد علی جناح کا ذکر بھی کیا گیا ۔ بالکل درست طور پر ان کی شخصیت سے زیادہ بڑی شخصیت نہ اس برصغیر میں کوئی پیدا ہوئی ہے اور نہ ابھی کوئی دکھائی دیتی ہے۔ دنیا نے مانا ہے کہ یہ قدآور شخصیت پاکستان کو میسر آئی۔ قائد اعظم نے بھی بالکل صاف الفاظ میں کہا تھا کہ پاکستان ایک فیڈریشن ہوگی اور فیڈریشن کی spirit تقاضا کرتی ہے کہ ہم مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ معاملات کو نبھائیں۔

لیویز کا ذکر ہوا۔بلا شک وشبہ بہت ساری لیویز ہیں بلوچستان میں ان کا انتظام ہونا چاہیے لیکن levies آبادی کی بنیاد پر نہیں لگائی جاتیں۔ Levies کی تعداد کا تعلق اس علاقے کے رقبے پر ہوتا ہے۔اب بلوچستان 42% پاکستان کا حصہ ہے تو ظاہر ہے وہاں levies زیادہ ہی ہوں گی کیونکہ وہاں انتظامات مشکل ہوں گے۔بلا شک وشبہ وہ کمیٹی جو اس معاملے پر غور کر رہی ہے وہ اس تعداد کو بہت کم کرنے کی کوشش کرے گی اور اس کو کرنا چاہیے۔

میں آخر میں آپ سے یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اب وقت آچکا ہے کہ ہم گوادر کے معاملے پر بھی تھوڑی سی گفتگو کرلیں۔ گوادر وہ ایک خوبصورت سوچ ہے بلکہ ایک بہت اہم منصوبہ ہے کہ جس کے نتیجے میں پاکستان بمعہ بلوچستان کے ترقی کی راہ پر بڑی تیزی سے گامزن ہو سکتا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ گوادر ایک اتنا اچھا منصوبہ ہے کہ جب میں چین گیا تھا تو وہاں کے بہت سارے رہنماؤں سے میں میری ملاقات ہوئی تھی۔ان کی گفتگو کا بھی نچوڑ یہی تھا کہ اگر پاکستان نے گوادر کی بندرگاہ کو مکمل طور پر کارآمد بنا لیا تو پاکستان اقتصادی ترقی میں quantum jump لے سکتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ بہت سارے ایسے ممالک جو پاکستان کے ہمدرد نہیں ہیں وہ گوادر کی اس تعمیر کو اچھا نہیں سمجھ رہے۔ کیا معلوم ان کا بھی ہاتھ اس

میں شامل ہوں۔ ان تمام معاملات کو ہم نے مشترکہ طور پر مل جل کر ہی حل کرنا ہے ۔ تو میں یہ کہوں گا کہ مسائل مشکل نہیں ہیں۔ ارادے اچھے ہونے چاہئیں۔ آئیے! نیک نیتی کے ساتھ آگے بڑھیں۔ ہماری جانب سے یقینی طور پر پوری کوشش ہوگی کہ معاملے کو افہام وتفہیم کے ساتھ اور کھلے دل سے آگے بڑھ کر حل کریں۔ اگر پنجاب کی جانب سے کوئی مزید گنجائشیں دینے کی ضرورت ہو تو پنجاب کے علاقے میں رہنے والے شہری کی حیثیت سے بلکہ ایک پاکستانی کی حیثیت میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پنجاب آگے بڑھ کر بلوچستان کا ساتھ دینے کو تیار ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، جناب اسحاق ڈار۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب بلوچستان پر بات کرنے سے پہلے میں چند الفاظ میں عرض کروں گا کہ خیر، سچائی اور wisdom جب بھی prevail کریں اس کو appreciate کرنا چاہیے اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہم نے آپ کو قریباً ڈیڑھ سال قبل جو لکھ کے گزارش کی آپ نے اس پر رضا ربانی صاحب کا notification کیا ۔ He is the most deserving candidate and we had given in writing with numbers 10. جناب چیئرمین! یہ جو دو تین experiences ہوئے اس سے اندازہ لگا لیں کہ چاہے معاملہ حبیب بنک کا ہو یا یورو بانڈز کا ہو یا Forex reserves کا ہو یا Leader of the Opposition کا ہو، اللہ کے فضل و کرم سے eventually, he proved that we are right تو مہربانی کر کے سچائی میں جب آپ سے گزارش کریں تو اس پر ذرا جلدی عمل در آمد کروا دیا کریں۔

میں جناب رضا ربانی صاحب کو اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور سب colleagues کی طرف سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں پرسوں فلائیٹ کی delay کی وجہ سے کچھ لیٹ پہنچا تو ماشاء اللہ He is not only a politician but he is a professional and in this very House and the other House ہم نے چار terms

دونوں طرف اکٹھے گزاری ہیں۔ وہ ادھر ہوتے تھے ہم ادھر ہوتے تھے in vice versa but الحمدللہ So his performance has been above board. رضا ربانی کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کی اس belated notification پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جناب، بلوچستان پر میں یہ عرض کروں گا کہ اتنی تفصیل کے ساتھ I will not repeat. Background has been placed on record. ادھر سے بھی اور ادھر سے بھی۔ میرا خیال ہے کہ ایک چیز پر consensus ہے کہ بلوچستان میں احساس محرومی اور جو وہاں معاملات ہیں اس کو ایک priority کے طور پر handle کرنے کی ضرورت ہے ۔ Unfortunately جو priority ہونی چاہیے تھی وہ ابھی تک نہیں دی جا سکی۔ ٹھیک ہے اس پر کام ہو رہا ہے۔ دو کمیٹیاں ہیں، وسیم سجاد صاحب کی کمیٹی ہے، مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی ہے، میں مشاہد صاحب کی کمیٹی میں بھی ہوں لیکن جناب اس وقت we are in a state of emergency. It should be dealt with like a war footing basis. سب کام چھوڑ کے کیونکہ ہماری تاریخ میں ہمیں بہت تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ ہم اگر اس کو بھی سامنے رکھیں تو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں تمام کام چھوڑ کے اس کو حل کرنا چاہیے اور جلدی اور پیار محبت سے حل کرنا چاہیے۔ جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ chain of events جو ہیں جب سے یہ کمیٹی بنی ہے، وہ negative ہوتے جا رہے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر شازیہ کا واقعہ ہے، سوئی کا واقعہ ہے یا اس قسم کے دوسرے واقعات ہیں۔ یہ سب actions and reactions ہیں اور پھر یہ compound ہو رہے ہے۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے یہ کام ایک مہینے میں ختم کرنا ہے تو اسے ایک ہفتہ میں ختم کریں، ایک ہفتہ میں ختم کرنا ہے تو اسے ایک دن میں ختم کریں، ایک دن میں ختم کرنا ہے تو اسے ایک گھنٹے میں ختم کریں۔ یہ بڑا نازک معاملہ ہے۔ ہم جس طریقے سے اور جس speed سے چل رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ اس سے کہیں زیادہ speed کی ضرورت ہے۔ یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ جہاں احساس محرومی ہو، عام لوگوں کے حالات خراب ہوں ماسوائے چند بڑے نوابوں اور سرداروں کے وہاں توجہ دینی چاہیئے۔ اگر سب پاکستان کے economic indicators کو analyze کریں تو چاہے وہ GDP ہو، چاہے poverty in line ہو، چاہے وہ per capita income ہو، چاہے وہاں

Sir, they are much below than the - ہوں growth indicators کے دوسرے

رہا یہ معاملہ کہ وہاں کی آبادی 4% ہے۔ یہ کوئی آسمان average indicators of Pakistan.

سے الگ نہیں اترے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایکماں باپ کے چار بچے ہوتے ہیں اور ان میں

سے ایک کمزور رہ جاتا ہے' ان میں سے تین اچھے ہوتے ہیں۔ اگر ایسی صورت ہو تو ایسے بچے پر

زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کو same level پر لانے کے لئے کام کیا جاتا ہے۔ ہمیں چاہئیے

کہ ہم موجودہ population کے formula کو ایک طرف رکھیں اور اس معاملے کو حل کریں۔

جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ وقت threat کا نہیں ہے۔ اس معاملے پر ہم نے 1971 میں

بھی threats دیکھی ہیں۔ بڑے بڑے tigers بنے تھے کہ وہاں یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا

at the end of the day unfortunately, we lost half of the لیکن کیا ہوا کہ

Pakistan. ظفر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کے جو دشمن ہیں ' جن کو پاکستان کی ترقی

اچھی نہیں لگتی ہے' میں گوادر کی طرف بعد میں آتا ہوں' جن کو پاکستان کی ترقی نہیں چاہئیے۔

وہ جناب کسی بھی اچھے کام کو sabotage کریں گے۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی ان کے عزائم

they پورے ہوں۔ پہلے والے' East Pakistan والے تو ان کے پورے ہو گئے ہیں۔

کہ پاکستان آدھا چلا before 1971, predicted twenty years before that, in 1971

think tank of United States and Western World have been saying - جائے گا

کہ 2012 میں پاکستان کا نقشہ اور ہوگا۔ جناب والا! ہمیں اسے as a challenge accept کرنا

چاہئیے ہمیں جو corrective measures ہیں' ان کی طرف ہمیں فوری طور پر چلنا چاہئیے۔

threats کا اب وقت نہیں ہے۔ یہ پیار کا وقت ہے۔ یہ reconciliation کا وقت ہے۔ صرف

reconciliation کا لفظ ٹیلیویژن پر اور interviews میں use کر دینا کافی نہیں ہے کہ میں

sir, national reconciliation has to be seen ہوں چاہتا national reconciliation

not only for other provinces but specially for Balochistan in present

circumstances. اس لئے جناب والا! اس مسئلہ کو پیار محبت سے حل کرنا چاہئیے۔ یہ کہنا کہ

they will not know where they are being hit. Sir, this is insulting and

chain of events کہ ہے کیا عرض نے میں جیسے humiliating somebody

compound ہوتے جا رہے ہیں۔ آج سے چھ مہینے پہلے کچھ اور معاملات تھے۔ وہاں کمیٹی کے لوگ گئے اور وہاں کے leaders نے انہیں welcome کیا۔ان سے بات چیت کی اور آج چوہدری شجاعت حسین وہاں جاتے ہیں تو وہ ان کو ملنے سے refuse کر دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ chain of events are going against what is required at the ground at the moment, sir. اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت کو چاہئیے کہ اس agenda کو top priority دے اور without going into details کیونکہ ہم سب نے ساری details سنی ہیں۔ میں کچھ چیزیں indentify کروں گا کہ ہمیں اس وقت کیا actions immediately لینے چاہئیں۔ میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے اگر communication gap ہے، کوئی informative, کوئی info gap ہے تو اسے پہلے دور کیا جائے۔ حکومت اس بارے میں فوری طور پر کوئی قدم اٹھائے۔ مثلاً بات ہو رہی ہے کہ بلوچستان کی well-head price سب سے کم ہے اور سندھ یا پنجاب کی بہت زیادہ ہے یعنی وہاں کی 40 ہے اور یہاں کی 212 ہے۔ royalty بھی ایسے ہے۔ خدا کے لئے کوئی بندہ حکومت سے اٹھے اور explain کرے کہ ایسا کیوں ہے کیونکہ یہ بڑا غلط message بلوچستان کے عوام میں جا رہا ہے. well-head price is a formula. جناب چیئرمین

You are a banker and you know there is formula in the petroleum world. Well-head price is based on the Capital and expenditures. When Sui was discoverd, the Capital and expenditure was far less than what it is today.

ظاہر بات ہے کہ کل کو ایک ہزار روپیہ بھی well-head price ہو سکتی ہے‘500 بھی ہو سکتی ہے royalty percentage is the same اور message کیا جا رہا ہے کہ ایک صوبے کو لوٹا جا رہا ہے اور کوئی بندہ even ہمارے لیڈران کو explain نہیں کرتے جو کہ اس ہاؤس میں موجود ہیں، جو نیشنل اسمبلی میں موجود ہیں ‘ government should immediately take correct measures to explain کہ جناب جو چیزیں indentify کی گئی ہیں اور جو محرومیاں ہیں ان کو ماننا چاہیے لیکن جہاں explanation ہو سکتی ہے اسے بھی انہیں چاہیے کہ explain کریں۔

رہا معاملہ یہ جو اس وقت government department کا role ہے اور خاص طور پر

Customs ، Anti-Narcotics ، پھر وہاں آپ دیکھیئے Frontier Corps ، کا agencies
جناب کتنی agencies ہیں۔ کیا بلوچستان پاکستان سے علیحدہ حصہ ہے؟ خدا Coastal Guards
کے لئے بلوچستان تو پاکستان کا حصہ ہے' پاکستان کا سب سے پیارا' سب سے محبت بھرا حصہ ہے
اور اس سے ہم پاکستان کو وہ بنا سکتے ہیں جو کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا' اگر ہم بلوچستان پر توجہ
دے دیں تو دنیا middle east اور سنگاپور کو بھول جائے گی لیکن ہم دوسرے معاملات میں الجھے
ہوئے ہیں۔ تو یہ compounded role of agencies ہے' ٹھیک ہے ہر صوبے میں
agencies کام کر رہی ہیں' وہاں جو inflated compounded role ہے اس پر
immediately توجہ دیں' اس پر حکومت کا کچھ نہیں جاتا it is gesture of good will. جیسے
نواب بگٹی صاحب نے کہا' مینگل صاحب نے کہا کہ جناب آپ practical کام کرکے دیں'
یہاں الٹا کام ہو رہا ہے۔بجائے ہم اس کو اس compounded inflated agencies role کو
اور government departments کو reduce کریں minimum to the minimum bear,
level, to increase the level of confidence of leaders and the people of
Balochistan ہم اس پر ابھی تک کچھ نہیں کر رہے۔ تو یہ میری دوسری گزارش ہے کہ یہ
action لینا چاہیے۔

تیسرا جناب جو concurrent list ہے I am sure a time has reached. ابھی جو
بات اسفندیار ولی صاحب نے کی' پھر شاہ صاحب نے بات کی کہ time is rihgt now' چلیں
Constitution review تو لمبا کام ہے' consensus چاہیے' ہمارے پاس کم از کم ایک
document ہے۔ concurrent list تو مسئلہ نہیں ہے

It has been delayed time and again and I was glad to learn, I hope this is the views of the government. When Wasim Sajjad sahib told in the recent television interview that Government is considering the transfer of components to the provinces.

اگر آپ پوری نہیں کر سکتے جو without any harm اگر ہو سکتی ہے تو why not to do
that. Sir, that will be another good message to the smaller provices' یہ بات

ہے کہ میں اس حکومت کی بات نہیں کر رہا' یہ معاملہ چلا آ رہا ہے لیکن اب بہت زیادہ compound ہو گیا ہے ' it has been magnified under the last 4,5 years. یہ جو ایک unfortunately impact ہے اور چونکہ میں پنجاب سے ہوں اور مجھے اتنی ہی محبت بلوچستان' سندھ' فرنٹیئر اور Northern Areas سے ہے جتنی پنجاب سے ہے۔ جناب جب ایک ماں اللہ تعالیٰ کے بعد اپنے بچے کو پیار کرتی ہے تو جب اُسے اُس بچے سے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اُس کو بھی بُرا بھلا کہتی ہے۔ اگر وہ پنجاب کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں تو مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے' وہ حق بجانب ہیں۔ ہمیں یہ چاہیے کہ ہم اس مسئلے کو indentify کریں کہ how we can allocate more resources for Balochistan. اس وقت 4 percent formula کی ضرورت نہیں ہے' انہیں ہم ایک level پر لائیں تاکہ وہ پنجاب اور باقی دوسرے صوبوں کے ساتھ parallel آ سکیں' کم از کم وہاں جو under nourish and growth ہے اسے average پاکستان کے قریب لانے کے لئے resources indentify کرنے ہوں گے۔

اس حوالے سے گوادر بالکل صحیح ہے۔ آپ کو جو کراچی port ہے اس میں اگر 50 ہزار ٹن کا ship anchor کرتا ہے تو Gwadar is a natural shoehorn for the anchoring of the ships in the world. گوادر میں 100000 tons کا ship لنگر انداز ہوسکتا ہے

look at the map, Allah Taala has given as a gift and we have not used it properly for the development of Pakistan

ہوسکتا ہے کچھ لوگ کہیں کہ جی آپ بھی حکومت میں رہے ہیں'

Why you didn't do it? Yes we did it. Look at the budget speech of 1999 June, we had planned to develop Gwadar, it was in my speech when I announced and let me share what was the background. Obviously there were no funds allocated, why? Saudi deferred oil payment was coming to this country, which was about 2 billion dollars, which mean 120 billion rupees. Sir, we were to develop Gwadar out of that money. I don't know whether that money has been spent, that dollar of the forex payment is a

long deferred. I will not define in the national interest, how the money is to be settled with the Saudi Arabia but the funds were there to develop Gwadar and if the Government had not been removed in October, 1999, The Gwadar *"Munsooba"* would have been completed by June, 2001.

چلیں جو کچھ ہوا' خدا کے لئے اس کو priority دیں' ان کو on board لیں۔ یہاں کیا ہو رہا ہے
کہ جو power corridors میں' جو power hirarchy میں ہے۔

The moment they want to launch the Gwadar Project. Project they called their you know friends and all these things.

کہ جاؤ یہ زمینیں لوٹ لو ۔ جناب والا! گوادر میں اس وقت جو سب سے بڑا ان کا reaction ہے

the way Gwadar Land, you know coastal area is 700 km. There was not only Gwadar Port announced but also the coastal highway between

Gwadar to Karachi جناب ! سات سو کلو میٹر آپ تصور کریں کون سے مڈل ایسٹ میں آپ
کو سات سو کلومیٹر کی length آپ کو سمندر کے اوپر ملتی ہے ۔ سنگاپور میں کیا ہے لیکن it is

totally mal handled, it has not been given the way it should have been

planned اور آج بھی حکومت کو corrective measures لینے چاہئیں ۔یہ جو ادھر سے آنے
inside information لے کر وہ کہتے ہیں کہ کمیٹی میں بات ہوئی اور میں نام نہیں لوں گا ایک
وفاقی وزیر نے کہا کہ جناب وہاں جس کی بیس ہزار کی زمین تھی اس کو دو لاکھ روپے ملے ۔
جناب! جس کو دولاکھ روپے ملے آج اس کی وہ زمین دوکروڑ روپے کی ہے اور چند بڑے بڑے
Industrialists, Politicians اور خصوصاً بلوچستان کے سیاستدان ' میں معذرت کے ساتھ کہوں.
گا' انہوں نے تمام زمین کو grab کرلیا یا اونے پونے لے لی یا اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ sir, I
with complete sencerity کہتا ہوں یہ بھول جائیں کہ دو ارب رائلٹی بڑھ جائے گی there

will be massive amount, I assure you, just acquire the land of the entire coastal area with ten or twenty km of the depth آپ acquire کریں under the State Laws. You can, let the individuals loose that money because they

have speculated with this country and the people of Balochistan and the

development of Balochistan, just create Balochistan Development

Authority, acquire all this land at the State price, nobody will be gambling,

پاکستان میں آپ نے پہلے جو منصوبے بنے ہیں ان کے لئے when they know state land

یہاں سارے قانون موجود ہیں - آپ یہ The laws are in place - نہیں کی land acquire

give - کریں تاکہ وفاقی حکومت اس منصوبے کو بھی اپنے مقصد کے لئے استعمال نہ کرسکے

them the confidence. Give them, that is your projcet, it is this provnice's

کسی مجھے project. Immediately create Balochistan Development Authority

there نے کہا کہ اس کے فنڈز کہاں سے آئیں گے - جناب! سٹیٹ بنک کس مرض کی دوا ہے

are priority areas in the State Bank rules for homes, for development

projects give them 1/2% loan to Balochistan Development Authority,

بعد کے اس acquire all this land for the Balochistan Development Authority

the کریں جناب! مڈل ایسٹ میں لوگ مٹی کو سونا بنا کر بیچتے ہیں develop آپ اس کو

pennies are converted into billions of Dollars there. How? Its only the

کو vision and sincerity and the commitment to the country. Here individual

پتا چلتا ہے۔ اپنے دوستوں کو بلاتے ہیں ہوٹل والوں کو کہتے ہیں جاؤ لو اور بناؤ اپنی سکیمیں اور

sir, this is no loyalty either to Balochistan or the people of - اربوں روپے کماؤ

it is تو میری گزارش یہ ہے کہ Balochistan or even to the country as a Pakistan.

still not late. The government should immediately setup Balochistan

Development Authority. No.1.They should acquire entire land, no matter

whether it is a General , whether it is a politician, whether it is a I,

understand half dozen Ministers of the sitting cabinet of Balochistan

have acquired a lot of land in entire this area and they have not only

انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان زمینوں پر - آپ اس زمین کو لیں acquired with money,

let the state may fund them, let them develop this. Sir, just launch the scheme. We will give ideas and I can assure you sir the amount of money they can generate یہ بھول جائیں کے رائلٹی کے دو ارب یا چار ارب اس سے نہ صرف بلوچستان کے اس علاقے کی ترقی بلکہ آپ پورے بلوچستان میں development کریں۔ پورے بلوچستان پر یہ پیسے خرچ کریں this surplus will be an unimaginable تو جناب میری گزارش یہ ہے کہ اگر حکومت sincere ہے یہ جو میں نے سات proposals دی ہیں خدا کے لئے ان پر غور کریں it is totally in the National Interest and I think before it is too late they must prioritize this agenda and must identify یہ نہ دیکھیں کہ کون اس corridor of power کا دوست ہے جس نے گوادر کی زمین سے اربوں روپے کمانے کا project launch کردیا ہوا ہے just acquire it with one stroke of pen if you are sincere with the people of Balochistan, with Balochistan, even with Pakistan.

Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، نثار میمن۔ جی آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سید دلاور عباس، میں clarification کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈار صاحب کے comments تھے کہ یہاں پر petroleum and gas کی royalty پر کوئی ممبر نہیں جو بتانے کیونکہ میں اس کمیٹی کا ممبر بھی ہوں اور ہماری recommendations are very solid definitely. جس میں میں ڈار صاحب کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ دو gas agreements جن کو GPAs بولتے ہیں، وہ open ہو چکے ہیں، دونوں ہی بلوچستان کے ہیں، on the well head price پر ایک کھنڈ کوٹ اور ایک سوئی 2007 میں ان دونوں کی prices جو ہیں، اس کی gas جو اس وقت 47 رروپے اور کوئی 40 کے قریب ہیں will go to 70 rupees plus MMCF plus royalty کا formula اس میں جو کمیٹی نے adopt کیا ہے، جس میں رضا محمد رضا خان صاحب بھی اور ہمارے سارے members تھے، وہ جو adopt کیا ہے، مطلب ہے not caculating the past, what they are claiming but for the future, it will

difinitely, we have very good and very comprehensive package for them on the gas royalty and not GDS that is what I wanted to clarify.

جناب چیئرمین، ان کا point تھا کہ اس پر ایک communication gap ہے' اس کو publicise کریں ایک۔ دوسرا جو tonors ہوتے ہیں' وہ بھی بتائیں گے' اگر اتنے period کے لئے price fix ہوئی ہے تو پھر اس period میں contract کو review نہیں کر سکتے جو communication gap ہے اس کا point تھا۔ He is not questioning that اور awareness کہ it varys but this is a point کہ he agreed himself communication gap ہے۔

سینیٹر سید دلاور عباس، میں بتانا چاہ رہا تھا کہ وہ سارا part of package ہے۔

Mr. Chairman: I think,

ان کو جواب مل گیا کہ it is realized and the effort has been made.

سینیٹر سید دلاور عباس، ڈار صاحب خود دیکھیں گے کہ بہت اچھا package ہے' میں بلوچستان کے future والی بات کر رہا ہوں' previous settlement میں رضا صاحب بیٹھے تھے ہم نے اس پر بات کی تھی۔

جناب چیئرمین، اور جو cost کا break down ہے' وہ کمیٹی والوں سے share کریں تاکہ ان کو بھی تسلی ہو کہ this is the formula and it can vary because of these factors.

سینیٹر سید دلاور عباس، جی' I think یہ بات تھی کہ جب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے دونوں committees کی recommendations کو سامنے رکھنا ہے اور پھر آگے چلنا ہے۔ Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Nisar Memon.

آپ نے کچھ بولنا ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، میں ڈار صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہ رہی ہوں۔ ان کو notify کرنا

چاہیے اور اس کو immediately جو بلوچستان کی ترقی کے لئے یہ سب چیزیں ہیں۔ ان کو آپ make sure کہ implimentations ہوں۔

جناب چیئرمین ، انشاء اللہ اس کو کمیٹی take up کرے گی - Mr. Nisar Memon.

سینیٹر نثار احمد میمن ، جناب چیئرمین صاحب ! thank you very much. آج ہم یہ تیسرا دن ہے کہ ایک بہت اہم مسئلے پر گفتگو کر رہے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ بڑے خیالات کا اظہار ہوا ہے اور بہت کھل کر ہوا ہے۔ کچھ تکلیف دہ چیزیں بھی کہی گئی ہیں' کچھ ملک کی سلامتی پر ایک عکس کرنے والی چیزیں جو کہ ہمارے دشمن اس سے خوش ہو سکتے ہیں' وہ بھی کہی گئی ہیں۔ مگر چونکہ یہ ایوان ہے' جمہوریت ہے' ہر چیز اس ایوان میں آنی چاہیے۔ میں بولنا تو نہیں چاہتا تھا' مگر ہمارے دوست اسحاق ڈار صاحب نے بہت ہی تفصیلاً اقتصادی پہلوؤں پر دو نقطے کہے۔ انہوں نے ایک نقطہ یہ کہا کہ there should be more resources اور یہ کہا کہ information gap ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج انہوں نے بہت صحیح چیز کی طرف نشاندہی کی ہے اور میں ان سے اتفاق کرتا ہوں تو آئیے آج اس کی ابتداء کرتے ہیں کہ یہ جو information gap ہے' وہ ختم ہو جائے۔ اسحاق ڈار صاحب! مجھے آپ کی توجہ چاہیے' leader صاحب سے آپ بعد میں بھی بات کر سکتے ہیں۔ پہلی بات' آپ نے فرمایا کہ resources زیادہ چاہئیں۔ آئیے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ PSDP کا share جو ہے' پاکستان کے PSDP کے share میں سے جو پچھلے سالوں میں' میں آپ کی حکومت پر تو نہیں جاؤں گا' میں صدر پرویز مشرف کے آنے کے بعد کے جو سال ہیں' اس کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ share کیا بڑھا ہے یا کم ہوا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بلوچستان کے دوستوں نے جو باتیں کی ہیں' میں اس پر بھی آؤں گا' مگر جواب آپ کا ہے کہ بلوچستان میں 99 اور 2000 پر PSDP 2.7% کا بلوچستان کا share تھا جو اب بڑھا کر 12.7% کر دیا گیا ہے۔ اس کو resources allocation کا بڑھانا نہیں کہتے ہیں تو آپ آئیے مجھے بعد میں بٹھا کر سمجھائیے کہ یہ کیا اقتصادی پہلو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بلوچستان کی gas اور میرے دوست ثناء اللہ بلوچ نے بھی یہ کہا کہ resources کو exploit

کیا جا رہا ہے۔ ہماری gas field کی قیمت بہت کم ہے، مگر شاید انہوں نے صرف سوئی کا ذکر کیا۔ آئیے میں آپ کو بتاؤں کہ information gap کو کم کرنے کے لئے کہ بلوچستان کی کچھ gas field جو ہے، اس کا highest rate ہے جو کہ 228 mmbtu ہے تو خدا کے واسطے حقائق کو سامنے لائیں کیونکہ یہ معاملے بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ مسائل کو حل کرنے کے لئے ہیں، حقائق کو مروڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے گوادر کے بارے میں فرمایا تو میں آپ کو گوادر کے بارے میں آج کے اخبار میں ایک study کا دیا ہوا ذکر Mr. Chairman! آپ کو quote کرنا چاہتا ہوں۔ یہ Journal of International Affairs ہے جو پاکستانی سکالر ضیاء حیدر صاحب نے لکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ پاکستان سے دور بیٹھے ہوئے لوگ کیا سوچ رہے ہیں؟ انہوں نے یہ کہا ہے And I quote "The heart of President Pervaiz Musharraf vision of prosperity for Pakistan is Gwadar. جب پوری دنیا گوادر کو ایک vision کا حصہ سمجھتی ہے اور جس کا ذکر اسحاق ڈار صاحب نے بھی کیا تھا کہ vision ہونا چاہیئے۔ تو یہی تو وہ vision ہے جس کو آگے لیا جا رہا ہے۔ یہی vision ہے جس کے خلاف باتیں بھی ہو رہی ہیں۔ میں جانتا ہوں، میں ان چیزوں پر آؤں گا جن مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ گوادر ایک ایسا پراجیکٹ ہے جس پر ساری دنیا کی نظریں ہیں۔ یہ ایک energy rich gulf area اور سنٹرل ایشیاء اور China ان سب کی economic activity کا دارومدار گوادر پر ہوگا۔ اگر یہ ہے تو پھر ہم ابھی direction میں جا رہے ہیں۔ آئیے آگے یہ بات بھی کریں۔ کاش ہمارے دوستوں نے یہ بھی ذکر کیا ہوتا۔ میں دہرانا نہیں چاہتا۔ میں مجبور ہوں کہ انہوں نے یہ ذکر بھی نہیں کیا کہ ان پچھلے ۵ سالوں میں میرانی ڈیم، کچھی کنال، سبکزئی ڈیم اور roads کے علاوہ سنڈک پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ یہ سارے کیا ہیں؟ میں چاہتا تو آپ کو بہت ساری تفصیلات دے سکتا تھا مگر میں صرف ایک نکتہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے کہ پاکستان کے وہ علاقے جن میں ترقی ماضی میں نہیں ہوئی ہے۔ کس نے نہیں کی ہے؟ آپ کی حکومت اور ہماری حکومت ساتھ تھی، سب اس کے لئے responsible ہیں۔ مگر کم از کم اتنا تو کہیئے کہ پاکستان مسلم لیگ کی اب کی حکومت اور صدر صاحب کی حکومت میں وہ ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ حالانکہ جہاں پر ترقی نہیں ہوئی ہے

وہاں پر ترقی ہو رہی ہے۔ ترقی کے لئے کام کئے جا رہے ہیں۔ تو یہ تو رہا اقتصادی پہلو۔ جہاں تک آج کی صورتحال ہے تو میں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ کون پاکستانی یہ نہیں چاہتا ہے کہ پاکستان میں امن و امان کی صورتحال ہو۔ آج آپ کی Stock Exchange کا انڈکس ۷ ہزار پوائنٹ تک پہنچ چکا ہے جو کہ آپ کی حکومت میں ۲ ہزار پوائنٹ پر تھا۔ آپ ماہرین تھے مگر آپ نہ لاسکے۔ آپ نے کوشش بھی کی مگر نہ لاسکے۔ اب ۷ ہزار تک پہنچ گیا ہے اور چڑھتا جا رہا ہے۔ Investment بھی یہاں آ رہی ہے اور یہاں پر فضا بھی ہے۔ تو اگر ہم امن و امان کی صورتحال دیکھتے ہیں تو آئیے میں ایک article جو اخبار میں publish ہوا۔ اس میں بلوچستان کے بارے میں data ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ فضا کو بہتر کرنے کے لئے کچھ سنجیدگی کے ساتھ دیکھنا پڑے گا۔

In 6 months data of Balochistan stands 956 rocket attacks, 70 bomb blasts, 89 dead, 276 injured and 4 kidnappings. اور اس کے بعد آج کے اخبار میں ہم دیکھتے ہیں کہ militants hit phone and railway line in Balochistan سوئی کا تو آپ کو علم ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ جناب عالی یہ جانیے کہ آپ اور ہم مل کر ان تشدد کی واقعات کو کھڑے ہوکر condemn کرتے ہیں یا نہیں؛ مجھے جواب چاہیے کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ آج کے دور میں جہاں پر ترقی کی طرف ملک گامزن ہو اور ان واقعات کو کہا جائے کہ دیکھیں حالات خراب ہو رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ گرمی اگر وہاں سے آ سکتی ہے تو گرمی یہاں سے بھی آ سکتی ہے مگر میں حق و صداقت کی بات کروں گا۔ میں صرف آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آئیے آپ اس کو condemn کریں۔ جو تشدد ہو رہا ہے اس کو condemn کیجئے۔ اس میں لکھا ہوا ہے یہ جو گوادر کا پورٹ بن رہا ہے۔ اس میں clearly لکھا ہوا ہے the port

under the construction Gwadar Port is viewed with displeasure, disfavour and suspicion by India and Iran and they see it, as parallel to Iran's Shah Bahar port that was built with Indian assistance and was meant to serve the Centeral Asian countries due to warm water. The port also prevents the potentially irresistible target to Al-Qaeda as pay back for Pakistan cooperation to US led forces against the International terrorism.

تو کیا یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ ہم سے کیا زیادتی ہو رہی ہے۔ تو کیا آپ اس کو اپناتے ہیں کہ یہ جو بلوچستان کے دوست ہیں چاہے ادھر بیٹھے ہوں یا ادھر بیٹھے ہوں کیا آپ اس کی مذمت کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کرتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اگر آپ اس کی مذمت نہیں کرتے تو میں آپ کے خلاف، آپ کی مذمت کروں گا کیونکہ آپ پاکستان کی سیکیورٹی کے خلاف مذمت نہیں کر سکتے تو پاکستان کا کیا دفاع کریں گے۔ پاکستان کا دفاع ہم سب کا فرض ہے چاہے وہ ادھر سے ہوں یا ادھر سے، ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

اب آئیے کہ ان حالات میں کیسے ترقی ہوگی، بات چیت کیسے ہوگی تو پہلے اللہ کے واسطے آج اگر ایوان میں ایک resolution move کریں کہ ہم تشدد کے واقعات کی چاہے وہ بلوچستان میں ہوں یا پاکستان کے کسی حصے میں، ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ قانون کی بالادستی ہو۔ میرے خیال میں ایس ایم ظفر صاحب، جن کا نام بار بار ہمارے دوست اسحاق ڈار صاحب نے لیا ہے، میں اسحاق ڈار صاحب کو اقبال ڈار تو نہیں کہوں گا کیونکہ اقبال ڈار صاحب ہماری پارٹی کے ہیں، اسحاق ڈار صاحب بار بار ایس ایم ظفر صاحب کو ظفر شاہ کہتے رہے تو میرے خیال میں اگر وہ جذبات میں نہ ہوں تو بہتر ہوتا ہے، نام صحیح پکارے جاتے ہیں۔ بہرحال میں ان سے یہ کہوں گا کہ ایس ایم ظفر صاحب کے بات کرنے کے بعد قانون پر تو میں بات نہیں کر سکتا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ قانون کی بالادستی ہونی چاہیے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں کہ قانون کی بھی بالا دستی ہو، پارلیمنٹ کی بھی بالا دستی ہو، جمہوریت کی بھی بالادستی ہو۔ پاکستان کے دفاع کے لیے اگر کوئی صوبہ یہ کہتا ہے ان کا چیف منسٹر، ان کی elected government, جس کا آپ نے ذکر بھی کیا ہے کہ وہاں پر ایک resolution move ہوا تھا، تو وہی چیف منسٹر، وہی حکومت اگر مانتی ہے کہ آئین میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی صوبہ مدد چاہتا ہے تو اس کو وفاقی حکومت کی مدد دی جا سکتی ہے تو وہی مدد تو انہوں نے سوئی کے لیے مانگی تھی، کیوں دو سال نہیں مانگی تھی، اس لیے نہیں مانگی تھی کہ دو سال میں وہاں پر تشدد نہیں تھا۔ اب چونکہ پاکستان نے عالمی دہشت گردی کو قبضے میں رکھا ہوا ہے تو کہیں نہ کہیں سے وہ نکلتی ہے اور اب وہ سوئی کے مقام پر آئی ہوئی ہے اور وہاں پر اگر چیف منسٹر نے بلایا ہے تو یہ آئینی تقاضے ہیں۔ جب ہمارے دوست کھڑے ہو کر آئین دکھاتے

ہیں تو میں بھی ان کو آئین دکھاتا ہوں کیونکہ آئین ہی کی بات ہم کر رہے ہیں ۔ تو اس حکومت نے اپنے اثاثوں کو محفوظ رکھنے کے لیے جو بھی اقدامات کیے ہیں، کم از کم ان کو تو آپ endorse کریں ۔ عالمی تشدد کے خلاف تو آئیے ، کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی آپ اجازت دے رہے ہیں تو پھر میں یہ سمجھوں گا کہ مسائل کو حل کرنے کے لیے آپ خود جمہوری لوگ یہ کہتے ہیں کہ power کا استعمال ہونا چاہیے 'physical power' کا ہو ' بندوق کا استعمال ہو تو پھر اس پورے آئین کا کیا ہوگا، اس پورے ایوان کا کیا ہوگا جہاں پر ہم بحث مباحثے کی بات کرتے ہیں۔

جب قوم اس نتیجے پر پہنچے کہ بلوچستان میں سوئی کے مقام پر جو کچھ ہوا ، اس کے نتیجے میں سب مسائل کو کھول لیا جائے تو میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے ۔ اگر 190 constitutional amendments کی ہم بات کرتے ہیں تو پھر ہم بات کیا کر رہے ہیں ؟ کیا یہ پورے پاکستان کی آواز ہے کہ اس اسمبلی کو ایک قانون ساز اسمبلی بنا دیا جائے کہ نئے سرے سے ایک نیا آئین لکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ مناسب نہیں ہوگا۔ جیسے مسائل آتے ہیں، اگر گوادر کے لیے اسحاق ڈار صاحب کے پاس کوئی تجاویز ہیں تو ان کو آئینی طریقے سے کرنا چاہیے ۔ اگر سوئی کے تحفظ کے لیے آپ کے پاس کوئی آئینی تجاویز ہیں تو آئین میں اس کے لیے ترمیم کی جائے ۔ آج میں نے یہ بھی دیکھا کہ بات بلوچستان کی ہو رہی ہے اور پھر ہمارے دوست اپنے پرانے پختونخواہ کے مطالبے کو بھی اس میں لے آتے ہیں چاہے وہ کمیٹی میں ہو یا کمیٹی سے باہر ہو ۔ وہ ان کا حق ہے مگر سارے مسائل کو ایک مسئلے پر لا کر کھڑا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کا proportion بڑھ جائے اور اتنا بڑھ جائے کہ سنبھلنے نہ پائے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے عوام اپنے ملک کا تحفظ کرنا جانتے ہیں ، پاکستان کی حکومت بھی اپنا تحفظ کرنا جانتی ہے ۔ آپ دیکھیں ، آج صورتحال یہ ہے کہ ایک study ہے جو دوست دیکھنا چاہتا ہے میں اس کو پیش کروں گا ، مجھے معلوم ہے کہ ہمارے کچھ دوستوں کے پاس موجود ہے ، اس میں clearly لکھا ہوا ہے کہ آج، اسلام آباد ہو یا لاہور ہو یا پنجاب ہو یا صوبہ سرحد ہو یا پشاور ہو، میں وہاں پر security کے current threat levels کم ہیں مگر کوئٹہ اور بلوچستان میں بڑھ گئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کیا اس طرح سے اگر threats

بڑھی ہوئی ہوں تو مل کے ہم کام نہیں کریں گے۔ ان threats کو پہلے کم کریں گے تاکہ بیرونی ممالک سے اگر کچھ لوگ کام کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے اپنے agents یہاں رکھے ہوئے ہیں تو ان کو ہم قبضے میں لا کر اپنے حالات کو بہتر کریں۔

جہاں تک مسائل کا تعلق ہے میں آپ سے agree کرتا ہوں کہ ناانصافیاں پاکستان میں ہوئی ہیں، وہ کس نے کی ہیں۔ 57 سال سے ہوئی ہیں اگر بلوچستان کی ہم بات کرتے ہیں تو بلوچستان کے جو مسائل ہیں وہ آج کے نہیں ہیں۔ آج تو ترقی بھی ہوئی ہے۔ آج مسائل پر گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ یہ تو 57 سال میں ہم نے جو حکومتیں دیکھی ہیں انہوں نے کیا ہے۔ اگر آپ بات کرتے ہیں ملٹری کی تو پاکستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے، آپ کو پتا چلے گا کہ پاکستان کی تاریخ جب سے شروع ہوئی ہے چونکہ ہمارے پاس ادارے موجود نہیں تھے لہذا افسر شاہی اور اس میں فوج کے نمائندوں کو، آپ کے سیاستدانوں نے جو جاگیردار تھے، انہوں نے ان کو ملا کر پاکستان کے غریب عوام کو لوٹا ہے۔ پاکستان کے آئین کے ساتھ بھی مذاق کیا گیا ہے، یہ سلسلہ 1952 سے شروع ہو گیا تھا۔ ان سارے مسائل کو حل کرنے کے لیے ہم بات کر رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ آج اس سے مسائل خراب ہوئے ہیں کس وجہ سے ہوئے ہیں، یہ ساری ماضی کی چیزیں ہیں جو آج ہم بھگت رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان حالات پر قابو پایا جائے۔ ہم مل کر پاکستان کی عوام، چاہے وہ بلوچستان کی ہو، چاہے سندھ کی ہو، پنجاب کی ہو یا Frontier کی ہو سب کا تحفظ ضروری ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ انصاف کی صورتحال بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ کیسا ملک ہے جہاں پر ہم اپنی ایک بیٹی کو ڈاکٹر شازیہ کیوں نہ ہو یا کوئی اور کیوں نہ ہو ہم ان کے نام لاتے ہیں، آیئے قانون پاس کریں کہ پاکستان میں اس طرح کی چیزیں جہاں پر ایک individual اور خاص طور پر عورت جس کو ہمارے معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ہمارے دوست کہتے ہیں غیرت مند بلوچ، تو کیا پاکستان کے دوسرے لوگ غیرت مند نہیں ہیں؟ ہیں، خدا کے واسطے اگر بلوچ غیرت مند ہے تو سندھی بھی غیرت مند ہے، پنجابی بھی ہے اور بلوچ اور فرنٹیئر کے لوگ بھی غیرت مند ہیں۔ سب غیرت مند پاکستانی ہیں۔

خدا کے واسطے یہ نہ کہیں کہ صرف ایک خطے کے غیرت مند ہیں۔ جب وہاں کی بیٹی کو کچھ ہوتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ ایسا قانون یہاں پر پاس کریں جہاں پر کسی ذات کے متعلق

کوئی details ہیں تو ان کو نہ دکھایا جائے۔ ہم تو یہاں تک کرتے ہیں کہ لوگ اپنی بیٹیوں کو جلاتے ہیں اور لوگ اس کو دکھاتے ہیں لیکن دنیا کے بہت سے ملکوں میں یہ نہیں ہوتا کیوں کہ اس کے psychological effects ہیں' ان چیزوں پر قانون پاس کیجیے عورتوں کے احترام کے لیے' عورتوں کے تشدد کے خلاف ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ جو قانون کی بات کرتے ہیں تو واقعی جو کچھ ہوا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں جو ڈاکٹر شازیہ کے ساتھ ہوا ہے۔ ہم اس میں آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر بلوچوں کو حقوق نہیں ملے' نوکریاں نہیں ملیں صحیح قانون کے حساب سے' ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر بلوچوں کی زمینیں لوٹی گئی ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں لوٹنے والے تو آج تک لوٹتے رہے ہیں تو اس وقت سے لے کر آج تک ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں اور جہاں تک پاکستان کے ہر خطے کا تعلق ہے تو ہم ان کے وسائل کے لیے ہم آپ کے ساتھ ہیں کہ ہر خطے کو وسائل کے حساب سے دیا جائے تو یہ NFC کی بات الگ ہے وہ کرنی چاہیے۔ ان تمام مسائل پر بات ہو سکتی ہے ۔میں آج آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب یہ پارلیمانی کمیٹی بنا دی گئی جس کی آپ تعریف بھی کرتے ہیں' چوہدری شجاعت کی بھی تعریف کرتے ہیں' مشاہد صاحب کی بھی تعریف کرتے ہیں تو پھر کیا ضروری ہو گیا تھا کہ پیشتر اس بحث کے اس کمیٹی کی رپورٹ پر بحث ہوتی اور ہم اس کو آگے لے جاتے ۔ آیئے ہم اداروں کو مضبوط کریں۔اگر سوئی پر کوئی بھی شخص یہ کہتا ہے کہ وہ حملہ ٹھیک تھا وہ پاکستان کے سیاسی ماحول کو خراب کر رہا ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے ۔ آج میرے خیال میں ہمیں فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کرتے تو پھر ہم سیاسی نکتہ نگاہ سے اپنے آپ کو کمزور کر کے پاکستان کو غیر جمہوری راستوں پر دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہی ہوا ہے ماضی میں جس کی بناء پر پاکستان میں بار بار Constitution کو ہٹایا گیا ہے۔ آج جب کہ پاکستان کے ادارے موجود ہیں تو خدا را! آیئے اس پر کام کریں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک پاکستان کے cantonment کا تعلق ہے' ذکر کیا گیا ہے' مجھے تو نہیں معلوم کہ یہ cantonment کا جہاں تک تعلق ہے کیوں معاملہ اتنا شدید ہو گیا ہے۔ پورے پاکستان میں cantonments ہیں۔ یہ کہا گیا کہ صرف borders پر ہوتی ہیں تو کیا پاکستان کے صرف borders پر عالمی تشدد ہوا ہے' عالمی تشدد کراچی سے لے کر خیبر تک ہوا ہے۔ بلوچستان سے لے کر پنجاب کی سرحدوں پر ہوا

ہے۔جہاں جہاں ضرورت پڑنی چاہیے وہاں ہمیں خود بنانی چاہئیں لیکن اب جو معاملہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر وہاں پر پیرا ملٹری فورسز ہیں اور انہوں نے اس کی روک تھام کی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ہمیں اس کو سراہنا چاہیے نہ کہ ہمیں اس کو condemn کرنا چاہیے کیونکہ ہم اس سے دشمن کی راہ پر کام کر رہے ہیں۔ میں آپ سے متفق ہوں کہ سیاسی مسائل سیاست سے ہی حل ہونگے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں لیکن خدا کے واسطے آپ بھی ہمارے ساتھ آئیں اور اس کو condemn کریں اور جہاں تک پاکستان میں ماضی کی ناانصافیاں ہیں تو آج میں آپ کو ایک چیز یاد دلانا چاہتا ہوں۔ کون سی حکومت تھی جس کے دور میں پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے تھے؛ کون لیڈر تھے اس زمانے میں اور پھر چلیے جنہوں نے بھی کر لیا۔ ماضی کی بات ہے ہم ماضی کی بات نہیں کرنا چاہتے۔

(مداخلت)

سینیٹر نثار احمد میمن، سننے کا دل جگر گردہ رکھیے یہی جمہوریت کی بقاء کی نشانی ہے۔ آج میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے سیاسی لوگوں میں اتنا جذبہ نہیں تھا کہ جب وہاں پر زیادتیاں ہوئی ہیں۔ بنگلہ دیش میں، مشرقی پاکستان میں جو زیادتیاں ہیں تو کون پاکستان کا لیڈر تھا جس نے وہاں بنگلہ دیش کے اندر جا کر کہا تھا کہ we regret the happening of 1971 وہ صدر پرویز مشرف ہی تھے جنہوں نے وہاں پر جا کر یہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ we regret the happening تو یہ ہے بڑا پن کہ اگر غلطیاں ہوں تو اس کو مان لیا جائے۔ آئیے آج وہ غلطیاں نہ دہرائیں کیونکہ اگر ہم ----

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please keep the time frame in mind.

سینیٹر نثار احمد میمن، آج اگر ہم نے سیاست کو سیاسی طور پر رکھا تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسی غلطیاں نہیں ہونگی۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ سیاست میں آئیے مل بیٹھ کر بات کریں۔ آئین میں amendment کی ضرورت ہے۔ مسائل جس وقت آئیں اس وقت حل کریں، آپ کی بات صحیح ہے جو ثناء اللہ نے کہی ہے کہ وقت پر مسائل کو حل ہونا چاہیے۔ میں بھی آپ کے

ساتھ ہوں۔ مسئلہ کیا ہے؟ مسائل صرف دو ہیں کہ آپ تشدد کو condemn کرنا چاہتے ہیں اور سیاسی طور پر آنا چاہتے ہیں اس پر فیصلہ کر لیجیئے اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں جو بھی ناانصافیاں ہوئی ہیں، جس حکومت میں ہوئی ہیں ان کو ہم ختم کرنے کے لئے آپ کے ساتھ ہیں۔ آج آپ دیکھیں کہ رضا ربانی صاحب جب لیڈر ہوتے ہیں تو سب نے مل کر ان کو welcome کیا ہے کیا ہم جمہوریت کی طرف گامزن نہیں ہیں۔ خدا کے واسطے آئیے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جمہوری نظام جو لوٹا ہے اس کو مستحکم کریں۔ اس میں مل جل کر ہم کام کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر رضا محمد رضا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، یہ انہوں نے اپنی speech میں کہا تھا یہ general بات ہے اس کو آپ speech میں cover کرلیں۔ نہیں نہیں رضا صاحب ایسے بات نکلتی رہے گی۔ آپ کا انہوں نے نام نہیں لیا۔ جس کا نام لیا وہ جواب دے personal explanation ہو سکتا ہے۔ point of order نہیں ہو رہے۔ اپنی تقریروں میں cover کرلیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، پشتو نخواہ کی کیا تکلیف ہوگئی انہیں۔

جناب چیئرمین، دیکھیں رضا صاحب آپ کو فلور نہیں ہے خواہ مخواہ ایسے بددل نہ کریں۔ کوئی نہیں، جب speech ہوگی تو دیکھیں گے۔ تشریف رکھیے۔ خورشید صاحب آپ شروع کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، کوئی personal نہیں تھا، speech میں آپ کریں، پارٹی والے کریں۔ تشریف رکھیے رضا صاحب۔

I will request the member to please maintain the decorum, not take accounts where they are not supposed to do.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر اپنے خیالات

کے اظہار کا موقع دیا۔ میں معذرت خواہ ہوں کچھ طبیعت کی خرابی کی بنیاد پر آپ کی بلائی ہوئی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکا اور یہاں بھی کافی دیر سے پہنچا ہوں جس کی وجہ سے میں چند اہم تقاریر نہ سن سکا۔ خصوصیت سے میرے عزیز بھائی اسفند یار صاحب اور ڈار صاحب کی تقریر سے محروم رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس مسئلے کی اہمیت کی خاطر ہی اس وقت حاضر ہوا تاکہ اپنی گزارشات اس ایوان کے سامنے اور آپ کے ذریعے پوری قوم کے سامنے پیش کرسکوں۔ میں سب سے پہلے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے مسئلے کے اوپر جو گفتگو اس ایوان میں ہو رہی ہے اور اس سے پہلے ہوئی ہے۔ ہمارے بلوچستان کے بھائیوں نے جس دردمندی کے ساتھ، دکھ کے ساتھ، کہیں کہیں شاید جذبات کی فراوانی کے ساتھ اپنے مسائل کو رکھا ہے۔ میں پوری دیانتداری کے ساتھ الفاظ کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا لیکن substantive معاملات میں مکمل طور پر ان کی تائید کرتا ہوں۔ یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ محض میری نگاہ میں بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے، صرف بلوچوں کا مسئلہ نہیں ہے یہ ہم سب کا مسئلہ ہے، یہ پاکستان کا مسئلہ ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں حق اور انصاف کا علمبردار ہونے کے ناطے جہاں ظلم ہو، جہاں زیادتی ہو ہمیں ان کی آواز میں آواز ملانا چاہیے اور ظلم کے استحصال کے خاتمے کے لئے ان کے شانہ بشانہ جدوجہد کرنی چاہیے۔ مجھے پارلیمانی کمیٹی برائے بلوچستان میں شرکت کا موقع ملا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کے سارے اجتماعات میں شریک ہوں۔ جو ہم نے بلوچستان میں visit کی، گوادر بھی گئے، کوئٹہ بھی گئے، پچیس سو افراد کو سنا۔ میں آپ سے دیانتداری سے کہتا ہوں کہ مجھے پاکستان کے حالات کا کافی علم رہا ہے۔ میں لوگوں کی مشکلات اور مسائل سے واقف ہوں لیکن وہاں پر جا کر لوگوں کو دیکھ کر، ان کو سن کر، وہاں کے حالات کا جو دکھ بھرا احساس مجھے ہوا۔ میں اسے اپنے لئے اپنی تعلیم کا اور پاکستان کے مسائل کے ادراک کے اصول کا بڑا اہم تجربہ سمجھتا ہوں۔

میں اپنے بلوچ بھائیوں کے ساتھ اس پورے معاملے میں اسی طرح شریک ہوں جس طرح وہ افراد جو اپنے آپ کو قوم پرست کہتے ہیں۔ اس وقت میرا تعلق صوبہ سرحد سے ہے اور پشتو بولنے والا نہ ہونے کے باوجود میں نے وہاں پر اپنا مسکن اختیار کیا ہے۔ میرا جینا اور مرنا اس صوبے کے ساتھ ہے لیکن ایک پاکستانی کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو مسائل

بلوچستان میں لاوے کی طرح پک رہے ہیں آتش فشاں کی کیفیت ہے۔ خدا کے لئے اسے علاقائی انداز میں نہ دیکھیں بلکہ اسے پاکستان اور اسلام ان دو points of reference سے ہر قسم کے تعصب اور تعلق سے مبرا ہو کر اس پر غور کرنا چاہیے۔

بہرحال میں آپ کو یہاں پر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ قومیت خواہ جدید ہو یا قدیم اس کا ایک اصول یہ رہا ہے کہ my nation right or wrong, my country right or wrong گویا کہ سچ ہو یا جھوٹ، حق ہو یا ناحق مجھے اپنی قوم کا ساتھ دینا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے، کیونکہ عربوں میں بھی یہی مقولہ تھا کہ اپنے بھائی کا ساتھ دو۔ خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق۔ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی کہ اپنے بھائی کا ساتھ دو خواہ وہ درست ہو یا نا درست، تو جو تربیت آپ نے صحابہ کرام کی کی تھی وہ ایک دم سے چیخ اٹھتے ہیں کہ یا رسول اللہ اگر ہمارا بھائی حق پر ہو تو ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ لیکن اگر وہ ناحق پر ہو تو ہم اس کا ساتھ کس طرح دے سکتے ہیں۔ تو آپ کو معلوم ہے کہ حضورصلعم نے کیا فرمایا۔ آپ نے کہا کہ اس کو ظلم سے روک کر اس کا ساتھ دو۔ اس لئے کہ یہاں پر ساتھ دینے کا معنی یہ ہیں کہ اسے ظلم نہ کرنے دو۔ اسے ناحق پر قائم نہ رہنے دو۔ اس طرح وہ اپنی دنیا اور آخرت خراب کر رہا ہے۔ ہمیں دراصل اسی جذبے کے ساتھ، اسی احساس کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے۔ یہ مسئلہ اس وقت عدل کا مسئلہ ہے، انصاف کا معاملہ ہے اور ہمارا دستور ان تین بنیادوں پر بنا ہے اور بلا شبہ ہم نے بہت distortion کر لی ہے ان میں پہلی چیز اسلام ہے۔ اللہ کی حاکمیت اور اللہ اور اس کے رسول صلعم کی بالا دستی کی بنیاد پر ہم نے اس ملک کو قائم کیا ہے، اس کو withdraw کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری بنیاد پارلیمانی جمہوریت ہے۔ جمہوریت اور وہ بھی پارلیمانی جمہوریت، قزاقی نہیں اور تیسری اور اس لیے Federation یعنی مرکز اور صوبوں کے درمیان نہ صرف ہم آہنگی بلکہ تمام علاقوں کے حقوق کا پورا پورا احساس اور احترام اور اس میں محض خیرات کا معاملہ نہیں ہے بلکہ معاملہ حقوق کا ہے اور یہ اسی وقت پورے ہوتے ہیں جب Sense of participation ہو، صرف Sense of participation نہیں بلکہ حقیقی اور effective participation یہ ضروری ہے۔

جناب والا! میں آپ کے سامنے اس وقت ان واقعات اور حقائق کو repeat نہیں کروں گا جو میرے ساتھیوں نے یا ایوان کے مختلف ارکان نے پیش کیے ہیں لیکن میں یہ ضرور

کہوں گا کہ امان اللہ کنرانی، ثناء اللہ بلوچ، رحمت اللہ کاکڑ اور دوسرے ساتھیوں نے اس طرف سے اور مجھے یہ بات کہنے میں بھی کوئی باق نہیں کہ issue ایسا ہے کہ جس میں کم ازکم میم خان بلوچ اور جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب نے جو باتیں کہی ہیں ان سے مکمل اتفاق تو مشکل ہے لیکن بحیثیت مجموعی انہوں نے بھی جو حقائق ہیں انہیں پیش کیا ہے، میں ان کو repeat نہیں کروں گا۔ ان کا اعتراف کروں گا اور contribute کروں گا لیکن میں چاہوں گا یہ بات پیش کروں کہ ہمیں اس مسئلے کو اب کس طرح لینا چاہیے۔

اس میں جناب والا! میری پہلی درخواست تو یہ ہے کہ خدا کے لیے اس مسئلے کو اس کے اصل پس منظر میں، تاریخی بھی اور فوری بھی، لے کے چلنا ضروری ہے۔ اس سے پہلے ہم نے بلوچستان کا مسئلہ اٹھایا تھا اور چوہدری شجاعت صاحب نے جو اس وقت وزیر اعظم تھے، پارلیمانی کمیٹی بنائی۔ ہم نے اس میں بھرپور شرکت کی اور اسے ہم نے بڑا ہی مفید اقدام سمجھا اور میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ سیاسی اعتبار سے یہ ان کا بڑا مثبت initiative ہے۔ مجھے تین مہینے ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے اور حزب اختلاف کا ایک ذمہ دار رکن ہونے کے باوجود میں یہ کہتا ہوں کہ بحیثیت مجموعی چوہدری شجاعت صاحب اور مشاہد دونوں نے ہمارے ساتھ مل کے مخلصانہ کوشش کی کہ مسئلے کا حل نکالا جائے لیکن مجھے یہ بھی کہنے میں کوئی باق نہیں کہ ان کی کوششوں کو بارآور نہیں ہونے دیا گیا۔ کمیٹی نے جو محنت کی اور میں ذمہ داری سے یہ بات کہتا ہوں کہ جس کمیٹی میں میں تھا اس کمیٹی نے دن رات کام کر کے، اور صرف دو issue تھے جن میں تھوڑا سا اختلاف ہمارے درمیان تھا الفاظ کے بارے میں۔ باقی تمام معاملات میں ہم نے متفق علیہ تجاویز مرتب کیں ہیں لیکن ان کا کیا ہوا، اس فضاء کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔

کون ہے جو یہ کھیل کھیل رہا ہے اور میں یہاں یہ بھی آپ سے کہوں گا کہ مشرقی پاکستان کا بار بار ذکر کیا گیا ہے اور یہ درست ہے کہ مشرقی پاکستان کے جدا ہونے میں حقیقی اندرونی اسباب تھے، سیاسی قیادتوں کا failure تھا، فوج کا غلط کردار تھا۔ بڑی ذمہ داری ہم پر آتی ہے لیکن ہم نے اپنے دشمنوں کو موقع دیا کہ انہوں نے صورت حال کو استعمال کیا اور یہ فوج کشی کی تھی بھارت نے جس نے بالآخر ہمیں دو لخت کیا۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں خدا کے لیے وہ حالات پیدا نہ ہونے دیجئے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ بلوچستان کے تمام

ساتھی' اختلاف جو بھی ہو' مجھے بھی اختلاف ہے اور جتنا مجھے ان کے ساتھ بیٹھ کے بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ سب پاکستان کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ہم سب کے مفاد میں ہے۔لیکن اگر آپ نے حالات ایسے پیدا کر دیے جس کے نتیجہ کے طور پر کچھ افراد آلہ کار بن جائیں یا بیرونی قوتیں کوئی کھیل وہاں کھیلیں اور اس معاملے میں بھارت اور امریکہ ' دونوں کے بارے میں ہماری شدید reservations ہیں ۔ جتنا میں مطالعہ کر رہاہوں اس میں صاف نظر آ رہا ہے کہ بین الاقوامی سازشیں تیار کی جارہی ہیں۔ خود معراج خالد صاحب نے جب وہ acting وزیر اعظم تھے۔

Mr. Chairman: He was Care-Taker Prime Minister.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جی ہاں! sorry جب وہ Care-Taker وزیر اعظم تھے تو انہوں نے امریکہ کے ایک Think Tank, National Intelligence Council کی ایک رپورٹ کا ذکر کیا تھا جس میں پاکستان کے پارہ پارہ کئے جانے کا پورا plan پیش کیا تھا۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ 2015 تک ہم نے یہ کام کر دینا ہے۔ اس طرح اور چیزیں بھی ہیں۔ اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مسائل اپنی جگہ پر ہیں اور میری نگاہ میں جہاں گوادر پورٹ بلوچستان کے لئے' ملک کے لئے اور اس پورے ریجن کے لئے ایک بڑا اہم initiative ہے اور اس کے بڑے دور رس اثرات ہوں گے' وہاں مجھے یہ بھی یقین ہے کہ بھارت اور امریکہ' دونوں اس پر ناخوش ہیں' خصوصیت سے اس بات پر بھی کہ چین سے ہمارا جو تعاون چل رہا ہے۔ تو یہ پورا معاملہ ایسا ہے کہ اگر آپ نے اس نازک معاملہ کو ٹھیک طریقے سے handle نہ کیا تو یہ بین الاقوامی قوتوں کو ہمیں نقصان پہنچانے کا موقع فراہم کرے گا۔ ہم اپنی ذمہ داری سے سبک دوش نہیں ہو سکتے' اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ آپ لوگوں کو محب وطن ہونے کے certificates دیں' اس مسئلہ پر سنجیدگی سے کام کریں ۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور ہم سب اس کی خیر چاہتے ہیں اور جو حقیقی مسائل ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک فوری مسئلہ تھا جو ڈاکٹر شازیہ سے متعلق ہے۔ ہماری بیٹی' پوری قوم کی بیٹی ڈاکٹر شازیہ خالد کے ساتھ جو کچھ ہوا' وہ ایک فرد کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ یہ پوری قوم کے ساتھ ہوا ہے۔ اس کا بر وقت نوٹس نہ لینا' صحیح بات نہیں ہے۔

یہ 2 تاریخ کا واقعہ ہے لیکن اس پر ردعمل وہاں 7/8 تاریخ کو شروع ہوا ہے۔ لیکن مجھے آپ اجازت دیں کہ میں یہ بات کہوں کہ اس مسئلہ پر جلتی پر تیل کا کام جنرل پرویز مشرف صاحب کا وہ interview ہے جو انہوں نے GEO Television کو دیا جو 11 تاریخ کو telecast ہوا ہے اور غالباً یہ 8 یا 9 تاریخ کو record ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ابھی 7/8 تاریخ کو اس واقعہ پر ردعمل شروع بھی نہیں ہوا اور اگر ہوا تھا تو اس کا آغاز تھا لیکن جنرل صاحب کا TV پر آ کر یہ کہنا کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ اس طریقے سے ان کو ماریں گے اور یہ 1970 نہیں ہے۔ میری نگاہ میں اس نے ایک قسم کے اعلان جنگ کی حیثیت اختیار کر لی اور بعد میں معاملات کو بگاڑنے میں اس کا بہت ہاتھ ہے۔ اس لئے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں ہماری اس بیٹی کا معاملہ ہے اور اس کی تفصیلات آپ کے سامنے آ گئی ہیں۔ اس کے بارے میں انصاف کا نہ ہونا' اس کے بارے میں حکومت کی مجرمانہ تاخیر اور اب تک موثر کارروائی نہ کرنا' یہ ایک ایسی چیز ہے جو ناقابل معافی ہے جو مجرمانہ ہے۔ اس پر کسی تاخیر کے بغیر انصاف ' قانون اور حق کے مطابق اقدام ہونا چاہئیے اور یہ transparent ہونا چاہئیے تاکہ ان کو قرار واقعی سزا ملے۔ محض زبانی جمع خرچ اس میں کافی نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بات صرف اس ایک واقعہ تک محدود نہیں ہے بلکہ جو حقیقی مسائل ہیں' ان کو بھی آپ کو لینا پڑے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس علاقے کی جو محرومیاں ہیں' وہاں جو ظلم ہو رہا ہے جو معاشی ناہمواریاں ہیں اور سب سے بڑھ کر سیاسی محرومی اور participation کا فقدان ہے' یہ ایک بڑا ہی بنیادی مسئلہ ہے۔ میں یہ بات کہنے میں کوئی reservation محسوس نہیں کرتا کہ اس کی ذمہ داری صرف موجودہ حکومت پر نہیں ہے۔ گو موجودہ حکومت پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور جنرل پرویز مشرف صاحب تو آئے ہی اس دعوے کے ساتھ تھے کہ ہم provincial rivalries اور tension کو دور کریں گے اور harmony پیدا کریں گے۔ آپ ان کی 17 اکتوبر کی تقریر پڑھ لیجئے ' اس میں ایک بڑا نکتہ یہ تھا لیکن اب کیا شکل ہے۔ جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ صوبائی سطح پر جتنا انتشار' جتنی بے اطمینانی ' جتنی دوری اس پانچ سال دور میں پیدا ہوئی' وہ پچھلے تمام ادوار سے آگے بڑھ گئی ہے۔ NFC Award کے حوالے سے ہمیں جس طرح تنگ کیا جا رہا ہے' میں خود صوبہ سرحد کی طرف سے جو بجلی کے net profit کی تقسیم کا معاملہ ہے' جناب چیئرمین! آج تقریباً سوا سال ہونے کو آ گیا

ہے۔arbitrator کی تجویز منظور ہوئی ۔ ہماری طرف سے arbitratorکے نام جا چکے ہیں اور حکومت خاموش بیٹھی ہے۔ نیا سال شروع ہو چکا ہے اور یہ سال اب آگے بڑھ رہا ہے۔ اب جون کتنا دور ہے۔ فروری تک ہم پہنچ گئے ہیں۔نیا بجٹ قریب آ رہا ہے لیکن ابھی تک award کے بارے میں کوئی چیز نہیں ہے۔میں کہنا چاہتا ہوں کہ دراصل حکومت ذمہ دار ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس سے پہلے کی حکومتوں کا بھی اس میں دخل ہے۔ہم سب ذمہ دار ہیں اور خاص طور پر تمام ruling parties اور میں یہ بھی کہوں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ تین فورسز ایسی ہیں جن کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ایک اس ملک میں vested interest جو جاگیردارانہ elite control قائم ہو گیا ہے۔اس سے problem سے problem ہے ۔جب تک آپ اسے دور نہیں کریں گے عوام اور مڈل کلاس اپنے حقوق حاصل نہیں کر سکیں گے۔

دوسرا بیوروکریسی کا کردار جو خاص colonial حیثیت کے ساتھ آج تک حکومت چلا رہی ہے اور تیسرا فوج کی قیادت، جس نے اپنے آپ کو ملک کا اصل حکمران سمجھ لیا ہے۔آپ کو معلوم ہے کہ فوج کے بارے میں ایک بڑا مشہور جملہ ہے کہ army for the country or country for the army بد قسمتی سے ہمارے ہاں country for the army کی شکل پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ یہ سب اس کے ذمہ دار ہیں اور خاص طور پر میری نگاہ میں اس وقت کی جو موجودہ حکومت ہے۔وہ اپنی ذمہ داری سے کسی حیثیت سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو رہی۔ کیا کیا جائے اور کیسے کیا جائے ؟ اس بارے میں جہاں تک میں نے مطالعہ کیا،میں آپ کے سامنے سب سے پہلی بات یہ رکھنا چاہتا ہوں اور مجھے حزب اقتدار کی طرف سے چند افراد کی تقاریر سے ان کے ایک حصے سے یہ امید بندھتی ہے کہ ابھی بھی یہ ممکن ہے۔ سب سے پہلی چیز ہے ملکی اور اجتماعی رویہ، یہ جو پنجاب اور بلوچستان ، پنجاب اور سرحد ، پنجاب اور سندھ کا انداز ہے ۔ہمیں اس بارے میں سوچنا پڑے گا اور اس معاملے میں پنجاب کی قیادت کوزیادہ بالغ نظری اور وسعت قلب کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔جب تک کہ ہم بڑھ کر اپنے مظلوم بھائیوں کے درد کو اپنا درد نہ کہیں اپنا درد نہ سمجھیں اور اپنی تکلیف کو دور کرنے کے جذبے سے آگے نہ بڑھیں قومی یکجہتی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ بجائے اس کے کہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کی جائے۔ردعمل میں کہا جائے کہ تم نے یہ کیا اور ہم نے بھی یہ کیا، یہ بات صحیح نہیں ہے، سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ

ہم کو ملکی اور اجتماعی رویے کے طور پر اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ انصاف وہ چیز ہے جو ہر ایک کا حق ہے اور انصاف ہر ایک کو ملنا چاہیے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پنجاب میں غربت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے پنجاب میں بھی غربت ہے لیکن ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ بحیثیت مجموعی ملک کے حالات کیا ہیں اور جو زیادہ غریب ہے جو زیادہ تکلیف میں ہے، جس کی جان کو زیادہ خطرہ ہے، اس کی طرف توجہ دینا اولیت ہے، دوسری بات یہ ہے اور جو میں بہت صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کا کوئی حل قوت اور فوجی کارروائی سے نہیں۔ فوج کا عمل دخل ہمارے معاملات کے اندر جتنا بڑھ گیا ہے وہ پورے ملک کے لیے خطرہ ہے۔ملک کے مستقبل کے لیے خطرہ ہے۔ جمہوریت کے سر پر تلوار لٹک رہی ہے۔دستور اس کے نتیجے کے طور پر پامال ہو رہا ہے۔ لیکن اس سے آگے بڑھ کر یہ سوچنا کہ ہم قوت کے ذریعے اس معاملے کو ختم کر دیں گے یہ صحیح نہیں ہے ۔ یہ accelerate کرے گا یہ کم نہیں ہو سکتا ہے۔میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہر طرف سے تشدد کا استعمال خواہ وہ حکومت کی طرف سے ہو، یا عوام کی طرف سے ہو ، غلط ہے۔ میں اس معاملے میں کوئی I have no convincing words لیکن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت کی ہے اور بلوچستان کے حالات کے بارے میں جو بھی معروضی جائزہ لے گا ۔ میں نے دیکھا کہ بلوچستان کے لوگوں نے ان ۵۲ سال میں گیس پائپ لائن کی حفاظت کی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انہوں نے اس کو استعمال کیا ہو، لیکن اگر آپ وہاں ایک ایسی کیفیت پیدا کر دیں گے کہ جس سے لوگ مجبور ہوں غلط ہاتھوں میں جانے کے لیے۔ تو پھر یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔یہ حقائق ہیں زندگی کے مسائل ہیں۔ اس لئے میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے اہم چیز state operation ہے ۔ حکومت کی طرف سے فوج کا غلط استعمال ہے اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عام حالات کے اندر خواہ گیس پائپ لائن ہو ، خواہ Nuclear establishment ہو ، خواہ communication اور electricity کی cables ہوں ان سب کی حفاظت ان اداروں کی ذمہ داری ہے جو law and order کے ذمہ دار ہیں ۔ وہ ادارے مقامی آبادی، پولیس یہ جو ہیں ان کے ذمہ دار ہیں ۔ فوج کی یہ ذمہ داری نہیں ہے ۔ ٹھیک ہے اگر کوئی crisis situation ہو تو دستور کے تحت وقتی طور پر ، عارضی طور پر فوج کی تائید حاصل کی جاسکتی ہے ۔لیکن یہ کام فوج کا نہیں ہے ۔اور یہ کہنا کہ فوج کی چوکیاں ہم نے قائم

کرنی ہیں اس لئے یہ ان کی سیکیورٹی کے لئے اچھا ہے یہ فوج کا قطعاً غلط استعمال ہے ۔ اگر وہاں پر کوئی کمی ہے تو آپ پولیس کو مستحکم کریں ، وہاں کے لئے دوسرے ذرائع استعمال کیجئیے ۔ آج سیکورٹی کے ذرائع توپ لگانا نہیں ۔ اصل سیکورٹی آپ کو لوگوں کے اطمینان سے حاصل ہو گی ، لوگوں کے تعاون سے کہ وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کریں اور انہوں نے کی ہے ۔ اس لئے میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ مسئلے کا حل سیاسی حل ہے ، مذاکرات واحد راستہ ہے ۔ کوئی قوت کا استعمال فوج کی طرف سے اور اس کی دھمکیاں دینا یہ معاملات کو بگاڑنے کی طرف لے جانے والی چیز ہے ، اصلاح کی طرف لے جانے والی چیز نہیں ۔

جناب والا! تیسری بات یہ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو بنیادی سیاسی اور معاشی مسائل ہیں ان کا حل ضروری ہے ۔ ہم انہیں postpone کر رہے ہیں ۔ مجھے دکھ ہوتا ہے کہ ہماری کمیٹی اب پانچویں مہینے میں داخل ہو رہی ہے اور اس کی رپورٹ بھی نہیں آسکی ۔ سلگتے ہوئے سیاسی اور معاشی مسائل کے بارے میں اتنا وقت کا ضیاع یہ میری نگاہ میں justified نہیں ہے ۔ سیاسی مسائل اس وقت کیا ہیں جہاں تک میں نے تجزیہ کیا ہے میں اس میں سے دس کو متعین طور پر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ میری نگاہ میں سب سے پہلی ضرورت وہاں ملازمتوں کی ہے ۔ اس لئے کہ یہ ان کا حق ہے اور اس کی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں ۔ ملازمتوں میں خاص طور پر مرکز اور صوبے میں وہاں کے لوگوں کی صحیح representation ہونی چاہیے ۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں ایک ماسٹر پلان بنانا چاہیے تاکہ اگلے دو سال کے اندر جو کمی پچھلے ستاون سالوں میں رہ گئی ہے ۔ ہم اس کو دور کریں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ ایک پلان کے ذریعے سے جو ضرورت وہاں کی ہے اور خاص طور سے skilled تعلیم ، ایسے institutes ہوں جن کے ذریعے سے آپ لوگوں کو تیار کرسکیں یہ سارے کام ہوسکتے ہیں ۔ دو سے تین سال کی اسکیم بنائیے تاکہ یہ جو 45 years کا جو backdrop ہے وہ سارے کا سارا دور ہوسکے ۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معاشی وسائل کے بارے میں جو بات آپ کے دستور میں طے کی گئی ہے ہم اس پر عمل نہیں کر رہے ہیں ۔ میں آپ کو یہ پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں کہ دستور خصوصیت سے Article 151 سے لے کر کے NFC کے 160 تک ان پر 5% بھی عمل نہیں ہو رہا ۔ دستور نے یہ principle طے کیا ہے کہ جو وسائل جس علاقے کے

ہیں وہاں کے لوگوں کا اس کے اوپر پہلا حق ہے ۔اور جو اس سے آمدنی ہو گی اس آمدنی پر بھی ان کا حق ہے اور یہ آمدنی پوری پوری صحیح صحیح ان کو ملنی چاہیئے۔

the province in which well head of natural gas is situated shall have precedence over other parts of Pakistan in meeting the requirements from that well head subject to the commitments of applications as on the commencing day.

اسی طریقے سے رائلٹی کی تقسیم ان تمام چیزوں کے بارے میں جو دستور نے نقشہ دیا Council of Common Interests بنائی Council of Common Interests آج تک قائم نہیں کی گئی ۔ 1973 سے اب تک آپ دیکھ لیں جو ادارہ سب سے زیادہ ineffective رہا ہے وہ Council of Common Interests رہا ہے ۔ دوسرا ادارہ National Economic Council تھا وہ بھی مفقود ہے ۔ NFC وہ لنگڑا لنگڑا کر چل رہا ہے یہ تین key ادارے تھے جو معاشی وسائل کو ، معاشی resources کو انصاف کے ساتھ تقسیم کرتے۔ سب سے پہلا حق اس علاقے کا ہے اور اس کے بعد ملک کا ہے ۔ان کے درمیان ایک توازن understanding کے ساتھ قائم ہونا چاہیئے۔ آپ خیال فرمائیے کہ 1952 میں یہ gas دریافت ہوئی ہے' 80 میں پہلی مرتبہ کوئٹہ کو پہنچائی جا سکی ہے۔ پورے ملک کو اس سے فائدہ ہوا ہے لیکن وہ علاقہ آج بھی غیر ترقی یافتہ ہے' کیوں؟ اس لئے کہ آپ نے اس علاقے کے حقوق کو پورا نہیں کیا۔ یہ کہنا کہ ہم نے فلاں کو پیسے دے دیئے' فلاں کو پیسے دے دیئے تھے' یہ غلط ہے۔ ٹھیک ہے' اگر آپ نے پیسے غلط دیئے ہیں تو آپ ذمہ دار ہیں' اگر آپ نے صحیح دیئے ہیں تو پھر یہ جتانے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ باقی تمام وسائل' آمدنی' resources جو اس سے حاصل ہو رہے ہیں' اس کا کتنا حصہ کونسے لوگوں کے لئے گیا ہے۔ ان کی تعلیم' ان کے ہاں health ان کی excuse پیدا کرنا' ان کو اس law کے مطابق بنانا' وہاں معاشی ترقی کی راہیں تلاش کرنا' یہ ساری چیزیں آخر کیوں نظر انداز کی گئی تھیں؟ یہ دستور کا تقاضا تھا' یہ حق کا تقاضا تھا' انصاف کا تقاضا تھا۔

جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ دوسرا مسئلہ معاشی وسائل کا ہے اور مجھے یہ کہنے میں کوئی reservation نہیں ہے کہ ہمیں policy اور دستور دونوں اعتبار سے review کرنا پڑے

گا کہ ہر علاقے کو اپنے معاشی وسائل کے بارے میں فیصلے کا اختیار ملنا چاہیے اور جو ان کا حق ہے' انہیں ملے اور جو ملک کی ضرورت ہے' دوسرے علاقوں کی' بلاشبہ ہم ایک ملک ہیں' وہ پوری ہونی چاہییں لیکن یہ کام arbitrated نہیں ہو گا' یہ کام ان کے مشورے سے' مل کر' مشاورت' افہام و تفہیم کی وجہ سے ہو گا۔

جناب! تیسرا گوادر پورٹ کا مسئلہ ہے۔ میں نے اس پر بہت غور کیا ہے' میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ گوادر پورٹ ہمارے ملک کی ایک ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی ضرورت ہے' پاکستان کی ضرورت ہے' Central Asia کی ضرورت ہے اور اگلے پچاس سال کا جو معاشی vision ہے' اس میں اس کا ایک بڑا critical role ہے۔ میں آپ سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر بھارت ناخوش ہے' America ناخوش ہے اور ایران کی اپنی reservations ہیں لیکن ان سب کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضروری ہے۔ یہ کہنے کے بعد میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ گوادر پورٹ کو سو فیصدی مرکز کے ہاتھوں میں رکھنا اور وہاں کے لوگوں کو decision making, تمام ادارے' اس کو جو فوائد پہنچنے والے ہیں' ان سے محروم رکھنا' یہ نہ صرف ظلم ہے بلکہ گوادر پورٹ کے project کو frustrate کرنے کا نسخہ ہے۔ ہم جب وہاں گئے اور ہم نے لوگوں کو سنا تو جناب والا! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ مچھیرے جن کا روزگار صدیوں سے اس علاقے سے وابستہ ہے' آج وہ رو رہے ہیں۔ آپ نے ان کے لئے کوئی متبادل انتظام نہیں کیا جو ان کے لئے اسی علاقے میں قریب ترین مناسب جگہ ہو سکتا۔ دو چار ایکڑ نہیں' 27000 ایکڑ پر Navy نے قبضہ کر لیا ہے اور اس کے بعد یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں مزید 14 ہزار ایکڑ کی ضرورت ہے۔ ہم دنیا بھر سے لوگوں کو وہاں پر لا رہے ہیں اور آپ وہاں کے لوگوں کی ترقی کے لئے کوئی انتظام نہیں کرتے۔ آپ نے جو system بنایا ہے' اس میں ان کی representation نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ port Federal ذمہ داری ہے لیکن اس کے ساتھ province کا role انتظام میں' control میں' planning میں' execution میں لازمی ہونا چاہیے اور اگر آپ نے یہ نہیں کیا تو گوادر کے project کو نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ گوادر کا مسئلہ اہم ہے اور اس کو ضرور حل کرنا چاہیے۔

Mega projects کے بارے میں میری یہ رائے ہے کہ mega projects بہت دیر

سے شروع ہوئے ہیں۔ In principle غلط نہیں ہے لیکن یہ mega projects اسی وقت مفید اور کامیاب ہوں گے جب وہاں کے لوگ اس میں involved ہوں اور وہاں کے لوگ ان کے فوائد اور ثمرات سے فیضیاب ہو سکیں۔ اگر وہ محروم رہتے ہیں اور باقی جگہوں پر اس کا فائدہ پہنچتا ہے تو آپ 21 نہیں 2000 ارب بھی خرچ کر دیں تو اس کا فائدہ نہیں ہو گا۔ اس لئے پورے معاملے کو recheck کرنے کی ضرورت ہے اور ایک نئی approach کی ضرورت ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کی participation سے آپ ان کو مفید شکل دے سکیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگلا مسئلہ law and order کے اعتبار سے بڑا اہم ہے۔ ہمیں officials نے جو presentation دی ' اس میں بھی یہ بات سامنے آئی کہ 5, 6% علاقہ جہاں پولیس کا control ہے' وہاں crime rate زیادہ ہے اور 95% non-levies ہیں جو ایک community police ہے' وہاں امن و امان کی صورت حال بدرجہا بہتر ہے۔ وہاں کے لوگ پریشان ہیں کہ آپ نے اگر ان کو زبردستی degrade کیا جس پر عمل شروع ہو گیا ہے تو پورے صوبے میں بے اطمینانی اور جرائم میں اضافہ ہو گا۔ یہ sensitive issue ہے اور میری نگاہ میں جو ان کا روایتی طریقہ ہے قانون کی بالادستی کو غالب کرنے کا ہمیں اس کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس کو improve کرنا چاہیے۔ Strengthen کرنا چاہیے' اسے disturb کرنا اور اس کو پولیس کے نظام سے ملیامیٹ کرنا میری نگاہ میں ایک بہت بڑی غلطی ہو گی۔

جناب والا! اسی طرح F.C اور کوسٹ گارڈ کا مسئلہ بھی بڑا اہم مسئلہ ہے۔ ہم نے جتنا بھی اس کا مطالعہ کیا ہے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اپنی موجودہ composition کے اعتبار سے یہ force حال ہی میں ایک حلیف force نہیں ہے بلکہ حاکم اور occupying force کا کردار ادا کر رہی ہے۔ کرپشن کی اس کو عادت ہو گئی ہے۔ ایک اور sensitive معاملہ جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ Balochistan may be regional parity. Development grants کے اندر بھی بلوچستان کے سارے districts کو انصاف اور برابری کے ساتھ مدنظر نہیں رکھا گیا۔ یہ بھی ایک پہلو ہے جو آج بھی ہمارے سامنے آیا ہے' کل اور زیادہ گھمبیر ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں چاہوں گا کہ regional equality کے مسئلے کو بھی سامنے رکھا جائے۔

جناب چیئرمین! ساتواں مسئلہ NFC Award کا ہے۔ اس معاملے میں جو تساہل اور

تغافل اب تک رہا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ جس مدافعت کا مظاہرہ کر دیا گیا ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے۔ یہ مسئلہ بلوچستان کا بھی اور سرحد کا بھی ہے۔ آئیے کہ مل کر بیٹھیں اور اس کا حل نکالیں۔ اگر اس کو آپ نے حل نہ کیا تو وہ resources جو ان صوبوں کو چاہییں وہ انہیں نہیں ملیں گے۔ جناب والا! میں صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ فیڈریشن محض political powers کے devolution کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ economic powers کا devolution بھی ضروری ہے۔ اگر economic power مرکز کے پاس رہتی ہے، اگر Financial control سارا کا سارا مرکز کے پاس رہتا ہے تو پھر political devolution محض ایک sham، محض ایک دکھاوے کی چیز ہوگی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وسائل کم ہیں۔ میں اسے ماننے سے انکار کرتا ہوں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم اپنے وسائل کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ ضائع کر رہے ہیں۔ آج بھی کرپشن زوروں پر ہے۔ کم نہیں ہوا بلکہ بڑھا ہے۔

جناب چیئرمین، پروفیسر صاحب! ذرا وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، Transparency جو معاشی معاملات میں بہت ضروری ہے۔ مخدوش ہے۔ اس لئے NFC Award اور وسائل کی تقسیم بہت ضروری ہے۔

جناب والا! نواں نکتہ یہ ہے کہ خاص طور پر کوئٹہ شہر اور پورے region میں خشک سالی کی بناء پر جو پانی کے مسائل وہاں پیدا ہو گئے ہیں۔ مجھے یہ دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ۸ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے اور خاص طور پر اس حکومت کا ۵ سالہ دور ہے لیکن اس میں انہوں نے کوئی ایسی کوشش نہیں کی۔ اس معاملے میں کوئی اہم پراجیکٹ اور کوئی اہم کام وہاں پر نہیں ہوا۔ اس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

اگلا مسئلہ جو میری نگاہ میں بہت ضروری ہے وہ ہے فوجی چھاؤنیوں کا مسئلہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر بھی ہمیں قومی نقطہ نظر سے غور کرنا چاہیے۔ فوج اس ملک کی ضرورت ہے اور ایک اہم ترین institution ہے لیکن صرف دفاع کے لئے، حکمرانی کے لئے نہیں ہے۔ اگر آپ فوج کو حکمرانی کے لئے استعمال کریں گے اور پھر چھاؤنیاں بنائیں گے تو اس سے لازمی طور پر سیاسی ردعمل ہوگا اور بڑا اچھا ہوگا۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو سوچتے ہیں کہ ملک کے جس

حصے میں بھی ملک کے دفاع اور security کے لئے کسی چھاؤنی کے قیام کی ضرورت ہو اس پر on merit ضرور غور ہونا چاہیے اور merit پر اس کا فیصلہ ہونا چاہیے۔ جہاں تک میں نے اس وقت study کیا ہے۔ میری نگاہ میں گوادر اپنے port کے اعتبار سے ایک ایسا genuine case ہے کہ جہاں مناسب حدود کے اندر اس کی ضرورت ہوگی لیکن باقی دونوں مقامات کے اوپر بظاہر کوئی justification نہیں ہے۔ یہ جو lame excuses لائی جا رہی ہیں کہ National assets کی defence کے لئے یا development کے لئے۔ جناب والا! میں نے تاریخ کا جتنا مطالعہ کیا ہے فوج کا اور چھاؤنیوں کا کہیں بھی یہ role نہیں ہے بجز ان نظاموں میں جو imperial or colonial ہوں کہ فوج اس مقصد کے لئے کام کرے۔ یہ ٹھیک ہے کہ چھاؤنی کے قیام کے بعد کچھ development کے کام بعد میں speed over ہوتے ہیں لیکن development ایک الگ چیز ہے۔ اس کا تعلق فوجی چھاؤنیوں سے نہیں ہے۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ national assets کی security اور ان کی حفاظت یہ بھی law and order agencies کا کام ہے فوج کا کام نہیں ہے۔ اس لئے انہیں lame excuses سے استعمال نہ کیا جائے۔ جہاں حقیقی security ہو وہاں باہم مشورے سے اور صوبائی اسمبلیوں کے مشورے سے آپ غور کر سکتے ہیں۔ اس وقت فوجی چھاؤنیوں کا مسئلہ ایک political issue بن گیا ہے۔ اس لیے اسے فوری طور پر in abeyance کرنا، اچھی فضا کو قائم ہونے دینا اور پھر merit پر معاملات کو طے کرنا ضروری ہے۔

جناب والا! میں آخری بات یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان تمام سیاسی مسائل کے بعد structural issue کو بھی ہمیں face کرنا پڑے گا اور وہ ہے دستور میں دی ہوئی provincial establishment کو منتقل کرنا اور دستور کو مناسب انداز میں review کرنا تاکہ یہاں صحیح معنوں میں فیڈریشن قائم ہو سکے۔ مرکز ضروری ہے اس کے ساتھ وہ شعبے ضرور ہونے چاہییں جو پورے ملک کے دفاع اور استحکام کے لیے درکار ہیں لیکن اس وقت صورت یہ ہے کہ ہم نے ایک فیڈرل دستور پر عملاً ایک unitary نظام قائم کر دیا ہے اور اس دستور کے اندر وہ گنجائش موجود ہے۔ گو میری نگاہ میں 1973 میں جو understandings تھیں اگر ان پر عمل ہو جاتا تو آج یہ نوبت نہ آتی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ issue ہمیں face کرنا پڑے گا۔

Provincial autonomy عملاً بھی اور دستوری اعتبار سے بھی لیکن یہ ساری بات قومی افہام وتفہیم سے ہونی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سب لیڈر بیٹھ کر میز پر معاملات کو طے کریں لیکن اگر آپ قوت کا استعمال کریں گے، دھمکیاں دیں گے، ایک دوسرے پر دشنام ترازی کریں گے، حب وطن کو چیلنج کریں گے تو میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں ہو گا۔

جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے خود سردار عطاء اللہ مینگل صاحب اور عبدالباقی بلوچ کے ساتھ دس مہینے جیل میں اس طرح رہنے کا موقع ملا ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان صرف ایک دیوار تھی اور ہم ان سے بات چیت کر سکتے تھے، ہم لوگ ملتے تھے، کسی کی حب وطن کو چیلنج نہ کیجیئے، یہ سب محب وطن ہیں البتہ یہ ہے کہ ہر ایک کا اپنا انداز ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر کوئی اس بات سے اتفاق کرے لیکن جب ایک میز پر بیٹھیں گے تو یہ معاملات حل ہو سکتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قیادت خوش فہمی کا شکار نہ ہو، وہاں کے حالات خراب ہیں۔ خدا کے لیے power اور حکومت کے نظام سے نکلیے اور کوشش کریں کہ بیٹھ کر معاملات طے کر سکیں۔ و آخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین۔ میاں رضا ربانی۔

Token walkout against the Privatization of KESC.

سینیٹر میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین! ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اس بات کی اطلاع کراچی سے موصول ہوئی ہے کہ آج بدقسمتی کے ساتھ کراچی کے اندر کے ای ایس سی کی نجکاری کا عمل تقریباً اس وقت شروع ہو چکا ہو گا، بارہ بجے اس کو شروع ہونا تھا اور اس سلسلے میں کے ای ایس سی کے جو کارکنان ہیں ان کی ایک طویل جدوجہد رہی ہے کیونکہ ان کے حقوق پامال کیے جا رہے ہیں۔ ان کو نوکریوں سے نکالا جا رہا ہے اور وہاں پر موجودہ انتظامیہ میں اس وقت جو فوج کے افسران موجود ہیں وہ ان کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر آپ اپنے جائز حقوق کے لیے جدوجہد کریں گے تو ہم آپ کو نوکریوں سے چھٹی کر دیں گے۔ اس وقت میری اطلاع کے مطابق پریس کلب کے سامنے مزدوروں کا اجتماع ہے اور وہ احتجاج کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ متحدہ اپوزیشن بھی اس احتجاج میں شامل ہے کہ ایک utility اور خاص طور پر ایک اتنی اہم

utility جس کی رسائی sensitive اداروں تک ہے اس کو اگر غیرملکیوں کے ہاتھوں فروخت کیا جائے تو اس کو ہم سختی کے ساتھ oppose کرتے ہیں، مزاحمت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو وہاں پر workers ہیں ان کے خلاف جو کارروائی ہو رہی ہے اور جو نجکاری سے ان کے حقوق اور ان کی نوکریوں پر جو affect ہو گا اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے متحدہ opposition جو ہے وہ ایک token walk out کر رہی ہے۔

(اپوزیشن اس موقع پر token walk out پر چلی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد واپس ہاؤس میں تشریف لائی)

جناب چیئرمین،طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، شکریہ جناب چیئرمین! بلوچستان میں کئی سال تک بلوچوں کی حکومت رہی۔ گورنر اور چیف منسٹر ان کے رہے لیکن کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ حکومتی کوششوں سے بلوچستان جو ترقی کی راہ پر گامزن ہے تو یہ لوگ کیوں شور مچاتے ہیں۔ Indus Highway بن گئی ہے جس کا سب سے زیادہ فائدہ بلوچستان کو ہو گا۔ حکومت اگر اچھے کام کر رہی ہے تو اس کا اس کو credit بھی ملنا چاہیے لیکن یہ لوگ ہروقت حکومت کے خلاف اس طرح کی باتیں کرتے رہتے ہیں کہ ہم مظلوم ہیں یہ کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں۔ گوادر پورٹ جو مسقط سے خرید کر بلوچستان کا حصہ بنایا گیا تھا اور ایک ملین ڈالر اس پر خرچ آیا تھا' اب ہماری حکومت بلوچستان کو port بنا کر دے رہی ہے جس کا فائدہ Federal territory کو کم ہو گا اور بلوچستان کو بہت زیادہ ہو گا۔ کیا انہوں نے سرکاری تنصیبات کو نقصان پہنچانے کا ایک ٹھیکہ لے لیا ہوا ہے۔ اس میں کس کا فائدہ ہو گا۔ اس کثیر زر مبادلہ سے خریدے ہوئے stations تباہ کیے جا رہے ہیں' کوئی پاکستانی ہو کر ایسا نہیں کر سکتا کہ اپنی املاک کو تباہ کرے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بلوچ Leaders وفاق کے ساتھ مل کر معاملات کو سلجھائیں۔ ہمارے لیڈران چوہدری شجاعت صاحب، مشاہد حسین سید صاحب، وزیر اعظم صاحب یہ چاہ رہے ہیں' سب peace چاہتے ہیں۔ سب

چاہتے ہیں کہ بلوچستان ترقی کرے اور ہم سب ان کے ساتھ ہیں۔ ہم سب ان کے بھائی ہیں لیکن میرے خیال میں بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ communication gap ہے۔ یہ تو بات کرنا ہی نہیں چاہتے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ انہوں نے گیس پائپ لائن کو تباہ کر دیا جس سے چاروں صوبے تنگ ہونے اور کروڑوں روپے اس پر لگ گئے۔ معدنیات جہاں سے بھی نکلیں وہ وفاق کا حصہ ہیں۔ جب سینڈک پروگرام شروع ہوا تو بیرونی لوگوں کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کر دیا گیا اور چائنیز کو اغوا کر لیا گیا۔ دیکھیں بلوچستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہے وہاں سے کاپر' گولڈ' سوئی گیس یہ ساری چیزیں وہاں سے نکلتی ہیں ان سے فائدہ اٹھا کر سارے ملک کو خوشحال کیا جا سکتا ہے لیکن انہوں نے ان experts کو واپس جانے پر مجبور کر دیا اور اس سے ملک کو ہی نقصان پہنچایا۔ بلوچی ہمارے بھائی ہیں یہ کیوں اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں۔جب یہ NGOs کا نام لیتے ہیں تو NGOs کو تو تمام صوبے welcome کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے progress ہوتی ہے لیکن یہ تو NGOs کے بھی against ہیں۔

اب minerals کو لیتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری property ہے جب کہ minerals,marbles اورگیس یہ ساری قوم کی property ہے' سارے ملک کی property ہے۔ بلوچستان کے لوگ اس سے خوشحال ہو جاتے۔ تمام غریب لوگ اس سے خوشحال ہو جاتے بلوچستان میں غریب لوگوں کو صحت خراب ہونے پر ہسپتال میسر نہیں ہے۔ جب کہ امیر لوگ اپنا علاج بڑے بڑے ہسپتالوں میں کرواتے ہیں۔ لوگ جو زیادہ شور کر رہے ہیں یہ کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ غربت کو کیا جانیں۔ جب وہ شور مچاتے ہیں تو جیت بھی یہی لوگ جاتے ہیں۔ اگر پاکستان نہ بنتا تو قدرتی معدنیات جن کو بلوچی اپنا اثاثہ سمجھتے ہیں کیا ہندو ان کو اس کی طرف دیکھنے دیتے۔ کیا وہ ان کو یہ معدنیات نکالنے دیتے ہرگز ایسا نہیں ہے۔ باقی رہی چھاؤنیوں کی بات۔ چھاؤنیاں اگر بنیں گی' یا کنٹونمنٹ بنیں گے تو علاقے کی ترقی ہوگی' خوشحالی ہوگی۔ یونیورسٹیاں بنتی ہیں' تعلیم میں ترقی آتی ہے۔ لٹریسی ریٹ بڑھتا ہے۔ سکول و کالج بنتے ہیں۔ چھاؤنیاں بنانے سے بلوچستان میں بہت خوشحالی آجاتی لیکن انہوں نے contonment کے بھی against بات کی ہے۔ شاید ان کے سردار سمجھتے ہیں کہ ان کی بادشاہی ختم ہو جائے گی۔ بلوچی ظالم نہیں ہیں۔ وہ بے گناہ ہیں۔ خدارا! آپ اپنے ملک کو خوبصورت اور

خوشحال بنائیں۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ظالم کون ہے؟ ہمارے تمام لیڈران' پرویز مشرف صاحب ' وزیراعظم شوکت عزیز صاحب اور پارٹی لیڈر شجاعت صاحب اور سیکرٹری جنرل تمام لوگ peace چاہتے ہیں ۔ کون ذی شعور یہ نہیں چاہے گا کہ ہمارا پاکستان اچھا ہو اور خوشحال ہو۔ یہ صرف اپنی سرداری چمکانے کے لئے یہ کام کرتے ہیں انہوں نے آج تک وہاں پر تعلیم کا فروغ نہیں ہونے دیا۔ یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ کہیں ان کی سرداری میں کمی نہ آجائے۔ میں تو کہتی ہوں کہ سب مل جل کر اگر کام کریں ہم اور ہمارے لیڈران کیوں یہ چاہیں گے کہ پاکستان کا ایک صوبہ الگ ہو جائے اور وہ اور چھوٹا ہو جائے۔ کل یہ بات کر رہے تھے کہ ہماری فوج سے بہتر تو امریکن ہوتے ہیں' انگریز لوگ ہوتے ہیں' اگر وہ ہوتے تو ان کو لگ پتا جاتا کہ وہ بلوچستان کا کیا حشر کرتے ہیں۔ میں تو اب بھی یہ کہتی ہوں' ان سے التجا کرتی ہوں کہ وہ ساتھ مل جل کر کام کریں۔ میں اقبال کا ایک شعر پڑھتی ہوں۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

تو آئیے مل جل کر کام کریں اور بلوچستان کو خوشحال کریں۔ گوادر کی بندرگاہ بنانے سے ملک میں بہت زیادہ خوشحالی آسکتی ہے۔ بے روزگاری جو ہمارا بہت بڑا مسئلہ ہے وہ کم ہو سکتی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ظالم بلوچی ہیں یا پنجابی ہیں یا یہاں کے لوگ ہیں۔ کون نہیں چاہتا کہ ہم وہاں کی دولت سے فائدہ اٹھائیں اور کیا اس کو زمین میں ہی دفن رہنے دیں گے۔ جب سینڈک کا پراجیکٹ شروع ہوا تو انہوں نے ان کو ڈرا دھمکا کر واپس بھیج دیا اور جو دولت' گولڈ' کاپر اور سوئی گیس سے حاصل ہوئی تھی وہ سب انہوں نے ختم کر دی ہے۔ میں ان سے کہوں گی کہ وہ ایسا نہ کریں اور ہمارے ساتھ جو communication gap ہے اس کو ختم کریں۔ کیونکہ یہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے کیونکہ جب ہمارے لیڈران بات کرنے جاتے ہیں تو یہ ان سے بات نہیں کرتے۔ اگر یہ ہمارے لیڈران سے مل بیٹھ کر بات کریں اور اس مسئلے کو حل کریں تو یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ یہ حل نہ ہو۔ میں تو یہی کہتی ہوں کہ

ارادے جن کے پختہ ہوں، نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے۔
اگر ابھی بھی ہم سب مل بیٹھیں، ہمارے لیڈران مل بیٹھیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا
ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی عبداللہ ریاڑ صاحب۔ پانچ منٹ لیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، پانچ چھ ہو جائیں گے maximum۔

جناب چیئرمین، جی عبداللہ ریاڑ صاحب۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Thank you Mr. Chairman for accommodating me. Today is a sad day for a Senator from Sindh debating the issue or situation in Balochistan, we yet have to decide and I am saddened to find out my colleague just mentioned the development is directly linked with the cantonments creation. If that was the case the developed world would have been marshalled by the militaries of the world.

Honourable Chairman! I wanted to make a very simple presentation but the speech of Sanaullah Baloch ignited the emotions inside this animal and I felt compelled to look into the merits of the crisis. Honourable Chairman, in six decades, the Constitution of Pakistan, the spirit of federation have been booted out many times and as recent as 1973, this Constitution gave concurrent list to be abolished within 10 years. A 30 long years have gone and no attention has been paid. Unfortunately, the terms of reference of the recent committee of the Senate was to be concluded within 90 days and the leading elites of this Parliament have failed to come up with the concrete report to this floor

and I don't know what is the reason and compulsion to appreciate the performance of the committee. It is more than 120 days and we are sitting today and debating on the hypothesis and on the assumptions that this committee is going to come up on some fine day and give us a version and a verdict and the nation would be moving on a path of reconciliation and all the issues would be resolved. I would just like to say, it is a reflection of inaptness and incompetence of the Prime Minister of Pakistan who is sitting as an oblivion to the situation. Today, the Prime Minister should have been on this floor, today the political wisdom should have been reflected on this floor and this regime, this Government should have given a direction and acceptance of the problems and the resolution should have been put forward and we should have debated on the merits of those resolutions. On the contrary we have been barked down into debating and discussing the movement of a one division armed forces within the province of Balochistan and debating the uniformed real estate agents in the Gwader Port Authority. We are ashamed of the fact that Pakistan armed forces is being blamed for the acquisition and grabbing of the land and trading of the plots and we are ashamed of the fact that we are witnessing BLA, BLF. Installations of the nation are being targetted. Utilities are being targetted, infrastructure is being targetted. Country is facing and situation is heading towards an internal crisis of the greater magnitude and we are still looking at the performance in the report of the said committee.

I would like to know why the Council of Common Interests has

not been convened in all these years. Mr. Chairman, six long years General Musharraf has presided over this nation's fate and Council of Common Interests has not been convened, not once.

Mr. Chairman, Constitution of Pakistan provides explicit road map. If there is any dispute in federation, if there is a dispute between federation and a province, if there is a dispute within the resource allocation, National Finance Commission, Article 160 of this Constitution gives a resolution. Article 151 gives the resolution on the Council of Common Interests.

Mr. Chairman, it is a joke, it is unfortunate, the provincial problems were analysed by the Provincial Elected Legislative Assembly and they unanimously passed the resolution that cantonments would create a crisis in the Province. No heed was paid. If a Corps Commander has the political wisdom to lead this nation to the 21st century, I am sad to find out, this is what we are witnessing. If an F.C. Commander is given the authority to take the political decisions of this nation, this is what we are going to witness.

Mr. Chairman, if Chief of Army Staff takes the command of the nation, wears two hats and we politicians are made a joke of the whole situation. We have no authority. This Prime Minister, this regime has completely failed. They have been worst than the political puppets. They have not even articulated the message of their Chief of Army Staff in a coherent manner. This is the time that Council of Common Interests should have been convened. This is a time that if there is a dispute and it

is not resolved, a Joint Sitting of the Parliament should have been convened and that is the road map.

We must abolish the concurrent list, we must devolve powers to the provinces; we must share the royalties to the people who deserve it and that is the only way the guns are not going to resolve the crises in Balochistan. We can sit and keep blaming Iràn, India or America. This is all the futile exercise. The real blame lies within us and we should be blamed for it. Honourable Senator on the other side said we are not condemning these attacks on the installations. We do condemn the attacks on the installations but look at the reasons why situation has gone that far. Sanaullah Baloch had a Resolution few months ago to abolish the Concurrent List. No heed was paid to that request, no heed was paid to that Resolution. This committee should have taken the decision long ago. We are still sitting. There is no responsible officer on the other side as the treasury is able to give us a clear situation and explain why we are in the mess. My humble observation and suggestion would be sir that the Senate should debate at the end of it.. We must unanimously pass a Resolution which should be binding with the federation, which should be binding with the government to come up with the legislative package, to come up with a concrete proposals which should be adopted henceforth and a reconciliation on a concrete meritorious basis to share all the grievances of the province and the political leadership from that side including the Resolutions of their provincial assembly must be kept in consideration. Thank you very much.

Mr. Chairman: Do you want to finish Item No.10 also.

رضا Item-10 بھی کر دیں ابھی۔ Ok, Item No.10 Mr. Sher Afghan.

Dr. Sher Aghan Khan Niazi: Mr. Chairman sir, I request to seek leave under sub-rule 3 of Rule 242 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 to move that for the existing Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the proposed Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate be substituted.

یہ motion ہے اور House نے leave grant کرنی ہے۔ ساتھ ہی ہم نے request کی کہ the report be laid to this august House within 30 days.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, there is my amendment to this motion which seeks that the Bill be referred to the committee on Rulesand Procedures and I would also like to make a request through you that when this matter was discussed in the last meeting of the committee on Rules and Procedures, I had stated in that committee that since this matter pertains to overhaulling the entire Rules of Conduct and Procedure, therefore, the committee in its presentshape would not be competent to dothat. Since the ruels are the property of the entire House, therefore, my suggestion would be that all political parties that are represented in the House should be invited as special invitees to that committee so that theycan also take part in the discussion and they can also make their contribution in the framing of these rules because these rules are the property of the entire House. They will effect everybody across the board.

they are representing. جناب چیئرمین، کیونکہ

Senator Mian Raza Rabbani: No, sir, I think it is very necessary that the input of lot of people from not only the opposition but even from the treasury benches. There are people who are well versed with the rules, for example like Mr. Anwar Bhinder. The honourable Leader of the House is also not a member of that committee. So, people like him, therefore, the scope of the committee would have to be widened. If we want to have a meaningful draft ready to be sent back to the House.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! اس میں

unanimous date was decided on good suggestion and unanimously decided during the meeting of that very committee that any honourable member who is expert may kindly be invited by special invitation. It is very fine and should be accepted.

Senator Wasim Sajjad: I think its a good suggestion sir. Honourable Leader of the Opposition, I think, if he can give the names of the members from our side also, I think Mr. Anwar Bhinder is quite right and some other who have experience of these matters. I think these should be included in the committee. I think they should be included in the committee. So, I think the appropriate thing would be if he gives names and the House approves whatever names the Leader of the Opposition gives, whatever names that we give from this side. So, they can collectively come up with...

Mr. Chairman: Do you have the names now, so that we get it

approved.

(Interruption)

Mr. Chairman: Can you authorise anybody?

Senator Wasim Sajjad: We are authorizing the Chairman.

Mr. Chairman: It has been moved that the proposed amendments in Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, be referred to the Committee of Rules of Procedure and Privileges and names will be given to me.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Thank you very much. We will disperse now for prayer and we will meet again *Insha Allah* at 4 PM. We will wind up it at 6 PM. Thank you very much.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علیٰ المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

(The House was then adjourned to meet again at 4 PM after Friday prayers)

(وقفے کے بعد سینیٹ کے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین محمد میاں سومرو دوبارہ چار بجکر پچیس منٹ پر شروع ہوئی۔)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر نگہت آغا - بڑھ جانے گا انشاء اللہ ، بسم اللہ کریں۔ آپ ہیں، تو بہت ہے۔

سینیٹر نگہت مرزا، خالی ہال سے بول رہی ہوں۔ شکریہ ' جناب چیئرمین!-----

جناب چیئرمین ، نہیں نہیں کافی ہیں - don't go by the quantity. آپ

quality دیکھیں۔

سینیٹر نگہت مرزا۔ بالکل جی ' I believe in quality بہت بہت مہربانی ' آپ نے مجھے time دیا ہے ۔بلوچستان کے ہر پہلو پر بہت بات ہو چکی ہے۔ اس لیے میں زیادہ time نہیں لوں گی اور نہ ہی وہ باتیں repeat کروں گی لیکن میری بالکل different approach ہے۔ and I am coming to that جو میری approach ہو گی اس کے متعلق میں نے ایک شعر لکھا ہے پہلے میں وہ پڑھوں گی۔

سب کو جائز حق دے کر ہی مسئلے ہوں گے حل
اس کی ترقی سب دیکھیں گے آنے والے کل

So that is the theme of what I am going to talk اور میرا full یقین ہے کہ ہم ترقی کی راہ پر already گامزن ہیں اور انشاء اللہ ایک دو سال میں اس کے results بڑے عیاں ہو جائیں گے۔ جیسے سب کو پتہ ہے کہ بلوچستان ہماری back bone ہے۔ اُس کے غیور بلوچی پاکستان میں دل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کا culture ہے' اس کا تمدن ہے' سب سے پہلی civilization تھی مہر گاندھی ' ساڑھے آٹھ ہزار سال پرانی اور یہ خالی culturally rich area نہیں ہے بلکہ ہمیں ان کے culture پر بہت فخر ہے ' ناز ہے۔ لیکن also mineral کے لحاظ سے بھی سب سے rich area ہے۔ اس کی ترقی ہوگی تو سارے پاکستان کی ترقی ہوگی اگر اس کی ترقی نہیں ہوگی تو پورا پاکستان ترقی نہیں کر سکے گا کیونکہ ہم ایک جسم ہیں۔ ٹھیک ہے اس ایریا کا نام بلوچستان ہے' اس ایریا کا نام پنجاب ہے ' ہم پاکستانی first and foremost مسلمان اور پاکستانی ہیں ۔ اس کے بعد جہاں ہم پیدا ہوئے ہیں ہمیں اس نام سے پکارا جاتا ہے ۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہاں پیدا کیا ' اس میں ہم نے خود کچھ نہیں کیا ۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ بلوچوں کے ساتھ پرانی حکومتوں نے بہت زیادتیاں کی ہیں' ان کو بہت زیادہ محروم رکھا ہے لیکن ہماری اس وقت موجودہ گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے کہ اس کا ازالہ کرے لیکن اگر آپ ان محرومیوں کا ازالہ ایک دن میں مانگتے ہیں یہ کوئی جادو کی چھڑی تو نہیں ہے کہ وہ کر سکیں اور وہ overnight ہو جائے۔ہر چیز آہستہ آہستہ ہو گی ۔ ایک ایک چیز ہمیں disburse کرنی ہوگی آہستہ آہستہ وہ آگے

بڑھیں گے۔ اس کے لیے ہمیں تھوڑا سا وقت چاہیے لیکن مجھے صرف ایک چیز کا افسوس ہے کہ جو حکومت ان کو full freedom of peace دے رہی ہے یعنی اتنے channels کھل گئے ہیں جس پر یہ جو مرضی ہو جا کر کہتے ہیں ۔اخباروں میں یہ جو مرضی ہے کہتے ہیں آ جاتا ہے ۔ ان کی جو محرومیاں ہیں وہ اس حکومت پر ڈال رہے ہیں یہ بالکل غلط بات ہے کیونکہ یہ بہت اونچے ہیں ان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ پچھلی حکومتوں نے جو ان کو محروم رکھا، ان کے ساتھ ناجائز سختیاں کی ہیں اس کا الزام اس حکومت کو دے رہے ہیں اور بدلے لینے کی کوشش کررہے ہیں کچھ لوگ I am not saying all اور ہمارے قومی اثاثے تباہ کر رہے ہیں اس کا توکوئی جواز نہیں ہے مجھے اس چیز پر زیادہ افسوس ہے ۔

جناب چیئرمین! بہت کیچڑ اچھالا جا رہا ہے ۔ اس بدامنی کی میرے حساب سے دو وجوہات ہیں ۔ ایک external اور دوسری internal جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بلوچستان strategically بہت important جگہ پر ہے اور economically high rich area, کیونکہ I think I should say in the world یہاں gas untapped ہے ' یہاں پر oil untapped ہے gold, coal یعنی ہر چیز untapped ہے ۔ اس کے علاوہ 750 km long marine life untapped ہے جو کہ خزانہ ہے ۔ہمیں تو کوشش کرنی چاہیے ان کو tap کریں rather then جو already بنی ہوئی چیزیں ہیں ان کو distrub کریں ۔ جو بھی یہ کر رہا ہے یہ مناسب بات نہیں ہو رہی ہے ۔حکومت کو ان کے خلاف فوراً ایکشن لینا چاہیے ۔external fact تو یہ ہے چونکہ یہ بہت rich area ہے strategically بڑا critical area ہے اس کی اتنی لمبی coast line ہے ۔ پورے ایشیاء اور مڈل ایسٹ کا یہ حب بن سکتا ہے ۔ لوگ اس کو prosper ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ اسی لئے وہ psychological war fare انہوں نے شروع کردی ہے اب ہمارے بھولے بھالے بلوچ لوگ اور ہمارے بھولے بھالے پاکستانی لوگ اس چیز کو نہیں سمجھ رہے ۔ہمیں چاہیے کہ جس طرح بھی ہم ان کو aware کریں کہ کس طرح سے psychological war fare ہو رہی ہے اور سب سے زیادہ damaging جو ہوتی ہے وہ psychological war fare ہوتی ہے ۔اس کا ہمیں کچھ ازالہ کرنا چاہیے اور سب کو مل کر اس کا ازالہ کرنا چاہیے ' اکیلے اکیلے نہیں کرنا چاہیے بلکہ سب کو مل کر کرنا چاہیے۔

پیار محبت مہر وفا سب اس کے نام کریں
لڑنا جھگڑنا چھوڑ کر ہم سب حل تلاش کریں

and that is my whole aim یہ کیوں ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ رہے ہیں - بہت important باتیں پڑی ہیں اور ہمیں بلوچستان بہت پیارا ہے - بلوچستان بھی ہم ہی ہیں - ہم سب پاکستانی ہیں کیونکہ جہاں پیدا ہوتے ہیں یہ نہیں ضروری کہ ہم وہ بن جاتے ہیں basically تو ہم مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں -اور اس پرہمیں زور دینا چاہیے - اگر ایک اعضاء کمزور ہے یا اتنا کام نہیں کر رہا تو ہم سب کو مل کر اس کو ابھارنا چاہیے کیونکہ جب تک سارے function synchronize نہیں ہوں گے وہ ملک کبھی آگے نہیں بڑھے گا-

جناب والا! دوسرا مسئلہ internal issue جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمارے بعض عناصر ایسے ہیں سارے نہیں - بعض عناصر ایسے ہیں جو نہیں چاہتے کہ بلوچستان ترقی کرے - میں ان کو point نہیں کرسکتی کیونکہ میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے -لیکن وہ چاہتے ہیں کہ یہاں تعلیم عام نہ ہو ' یہاں پر لوگ امیر نہ ہوں - کیونکہ اگر وہ تعلیم یافتہ ہوگئے تو اپنے لئے سوچ سکیں گے -اگر وہ امیر ہوگئے تو پھر ان کے جائز و ناجائز حکم نہیں مان سکیں گے -میں یہ نہیں کہتی کہ یہ لوگ سردار ہیں مگر کوئی leaders ہیں کوئی غیر ضروری لوگ ہیں جو یہ کر رہے ہیں could be کہ یہ باہر سے آرہے ہیں اور ہمارے بھولے بھالے لوگوں کو اکسا رہے ہیں- could be کہ کچھ ہمارے لوکل لوگ ہیں وہ اپنی hegemony چاہتے ہیں اور وہ غریبوں پر تشدد رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ غریبوں پر ہمیشہ سے تشدد ہوا ہے -اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتی - اور یہ کہتی ہوں کہ ہمیں اپنے leaders کی اپنے سرداروں کی بہت عزت کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی بھی چاہے ہمارا لیڈر ہو یا سردار ہو اگر وہ ایسی بات کرنا چاہتا ہے جس سے پاکستان کو نقصان ہوگا تو ہمیں وہ بات کسی صورت نہیں ماننی چاہیے - کیونکہ ہم باشعور لوگ ہیں - ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے ملک کے لئے کیا اچھا ہے اور جو چیز ہمارے ملک کے لئے اچھی ہے وہ ہمارے لئے بھی اچھی ہے تو ہمیں خود اپنی سوچ کرنی چاہیے اور اسی کو روکنے کے لئے یہ نہیں چاہتے کہ تعلیم عام ہو ' پیسہ آئے وہ نہیں چاہتے کہ ترقی ہو- تعلیم نہیں چاہتے ہیں' میرے پاس list پڑی ہوئی ہے' یہ پہلی government ہے جس نے mega projects شروع کئے ہیں - کسی پہلی

government نے ایسے mega projects شروع نہیں کئے۔ کیوں کئے ہیں؟ اگر ہمیں بلوچستان عزیز نہ ہوتا' اگر ہم ان سے پیار نہ کرتے تو یہ mega projects وہاں پر شروع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے internally لوگ جو بھی کر رہے ہیں' ہمارا فرض ہے کہ ہم سب مل کر ان کو stop کریں بلکہ ان کو سمجھائیں کہ ملک کی ترقی میں حائل نہ ہوں۔ اس وقت لوگ سوئی میں کیا کر رہے ہیں' بجلی کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ اپنے لوگوں کو تکلیف دے رہے ہیں تو کیا وہ اپنے لوگوں کے دوست ہیں' وہ تو اپنے لوگوں کے دشمن ہیں۔ ہمیں ان کو پکڑنا چاہیے' جیسے بھی ہو' ان کو پکڑیں' اگر میں نے کیا ہے تو مجھے بھی وہی سزا ملے جو کسی کو ملنی چاہیے' obove the law کوئی نہیں ہوتا' سب کو law کے نیچے آنا چاہیے۔

ایک اور چیز پر مجھے بہت زیادہ افسوس ہے' وہ یہ ہے کہ ہمارے بڑے پیارے دوست پنجابی پر سارے الزام دیتے ہیں۔ مجھے واقعی سمجھ نہیں آتی ہے کہ پنجاب نے کیا کیا ہے۔ پنجاب تو اتنے کھلے دل کا علاقہ ہے کیونکہ ہم ایک ہیں ہی نہیں' ہم تو path way پر تھے' invaders تھے' ہم تو mixture ہیں' anyway ہم ہر ایک کو اتنی عزت سے ملتے ہیں' اتنے پیار سے ملتے ہیں' ہر الزام پنجابیوں کو دیا جاتا ہے' یہ مناسب نہیں ہے۔ مجھے یہ جواب دیں کہ کون اس وقت بلوچستان کو develop کرنے کی کوشش کر رہا ہے' وہ پنجابی ہیں۔ اپنے شوکت عزیز صاحب ہیں' وہ بھی پنجابی ہیں' چوہدری شجاعت حسین ہیں' وہ بھی پنجابی ہیں' مشاہد حسین ہیں' وہ بھی ہیں اور ہم سب بھی پنجابی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان آگے آئے۔ بہت آگے آئے اور یہ انشاء اللہ بہت آگے جائے گا کیونکہ اس میں بہت potential ہے۔ اس لئے پنجابی کی بات کرنا بڑا افسوسناک ہے۔

میں آپ کو ایک اور چیز history کی یاد دلانا چاہتی ہوں' یہ کہتے ہیں کہ پنجابی یہ کر رہے ہیں' وہ کر رہے ہیں۔ گوادر بلوچستان سے belong نہیں کرتا تھا کیونکہ آپ سب کو معلوم ہے کہ یہ والی قلات یا ruler of قلات نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دے دیا تھا' یہ اومان کو transfer ہو گیا تھا کیونکہ اس کے ruler کو دے دیا تھا۔ جب میرا ایک کزن آغا عبدالحمید خان first time قلات کا Prime Minister ہوا' اس وقت قلات state تھی تو اس نے جا کر یہ research کی اور realize کیا کہ اتنا important علاقہ ہمارے پاکستان سے جا رہا ہے' وہاں جا کر

research کی اور اس نے negotiations شروع کیں کیونکہ وہ میاں بیوی لاولد فوت ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ان کی United Nations میں transfer ہو گئی پھر انہوں نے فیروز خان نون کو ساتھ ملا کر negotiations through United Nations جاری رکھیں اور ultimately ان کو منا لیا کہ تھوڑے سے پیسوں سے پاکستان کو واپس کر دیں۔ اگر ہم پنجابیوں کو بلوچستان سے پیار نہ ہوتا تو واپس بلوچستان کو کیوں دیتے؟ وہ الگ صوبہ بھی بن سکتا تھا کیونکہ وہ بڑا strategically important تھا۔ ہر وقت یہ بات کہنا' آپ کے شایان شان نہیں ہے' آپ بہت بلند لوگ ہیں' یہ بات بار بار نہ کہیں کیونکہ میں تو کسی کو پنجابی یا بلوچی یا کچھ بھی نہیں سمجھتی' میں سب کو پاکستانی سمجھتی ہوں' مجھے سب سے equally پیار ہے۔ آپ کوئی بھی کام کہیں گے' جائز کام کرنے کو ہم حاضر ہیں لیکن یہ سن کر ہمیں تکلیف ہوتی ہے جب آپ distribution کی بات کرتے ہیں۔

میں last میں یہ کہوں گی کہ Cantonments اور army کے متعلق بہت کچھ کہا جا رہا ہے۔ یہ اتنی unimportant چیزیں ہیں جو آپ کہتے ہیں' آپ کے لئے تو بہت اونچی چیزیں پڑی ہیں جو آپ کو discuss کرنی چاہئیں اور جن پر action لینا چاہیے۔ Army پچھلے دو سو سال سے Cantonments میں تھی کوئی نئی بات نہیں ہے اور ہر جگہ Cantonments تھے' کچھ اندورن ملک تھے تاکہ وہ as reserves استعمال ہو سکیں' کچھ border line پر تھے۔ اب آبادی بڑھ گئی ہے' ہمارا رقبہ بہت important ہو گیا ہے' باہر کے لوگوں کی بری آنکھیں ہمارے رقبے پر پڑ رہی ہیں۔ اس لئے ضروری ہو گیا ہے کہ اور Cantonments بنائے جائیں اور یہ اس لئے بنائے جاتے تھے کہ فوج نہیں چاہتی تھی کہ army mix up ہو' you know باشعور ہیں جو چاہتے ہیں' وہ کر سکتے ہیں۔ Army کا ایک اپنا discipline ہے' army ہمیشہ یہ چاہتی ہے کہ جو army کا discipline ہے' اس کے نیچے رہیں اور may be different طرح نہ سوچیں کیونکہ army کا ایک سوچنے کا طریقہ ہے اس لئے شروع شروع میں تو cantonments میں civilian کو رہنے کی ضرورت نہیں تھی تاکہ آرمی ان کو copy نہ کرنا شروع کر دے۔ بہرحال سویلین آزاد ہوتے ہیں وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ ملک کی بہتری اور کسی بھی چیز کے لئے کر سکتے ہیں لیکن آرمی کو تو ہر چیز کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے یہ الگ بنائے گئے تھے۔ اب بھی اسی لئے

بنانے جا رہے ہیں تاکہ civil لوگوں کو تکلیف نہ ہو آرمی کے actions کی اور آرمی کی training کی۔ کیونکہ training میں کافی زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بنانے جا رہے ہیں۔ نہ کوئی نئی چیز ہے کہ آپ اعتراض کر رہے ہیں۔ میں واقعی یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کیونکہ میرا آپ کے لئے اتنا زیادہ احترام ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ اس میں تو آپ کے لئے بہت فائدہ ہے۔ آپ کو جو چاہیے وہ آپ jobs کے لئے کریں۔ Education, infrastructure, health وغیرہ کو develop کرنے میں کوشاں رہیں۔ اس میں ہم سب اکھٹے ہیں مل کر کام کریں گے۔ سب سے پہلے اگر jobs نکلتی ہیں تو بلوچستان میں بلوچیوں کو ترجیح دینی چاہیے۔ اگر وہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ اس کے لئے اہل نہ ہوں تو اس مقصد کے لئے انہیں on job training دیں۔ اسی طرح زمین کا ہے۔ جیسا کہ صبح اسحاق صاحب نے فرمایا کہ کچھ areas ان کے لئے مخصوص کر دیئے جائیں۔ اگر وہ خریدنا چاہیں تو خریدیں اور نہ خریدنا چاہیں تو پھر کوئی اور خرید لے۔ بلکہ کچھ area الگ کر دینے چاہییں کہ جو بلوچی لوگ اب نہیں خرید سکتے وہ بعد میں خرید لیں۔ اس طرح کے بہت سے suggestions ہیں جو انسان ساتھ بیٹھ کر کر سکتا ہے۔ آپ اپنا وقت اس پر صرف کریں۔ آپ غیر اہم چیزوں پر وقت صرف کر رہے ہیں۔ اس لئے مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ میں تو آپ کو بہت اونچا سمجھتی ہوں اور وہ چیزیں آپ کو بہت نیچے لاتی ہیں۔ میں آخر میں ایک چھوٹے سے شعر سے ختم کروں گی۔

سندھ، بلوچستان، سرحد اور پنجاب

ان سب سے مضبوط ہوا ہے ہمارا پیارا پاکستان

پاکستان آپ لوگوں کی وجہ سے مضبوط ہوا ہے۔ اکیلے کوئی پاکستان کو مضبوط نہیں کر سکتا۔ پاکستان پائندہ باد۔

جناب چیئرمین، سید ہدایت اللہ شاہ۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں سب سے پہلے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور پھر پاکستانی ہونے کی حیثیت سے میں بات کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں تین نکات پر بات کروں۔ سب سے پہلا

مسئلہ تو پاکستان کے اندر امن و امان کا مسئلہ ہے۔ دوسرا مسئلہ بنیادی حقوق کا ہے جو انسان کو بنیادی حقوق حاصل ہونے چاہئیں ان کا مسئلہ ہے۔ تیسرا مسئلہ ڈاکٹر شازیہ کا مسئلہ ہے۔ اب تینوں باتوں کو میں قرآن کریم اور احادیث کے روح کے مطابق اور اسلامی نظام کے مطابق بات کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے مسئلہ ڈاکٹر شازیہ کا ہے جو بڑا اہم ہے یا بنا دیا گیا ہے۔ میں اس مسئلے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر اگر اسلامی نظام نافذ کر دیا جاتا اور جس کو اسلامی نظام کہتے ہیں اور اس کا نام ہے حدود۔ اگر حدود کا تنفیذ پاکستان میں ہو جاتا تو ایسے واقعے پاکستان میں نہ ہوتے اور اس کا تدارک آسانی سے ہو سکتا تھا۔ اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اسلام کے نام پر ہی بنایا گیا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ آج تک وہ اسلامی نظام اس پاکستان کی سرزمین میں تنفیذ نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے آج ہم بہت سی مشکلات سے دوچار ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر اس پاکستان کے اندر حدود کی تنفیذ ہو جاتی۔ حدود کوئی زیادہ فلسفے کی بات نہیں۔ وہ صرف ۵ چیزیں ہیں۔ چوری، ڈاکہ زنی، زنا، تہمت زنا اور شراب نوشی۔ اور یہ ایسی حدود ہیں اگر ان کا عملی طور پر نفاذ پاکستان میں ہو جائے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ سارے جرائم ختم ہو جائیں گے۔ آج اگر یہاں اسلامی نظام نافذ ہوتا تو جو مظلوم عورت کے ساتھ ملتان میں ایک جاگیردار کے بیٹے نے کیا تھا یا اجتماعی زیادتی کی تھی یا یہاں اسلام آباد کے قریب سہالہ کے اندر، وزیرآباد کے اندر، اور میں نے ایک تحریک بھی اس ایوان میں پیش کی تھی، اگر اسلامی نظام کے تحت اس کو سزا ملتی تو آج ان مجرمین کا عشق ٹھنڈا ہو جاتا، آج وہ سنگسار ہوتے، ساری دنیا دیکھتی، آج وہ جرائم نہ ہوتے لیکن افسوس کہ یہ نہیں ہو سکا۔ اس مسئلے میں میری رائے یہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور اس کے بعد ان مجرموں کو سزا ملنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! اسلامی نظام میں سب سے امتیازی اور اعلیٰ و افضل بات یہ ہے کہ امیر اور غریب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے اور اس میں حاکم اور محکوم سب کے ساتھ درمیانہ اور سب کے ساتھ مساوات عدل و انصاف کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن انسان کے بنے ہوئے نظام میں جو انسان بناتا ہے وہ اپنی قوم، برادری اور علاقے کو مقدم رکھتا ہے۔ لیکن رب کے نظام کے ساتھ جب ہم بغاوت کریں گے تو اس مصیبت سے کبھی بھی ہم جان نہیں چھڑا

سکتے۔ جب اللہ کا نظام ہو گا تو اطمینان ہو گا۔

جناب چیئرمین! جہاں تک حقوق کی بات ہے میں بحیثیت ایک پاکستانی کے پنجابی یا سندھی یا بلوچی یا پٹھان ہونے کی حیثیت سے بات نہیں کرنا چاہتا میں اسلامی نظام کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے اندر جو حاکم ہوتا ہے یا جس کو ہم خلیفہ کہتے ہیں وہ اگر بنیادی طور پر اپنی رعیت کو، اس میں سارے انسان برابری کا حق رکھتے ہیں خواہ مسلمان ہو یا کافر جو اس کی رعیت ہے اس کے اندر اگر آج اس کو حقوق نہیں دے سکتا تو وہ حکمران بننے کی استعداد نہیں رکھتا وہ نااہل قرار دیا جاتا ہے ۔ آٹھ بنیادی حقوق میں پہلی بات یہ ہے کہ ہر انسان کا جو بنیادی حق ہے اس کی خوراک، لباس، پینے کا پانی، تعلیم، علاج، ان ساری چیزوں سے اگر کوئی انسان محروم ہے تو ایسا حاکم ناکام ہے اور آج بھی اگر کوئی پوچھنے والا ادارہ ہو تو اس کو پوچھ سکتا ہے لیکن کل خدا کے ہاں وہ جوابدہ ہو گا۔

جناب والا! اسی طریقے سے مسلمان حکمران کے لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان، ہر انسان کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ کرے اگر ہر انسان کے جان و مال اور آبرو کا تحفظ نہیں کر سکتا تو وہ حکمران بننے کے قابل نہیں ہے اور اس کو معزول کرنا ہر مسلمان کا اخلاقی فرض ہے۔

جناب والا! پاکستان میں اس وقت امن و امان کی جو صورتحال ہے آپ سندھ کو دیکھ لیجیے، سندھ کے اندر کسی کی جان اور مال محفوظ نہیں، پنجاب، بلوچستان اور ناردرن ایریاز کے اندر ہر جگہ افراتفری ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت امن و امان قائم کرنے میں فیل ہو چکی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب اللہ کا نظام نافذ ہو جائے گا تو انشا اللہ امن قائم ہو گا۔ اس نسبت سے میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ صرف صوبہ سرحد کی حکومت اس قابل ہے اور مبارکباد کی مستحق ہے کہ وہاں اس حکومت نے امن قائم کیا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس حکومت کو دھمکیاں دی جاتی ہیں اور ہمارا گورنر یہ کہتا ہے کہ اگر مجھے مرکز کی طرف سے حکم ملا تو میں اس حکومت کو چلتا کروں گا اور ہماری افراتفری کے یہی اسباب ہیں۔ جب آپ جمہوری حکومتوں کو دھمکیاں دیں گے یا جمہوری اداروں کو آپ پروان نہیں چڑھنے دیں گے یا اس کی پرورش نہیں ہو گی تو پھر اس ملک کے اندر امن اور امان کا مسئلہ پیدا ہو گا۔ ہمارے بہت سے سرکاری ممبروں نے یہ کہا کہ ہم صحتمند جمہوری حکومت چلانا چاہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ابھی تک ان کی

جمہوریت صحتمند نہیں بنی، ابھی تک مریض جمہوریت ہے۔ اس کو کینسر لگا ہوا ہے۔ ابھی تک جو صحیح جمہوریت کا راستہ ہے وہ ہم نے اپنایا نہیں۔ جب صحیح جمہوریت کا راستہ جناب چیئرمین! ہم اپنالیں گے، عوام کی مرضی سے حکومتیں قائم ہوں گی تو انشاء اللہ خود بخود سارے مسائل حل ہوں گے۔

جناب چیئرمین! میری اس میں یہ گزارش ہے کہ ہماری وہ صوبائی حکومت جو بلوچستان کی صوبائی حکومت ہے، منتخب شدہ حکومت ہے اس کی جتنی قرار دادیں ہیں ان پر فوری طور پر عمل کیا جائے تاکہ وہاں کی عوام کے اندر احساس محرومیت جو ہے وہ ختم ہو سکے اور اس میں یہ مسئلہ بھی تھا، ہماری صوبائی حکومت، صوبہ بلوچستان کی حکومت نے ایک قرار داد پیش کی ہے جو ثناء اللہ بلوچ نے پڑھ کر سنائی کہ جتنی بھی چوکیاں ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو چوکیاں بنائی گئی ہیں، ہم جب صوبہ سرحد پشاور سے جب آتے ہیں، جگہ جگہ چوکیاں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد ایک دوسرا ملک ہے اور پنجاب ایک دوسرا ملک ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ ان تمام چوکیوں کو ختم کر دیا جائے۔ تمام عوام جو ہیں خواہ وہ سرحد کی عوام ہے، پنجاب کی عوام ہے، بلوچستان کی عوام ہے، سندھ کی عوام ہے اس کے ساتھ برابری کا سلوک ملے۔ عدل و انصاف کا بول بالا ہو گا تو اس ملک میں امن قائم ہو گا۔ اگر عدل اور انصاف قائم آپ نہیں کر سکتے تو اس ملک میں یہ صوبائی فتنے، لسانی فتنے، فرقہ واریت یہ اٹھتے رہیں گے اور امن قائم نہیں ہو گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کریں تاکہ امن قائم ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، آغا پری گل۔

سینیٹر آغا پری گل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور حکومت کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے دو تین دن خاص طور پر بلوچستان کے معاملات حل کرنے کے لیے یا سلجھانے کے لیے انہوں نے سینیٹ میں یہ دن رکھا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت یہاں پر پوری سینیٹ میں خاص طور پر بلوچستان کا ذکر ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے حضرات خاص طور پر Opposition کا شکریہ ادا

کرتی ہوں کہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے بلوچستان کے مسئلے پیش کیے اور میں دوبارہ تمام پارٹیوں کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں، اپنے بھائیوں کا اور یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ٹھیک ہے Opposition ہے مگر آپ اس وقت دیکھیں کہ بلوچستان کے اندر اس برے وقت میں جو انہوں نے role ادا کیا میں تمام بلوچستان کی عوام کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور ساتھ ہی میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس وقت جو ہمارے بلوچستان کے حالات ہیں، جناب چیئرمین صاحب! یہ حالات ابھی کے خراب نہیں ہیں۔ یہ حالات صدیوں سے خراب ہوتے چلے آ رہے ہیں اور آج کی یہ بات نہیں ہے اور ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم ، اگر میں اب یہ کہوں کہ جناب یہ اس حکومت نے خراب کیے ہیں یہ پھر دھوکا دینے والی بات ہے۔ میں جو کہوں گی صاف کہوں گی، کوئی اس میں غلط نہیں کہوں گی چاہے اس حکومت کی غلطی ہے تب بھی صاف کہوں گی، اگر جو ہمارے پچھلے ادوار چلے آ رہے تھے جو ان میں سے گزرے اگر ان کی غلطی ہے تب بھی میں صاف کہوں گی۔ جیسا کہ تمام پاکستانیوں کو یہ معلوم ہے اور میں نے کبھی بھی اپنے آپ کو آج تک یہ نہیں کہا کہ میں بلوچستانی ہوں، سب سے پہلے میں مسلمان ہوں، پھر میں پاکستانی ہوں اور اس کے بعد بیشک میں بلوچستانی ہوں۔ میں بلوچستان میں پیدا ہوئی ہوں اور وہاں پر پلی بڑھی ہوں۔ میرا دادا بلکہ پورا خاندان وہاں کا ہے اور آج بھی میں اپنی ماں بلوچستان کے لیے جتنا بھی کام کروں کم ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے، آپ کو بھی معلوم ہے، شروع سے ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔ جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جناب! بلوچستان میں سردار یا نواب، آپ یقین کریں کہ کوئی بھی سردار ہو یا نواب ہو یا خان ہو، کبھی بھی وہ نہیں چاہے گا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر کو جلائے۔ اتنی مشکلوں سے ہم نے اس گھر کو بنایا ہے، اس گھر کو بنانے میں اتنا وقت لگا۔ ظاہر ہے ہمارے دادے پردادوں نے قربانیاں دیں وہاں پر۔ انہوں نے وہاں پر محنت کی اور وہ علاقہ بنایا۔ پھر آپ مجھے بتائیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے گھر کو جلا کر رکھ دیں۔ میں کافی دنوں سے یہ سن رہی ہوں کہ جناب! بڑے بڑے لوگوں نے وہاں پر بدمعاشی کی اور pipe line اڑادی اور یہ سب کچھ نوابوں اور سرداروں نے کیا۔ جناب چیئرمین! آپ مجھے ایک بات بتائیں ایک چیز جب میری اپنی ہی ہے، میرے صوبے سے

وہ چیز نکل رہی ہے، میں خود اس کو کیسے برباد ہونے دوں گی یا میں خود اس کو کیسے برباد کروں گی۔ اس وقت اور اس سے پہلے بھی ہمارے بلوچستان میں ایسے ہی لوگ دہشتگرد جنہوں نے بلوچستان کو تباہ کرکے رکھ دیا۔ یہ ہمارے بلوچی لوگ نہیں ہیں یا پٹھان لوگ نہیں ہیں؛ یہ وہاں کا کوئی بھی local بندہ نہیں ہے جو اس گڑبڑ کا ذمہ دار ہو جو اس وقت بلوچستان میں ہو رہی ہے۔ یہ باہر سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کو بھی معلوم ہے، ہمیں بھی معلوم ہے، سب کو معلوم ہے، تو ہم نام کیوں نہیں لیتے کہ جناب ان کو روکا جائے۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت بلوچستان میں ہزاروں قومیں ہیں۔ ہم کیسے اپنے راستے خود بند کرسکتے ہیں یا پھر ہم کیسے اپنی ہی چیز پر بمباری کر سکتے ہیں یا پھر ہم اپنے ہی گھر کو کیسے آگ لگا سکتے ہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر ہم اپنی ہی چیزوں کو خراب کریں گے، آگ لگائیں گے تو ہم جائیں گے کہاں؛ وہاں پر ہم سات پشتوں سے آباد ہیں۔ ہمارے دادے، پردادوں کی قبریں ہیں وہاں پر۔ ہمارے لوگ ہیں، ہمارے ماں، باپ ہیں، بچے ہیں۔ یہ ایک بہت برا تاثر ہے اس وقت پورے پاکستان میں۔ جناب چیئرمین! کوئی پنجابی، کوئی سندھی، کوئی پٹھان نہیں ہے نہ بلوچستان کو پنجابیوں نے نقصان دیا ہے نہ کبھی سندھیوں نے نقصان دیا ہے۔ ہاں اس سے پہلے انہوں نے کافی نقصان دیا ہے۔ اتنا نقصان دیا ہے کہ ہمارے لوگوں کی لاشیں زمین پر پڑی تھیں اور آپ کو بھی یاد ہوگا، سب کو یاد ہوگا کہ ہمارے لوگ پہاڑوں پر چلے گئے تھے۔ کسی نے آج تک یہ کہا کہ بلوچستان میں یہ زیادتی ہوئی۔

اب مثال کے طور پر ایک زمانہ ایسا تھا کہ یہی ہمارے لیڈران وزیراعظم بنے، بلوچستان جاتے تھے وہاں پر بڑی بڑی تقریریں کرتے تھے، ہمارے بلوچی اور پٹھان بڑے سادے لوگ ہیں۔ ان میں یہ فریب اور چالاکیاں نہیں ہیں۔ وہ ایسے بچے لوگ ہیں، وہ دوستوں کے دوست ہیں۔ آپ نے ذرا بھی ان کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ کہیں گے کہ بس یہی سب کچھ ہے۔ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں آئیں سوائے ایک شخص کے، اگر میں آج اس کا نام نہ لوں تو بہت بڑا گناہ ہوگا، وہ ہے ضیاء الحق شہید۔ جس نے بلوچستان پر توجہ دی۔ اس سے پہلے بلوچستان سے گیس پورے پاکستان کو سپلائی ہو رہی تھی مگر آپ یقین کریں کہ کوئٹہ شہر کے درمیان سے نکل کر گیس پورے پاکستان کو جاتی تھی کوئٹہ شہر میں گیس نہیں تھی۔ سوئی میں گیس نہیں

تھی۔ اس زمانے میں اس شہید نے بلوچستان میں' اگر آج میں یہاں پر کھڑی ہوئی ہوں تو میں بھی اسی دور میں آئی ہوں' کونسلر بنی ہوں۔ انہوں نے جتنا بلوچستان پر توجہ دی سو دی اس کے بعد جو بھی حکومتیں آئیں انہوں نے ہمیں کچل کر رکھ دیا۔ اتنا انہوں نے ہمیں عذاب میں ڈالا۔ اکثر ہمارے لوگوں کو انہوں نے جیلوں میں بند کر دیا۔ بھئی ان کا منہ بند کرو تاکہ یہ نہ بولیں۔ اب پنجاب نے' اگر میں ان کا نام نہ لوں تو بہت غلط ہوگا ہمارے اس وقت چوہدری شجاعت صاحب نے بلوچستان کے بارے میں کمیٹی بنائی۔ یہ پاکستان کی تاریخ کی پہلی کمیٹی ہے جو بلوچستان کے مسائل کے بارے میں بنی۔ بہت سارے لوگ ہمارے اسمبلیوں میں گئے کسی نے آج تک کمیٹی نہیں بنائی' انہوں نے کمیٹی بنائی۔ انہوں نے یہاں تک کیا کہ ہمارے بھائیوں کو بھی اس میں شامل کیا۔ ظاہر ہے چاہے یہ bench ہو یا وہ bench ہو' سینیٹر تو ہیں ناں۔ ہم سب ایک صوبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ یہاں پر ہم ایک دوسرے سے تلخ بولتے ہیں مگر باہر جا کر ہم ایک ہیں۔ ٹھیک ہے ان کی پارٹی جدا ہے' ہماری پارٹی جدا ہے مگر ایک ہی گھر میں ہم رہتے ہیں۔ نہ وہ غیر ہیں' نہ ہم۔ نہ وہ چاہیں گے کہ پاکستان کا نقصان ہو' نہ ہم چاہیں گے کہ پاکستان کا نقصان ہو۔ چوہدری شجاعت حسین نے کمیٹی بنائی اس کمیٹی سے کافی لوگ خوش نہیں تھے۔ بلوچستان کے لوگوں نے اس کو appreciate کیا ہے۔ بہت زیادہ اخباروں میں آیا اور اچھے خاصے ہمارے سردار' نواب سب خوش ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ پہلی دفعہ تاریخ میں بلوچستان کے لئے کمیٹی بنائی گئی ہے اور وہ کمیٹی انشاء اللہ تعالیٰ بلوچستان کے لئے جتنے بھی ان کے حقوق ہیں دلوانے گی' ان کے مسائل ہیں جو بھی ہوگا وہ حل ہونگے۔ جب یہ کمیٹی بنی تو سب سے پہلے ہمارے لوگوں نے یہی تجویز دی۔ یہاں پر اسلام آباد میں ہمارے بلوچستان کے لئے جو ہمارا کوٹہ ہے وہ ہمیں ملتا نہیں تھا اس سے پہلے بھی اگر کوئی ملازمت کا بلوچستان کا کوٹہ ہوتا تو دوسرے صوبے کے لوگوں کو لگا لیتے بلوچستان والے پیچھے ہی رہ جاتے۔ جو بھی بلوچستان کے سیکرٹری وغیرہ یہاں پر آتے تھے ان کو او ایس ڈی بنا کر واپس کوئٹہ بھیج دیا جاتا۔ اس کمیٹی سے ہم سب خوش ہوگئے ہم نے کہا کہ کم از کم ہماری آواز' ہمارے جتنے بھی مسائل ہونگے وہ حل ہونگے مگر کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے پسند ہی نہیں کیا۔ آپ دیکھیں کہ یہ کمیٹی گوادر تک پہنچی ہے اور وہاں کے لوگوں کے مسائل سنے۔ اب کمیٹی کا final مرحلہ تھا اور دشمنوں نے ایک

ایسا مسئلہ کھڑا کر دیا کہ وہ کمیٹی وہیں کی وہیں رہی اور ایک نیا issue کھڑا کر دیا اور سوئی کی پائپ لائن کو اڑا دیا گیا۔

جناب چیئرمین! مجھے نام لیتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہے کہ تین دن سے میں شازیہ کیس کا نام سن رہی ہوں۔ ظاہر ہے میں ایک خاتون ہوں اور کبھی بھی میں برداشت نہیں کرتی کہ پاکستانی کسی بھی عورت پر کوئی ایسا دھبہ لگے جس سے تمام پاکستانی عورتوں کی بدنامی ہو۔ مگر میں اپنے بھائیوں سے اب درخواست کروں گی کہ کیس اس وقت کورٹ میں ہے اور دوبارہ ان الفاظ کو زیادہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ یہ پوری دنیا کے لئے ایک بہت بری بات ہوگئی ہے اور ہمارے لیے خاص کر عورتوں کے لیے، ہم یہاں بیٹھ ہی نہیں سکتے ہیں۔ چیئرمین صاحب! میں اپنے بھائیوں سے یہی درخواست کروں گی کہ کورٹ میں کیس ہے، کورٹ خود فیصلہ کرے گی اور جس نے بھی یہ گناہ کیا ہے اس کے لیے کوئی بھی سزا بہت کم ہے، سزائے موت دینی چاہیے تاکہ دوبارہ کسی عورت پر کوئی بھی ہاتھ نہ اٹھائے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ وہ بیچاری اپنا علاقہ چھوڑ کے اس علاقے میں گئی ہے، وہاں پر اس نے خدمت کی ہے اور اس کے ساتھ اس طرح ہوا ہے اور یہ برا ہوا ہے، بہت برا ہوا ہے۔ میں اس floor پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس نے بھی یہ گناہ کیا ہے اس کو اتنی سخت سزا دی جائے، مگر اس کے بعد ہمارے سینیٹرز حضرات یہاں پر اس لفظ کو نہ دہرائیں اور اللہ خود اس کا فیصلہ کرے گا اور کورٹ فیصلہ کرے گی۔

دوسری بات جناب چیئرمین صاحب! میں بلوچستان کے لیے ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہم اتنی تقریریں تو کر چکے ہیں، بہت زیادہ ہو گیا۔ اب مثال بلوچ ہے، بلوچستان کا رہنے والا ہے اور میں اس کی عزت کرتی ہوں، وہ میرا بھائی ہے مگر دکھ مجھے اس بات کا ہے کہ جب کمیٹی مکمل طور پر کام کرنے لگی تو آپ نے واک آؤٹ کیوں کیا۔ ٹھیک ہے میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں، غلط کام اگر کوئی وہاں پر کرے تو میں آپ کے ساتھ ہوں مگر جو کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ بلوچستان کی فلاح و بہبود کے لیے بنی ہوئی ہے۔ اس کمیٹی کو ادھورا چھوڑ کے، واک آؤٹ کر کے دو تین بندے چلے گئے اور ہم اپنے بلوچستان کے بارے میں کچھ کر نہ سکے مگر پھر بھی میں اپنے بھائی سے درخواست کرتی ہوں کہ اب بھی وقت ہے، زیادہ ناراض نہ ہوں کیونکہ یہ

میرے اور آپ کے گھر کی بات ہے۔ یہ ہمارے صوبے کی بات ہے۔ ہمیں مل بیٹھ کے اپنے صوبے کے مسائل حل کرنے چاہئیں۔ ٹھیک ہے گیس کے بارے میں زیادتی ہو رہی ہے۔ وہ آپ کو بھی پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے، سب کو پتا ہے مگر وہ ابھی کی بات نہیں ہے، وہ بہت پرانی بات ہے یعنی پورے پاکستان کو اس وقت گیس سپلائی ہو رہی ہے مگر بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں آپ جا کر دیکھیں، کوئٹہ سے باہر گیس نہیں ہے۔ یہ زیادتی ہے۔

اگر صرف گیس کی جو royalty ہے اور گیس پورے بلوچستان کے عوام کو ملے تو کیا تکلیف ہے، کوئی problem نہیں ہوگا کیونکہ گیس کی کمائی بھی اس وقت اربوں روپے کی ہے۔ نہ ژوب میں گیس ہے، نہ لورالائی میں گیس ہے، نہ پشین میں ہے، نہ چمن میں ہے، نہ قلات میں، نہ خضدار میں، نہ نوشکی، نہ دالبندین میں۔ اب یہ بھی تو بلوچستان ہے جناب چیئرمین۔ ظاہر ہے زیادتی تو ہے ناں۔ آپ خود سوچیں، بچے اپنے ماں باپ کے سامنے روتے ہیں اور اپنا دکھ دکھڑا انہیں ہی سناتے ہیں مگر میں آپ کو ایک بات کہوں کہ یہ اس حکومت کی غلطی نہیں ہے۔اسے تو دو تین سال ہوئے ہیں۔ٹھیک ہے صدر صاحب کسی کو اچھا لگے یا برا لگے میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں کیونکہ اس وقت وہ پاکستان کے President ہیں اور وہ ہمارا اس وقت President ہے اور ہم سب کی عزت ہے اور پوری پاکستانی خواتین کی عزت ہے۔ آپ یقین کریں جتنی خواتین کو عزت اس شخص نے دی ہے کسی نے نہیں دی۔ اس وقت آپ دیکھیں سینیٹ میں کبھی خواتین تھیں ہی نہیں۔ پورے پاکستان میں اس وقت خواتین کی نمائندگی پینتالیس ہزار ہے، کونسلر، یونین کونسل، ناظمین جتنے بھی ہیں ہر جگہ پر انہوں نے نمائندگی دی ہے تو پھر کیوں اس کے لیے نہ لڑیں۔ ہم تو ان کے ساتھ لڑیں گے جنہوں نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے، ان کو برا بھلا ضرور کہیں گے۔ جنہوں نے تین سال میں پاکستان کے لیے اتنا کام کیا ہے، اب یہ کہتے ہیں کہ فوجی ہیں، یہ ہیں بھئی، خدا کا واسطہ ہے۔ جناب چیئرمین! دو سال ہم نے اپنے برباد کر لیے ناں۔

ہماری سینیٹ کی تین سال میعاد ہے۔ ان تین سالوں میں سے ہم نے دو سال تو گزار دیے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس میں نقصان کس کا ہوا؟ یہ نقصان پاکستانیوں اور بلوچستانیوں کا ہوا ہے۔ ہم یہاں ڈیسک بجاتے رہے۔ کبھی ہمارا ایک LFO issue تھا، کبھی ہمارا ایک issue

وردی تھا اور کبھی کوئی issue تھا۔ ارے بھائی! خدا کا واسطہ ہے کہ ہمارے یہاں تین سال پورے ہونے لگے ہیں۔ جناب والا! کل ہم وہاں جائیں گے تو لوگ ہمیں کیا کہیں گے۔ پہلے تو ہمارے بلوچستان والے کہیں گے کہ ہم نے تو آپ کو وہاں پر نمائندگی کرنے بھیجا تھا لیکن آپ وہاں پر صرف ڈیسک بجا بجا کر واپس آ گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! اس میں نقصان کس کا ہوا؟ جناب والا! یہ نقصان ہمارا ہوا ہے۔ یہ نقصان کسی اور کا نہیں ہوا ہے۔ اگر ہم اپنے ہی گھر میں بیٹھ کر اپنے ہی لوگوں کی برائیاں کریں۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ یہاں پورے دو سال تک ایک وردی کا issue چلتا رہا۔ آپ دیکھیں کہ وردی آپ کا اور ہمارا issue تو نہیں ہے۔ ہم نے اس میں اپنے ترقیاتی کاموں کو برباد کر کے ایک طرف رکھ دیا ہے اور یہاں ایک issue وردی سامنے رکھ لیا ہے۔ اس میں نقصان کس کا ہوا؟ یہ نقصان آپ کا اور ہمارا ہوا ہے۔ جناب والا! یہ وردی انہوں نے اپنی محنت سے حاصل کی ہے۔ کوئی فوجی ایک دم ایک جنرل تو نہیں بن سکتا۔ ظاہر ہے کہ پہلے وہ ایک سکول میں پڑھتا ہے۔ وہاں سے فوج میں جاتا ہے۔ فوج میں پہلے کیپٹن، پھر میجر اور اس کے بعد ترقی کرتے ہوئے پھر کہیں جا کر جنرل بنتا ہے۔ یہ جنرل اپنی محنت سے بنے ہیں مگر اس نے جنرل بن کر بھی آج تک کسی کو نقصان نہیں دیا۔ جناب والا! جنہوں نے یہاں پاکستان میں دس دس سال تک حکومتیں کی ہیں، انہوں نے کیا کیا ہے؟ مجھے بتایا جائے۔ جناب چیئرمین! دس دس سال تک ہمارے ہی لیڈروں نے حکومتیں کیں جن میں میں بھی minister تھی۔ میں پوچھتی ہوں کہ انہوں نے کیا کیا؟ تین سال ہوئے ہیں یا چار سال ہوئے ہیں، کم از کم اس شخص نے عوام کے ساتھ کوئی ایسی غداری نہیں کی۔ کوئی ایسی غلط بیانی نہیں کی، کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے ہمیں رنج ہو کہ ہمارے president نے یہ کیا کیا ہے یا اس نے کوئی وعدہ کر کے پورا نہیں کیا ہے۔ جناب چیئرمین! ابھی وقت ہے کہ ہمارے پاس جو چار پانچ مہینے باقی رہ گئے ہیں، اب بھی مل جائیں اور سب کچھ بھول جائیں۔ کم از کم اپنے صوبوں کے لئے ترقیاتی کام تو کریں۔

جناب والا! میں آپ کو ایک بات بتاتی ہوں کہ جب ہم بلوچستان جاتے ہیں تو بلوچستان کے لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا ہے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سارا دن آپ لوگ ڈیسک بجا بجا کر باہر نکل جاتے ہیں اور ہم

لوگوں کے پاس بلوچستان میں پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ عوام MPAs کو اپنا نمائندہ بناتے ہیں اور MPAs ہمیں اپنا نمائندہ بنا کر یہاں سینیٹ میں بھیجتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم ان کو کیا جواب دیں گے کہ ہم پورا سال اپنے president کے پیچھے پڑے رہے۔ ہم اپنے ہی لوگوں کو برا بھلا کہتے رہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ وردی ہے لیکن یہ وردی اس کی اپنی وردی ہے۔ یہ اس نے بڑی مشکل سے حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نصیب کرے۔ یہ ہمارا اور آپ کا headache نہیں ہے۔ اگر ہم شروع میں بلوچستان پر زیادہ توجہ دیتے تو کیا آج یہ حالات ہوتے؟ جناب والا! کبھی بھی نہ ہوتے۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے گیس کی مکمل پائپ لائن برباد کر دی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے پورے پاکستان کو خوار کیا ہے۔ کوئٹہ میں اس وقت اتنی سردی پڑ رہی ہے' برف باری ہو رہی ہے لیکن گیس بند ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے گا۔

سینیٹر آغا پری گل: دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے واپڈا کی پوری lines اڑا دی ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ ایک طرف تو بلوچستان میں غربت ہے اور دوسری طرف ان لوگوں کی وجہ سے لوگ اندھیرے میں رہ رہے ہیں۔ ایک تو بلوچستان کے غریب عوام پر غربت کی وجہ سے اور ان لوگوں کی وجہ سے اندھیرے ہیں اور گیس بھی نہیں' اللہ کا واسطہ ہے میں اپنے تمام سینیٹر بھائیوں کا اب بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ انہوں نے بلوچستانیوں کا ساتھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو سلامت رکھے مگر اب بھی ہمارے چار پانچ مہینے ہیں' ایک سال ہے' جتنا بھی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! اب بھی وقت ہے آؤ مل کر بیٹھیں۔ اس طرح یہاں تقریر کرنے سے فائدہ نہیں ہوگا یہاں بول' بول' بول' بول' کر بس کل کے اخبار میں میری تصویر آئے کہ میں نے یہ بولا۔ اس سے کام نہیں چلے گا' کام اس وقت چلے گا جب ہم سب مل کر' جا کر وہاں ایسا کوئی کام کریں تاکہ ان کو پتہ تو چلے۔ آخر میں میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور خاص طور پر چوہدری شجاعت صاحب کا اور وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب کا اور خاص طور پر سب سے زیادہ صدر پاکستان کا' کیونکہ انہوں نے بلوچستان پر کافی توجہ دی ہے اور انشاء اللہ اب اور توجہ دیں گے تو میں ان کے لیے بھی دعا کرتی ہوں اور اپنے پاکستان کے لیے بھی دعا کرتی ہوں کہ

اللہ تعالیٰ میرے پاکستان کو سلامت رکھے تاکہ اس کے بعد میرے پاکستانی عوام سلامت رہیں۔ شکریہ 'خدا حافظ۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب عالیٰ! اس ہاؤس کے اندر ہم لوگ کافی عرصے سے خصوصاً پچھلے دو سالوں کے اندر اپوزیشن نے، جس میں اپوزیشن کی تمام جماعتیں شامل تھیں۔ انہوں نے بارہا حکومت کے سامنے اور خصوصاً آپ کے توسط سے حکومت کے آگے جو problems تھے جو situation خراب ہو رہی تھی اور اس خراب ہوتی ہوئی situation کو سنبھالا جا سکتا تھا، تو ہم نے بارہا قرار دادوں کے ذریعے ' points of order کے ذریعے adjournment motions کے ذریعے ساری باتیں حکومت کے گوش گزار کیں اور یہ توقع رکھی کہ حالات کو سنبھالنے کے لیے کوئی نہ کوئی tangible کوئی نہ کوئی ایسی بات ہوگی جو کہ مضبوط footing پر ہوگی جو کہ مضبوط ارادوں کے ساتھ ہوگی اور eye wash نہیں ہوگا لیکن جناب دیکھا یہ جا رہا ہے کہ ان تمام باتوں کو، ان تمام چیزوں کو، ان تمام گزارشات کو، درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا اور آج وہ وقت آیا کہ حکومتی بینچوں کی جانب سے کیے جانے والے ایک معمولی واقعہ کو، جس کو وہ معمولی واقعہ سمجھ رہے ہیں، اس نے اتنا بڑا بھونچال پیدا کر دیا ہے۔ اس نے اتنا بڑا crisis پیدا کر دیا ہے کہ اب ہر کوئی یہ محسوس کر رہا ہے کہ شاید یہ control سے باہر نکل جائے۔ جناب عالی! وفاق پاکستان میں ہمیں یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی ہوگی اور جب ۷۳ء کا آئین بن رہا تھا اور اتنی بڑی representation کے ساتھ اس ایوان کے اندر جو آئین ساز اسمبلی تھی۔ اس کے اندر across the opinion, across the share, across the country جتنے بھی اس وقت کے پولیٹکل لیڈر تھے، پولیٹکل پارٹیز تھیں وہ اس ایوان میں representative تھیں۔ ۷۳ء کا آئین بناتے وقت اس بات کا مکمل طور پر احاطہ کیا گیا کہ یہ ملک پاکستان آخر بنا کس طرح سے۔ میرے بھائی ثناء بلوچ نے مارچ اور اپریل ۱۹۴۸ء کے وہ واقعات سنائے کہ کس طرح خان آف قلات نے اپنے صوبے کی اتھارٹی اس ملک کے حوالے کی۔ میں آپ کو پیچھے لے کر جاؤں گا کہ کس طرح سندھ نے اپنے آپ کو Bomby presidency سے الگ کر کے پہلے الگ صوبہ بنایا اور پھر پاکستان

میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ کس طرح صوبہ سرحد کے اندر ریفرنڈم ہوا اور اس ریفرنڈم کے بعد صوبہ سرحد پاکستان کا حصہ بنا۔

جناب والا! جب تک ہم اس بات کو ملحوظ خاطر نہیں رکھیں گے، جب تک اس بات کو ہم اپنے ذہنوں میں نہیں بٹھائیں گے کہ پاکستان کا وفاق، میں مشرقی پاکستان کو بھی اس پیرائے میں شامل رکھتا ہوں کہ صوبوں نے اپنے حقوق پیچھے کر کے انہوں نے وفاق کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا۔ جب تک ہم اس بنیادی نظریے کو نہیں اپنائیں گے۔ آج ہمارے دوست وہاں سے کہتے ہیں کہ صوبے اپنی جغرافیائی حیثیت بھول جائیں۔ صوبے اگر اپنی جغرافیائی حیثیت بھول جاتے تو یہ وفاق نہیں رہتا۔ ہاں پھر آج unitary form of government ہوتا۔ اس ملک کے اندر کئی ڈکٹیٹر آئے وہ آ کر بیٹھ گئے انہوں نے unitary form of government بنایا جس کی وجہ سے وفاق پر صریحاً اتنی بڑی قدغن لگی اور وفاق کے اوپر اتنے بڑے pressures آئے، اس کی وجوہات کیا تھیں کہ ہم نے اس وفاقی سسٹم کا بنیادی عنصر جو ہے اس کو ہم نے پس پشت ڈال دیا۔ اگر اس کو آج ہم ملحوظ خاطر رکھیں گے اور صوبوں کی جغرافیائی حدود کی عزت کریں گے، ہر صوبے کی چاہے وہ بڑا ہے چاہے وہ چھوٹا ہے اس کی جغرافیائی وحدت کی عزت کریں تو پھر اس وفاق کی عزت بھی بڑھے گی۔ یہ اس وفاق کو رکھنے کی بنیادی بات ہے۔ لیکن آج اور ایسے بہت سے ادوار میں pressures کیوں آئے؟ اس لئے کہ ہم نے پاکستان کے اندر وحدانی طرز حکومت قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین! ۱۲ اکتوبر 1999 کو جنرل مشرف نے جب اقتدار سنبھالا تو ان کے سات پوائنٹ ایجنڈا کا سب سے بڑا نکتہ یہ تھا کہ پاکستان کے اندر provincial harmony ختم ہو گئی تھی اور میں inter provincial harmony کو بحال کروں گا لیکن جناب! جتنی inter provincial disharmony اس وقت ہے اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں کبھی اتنی بڑی inter provincial disharmony نہیں تھی۔ آج آپ ان issues کو چن چن کر اٹھا رہے ہیں جو اس ملک کے وفاق کو نہ صرف کاری ضرب لگا سکتے ہیں بلکہ اس وفاق کا شیرازہ بھی بکھیر سکتے ہیں۔ اگر بلوچستان کا ایک issue ہے بہت پرانا ہے کہ ہمیں فوجی چھاؤنیاں وہاں نہیں چاہئیں لیکن آپ چن چن کر جتنے صوبے ہیں میں اس میں صرف بلوچستان کو شامل نہیں کروں گا بلکہ میں

اپنے سندھ کے بارے میں کہوں گا کہ وہاں پر بھی یہی طرز عمل ہے کہ وہاں جانا ہے ' گھسنا ہے اور وہاں جا کر قبضہ کرنا ہے ۔جناب ! سوال یہ ہے کہ میں اس کی میرٹ پر بھی نہیں جانا چاہتا اس لئے کہ دو opposing views ہیں ایک view پاکستان کے اندر یہ ہے کہ کالا باغ درست ہے اور ایک view ہے کہ کالا باغ درست نہیں ہے ۔میں اس میں جائے بغیر یہ کہوں گا کہ اس ملک کی دو صوبائی اسمبلیوں نے بلکہ تین نے کیونکہ دو صوبے directly affected ہیں ' دو نے باقاعدہ قراردادیں پاس کی ہوئی ہیں کہ یہ ڈیم نہیں بننا چاہیے ۔میں اس کے میرٹ میں بھی نہیں جانا چاہتا ۔لیکن جب وہ تین اکائیاں بار بار یہ کہہ رہی ہیں کہ ایک چیز نہیں ہونی چاہیے پھر بھی وحدانی طرز حکومت کا اس سے بڑا کیا example ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ہونا چاہیے ۔ جناب ! اس سے inter provincial disharmony بڑھتی ہے ۔ آج 85 examples ہیں NFC Award کا CCI کا آپ کسی چیز کو بھی اٹھا لیں فیصلے ایک جگہ ہو رہے ہیں باقی سارا معاملہ ٹھیک ہے ۔ہمیں خوشی تھی کہ اس ایوان نے ایک پارلیمانی کمیٹی قائم کی ہے ۔ میرے یہ سارے دوست گواہ ہیں بلوچستان کے بھی اور صوبہ سرحد کے بھی میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا تھا کہ یہ پارلیمانی کمیٹی صرف ایک eye wash ہوگی اس لئے کہ فیصلے پارلیمانی کمیٹی نے نہیں کرنے ہیں۔جناب ! بلوچستان کے بارے میں میں ان کو بالکل clearly کہتا ہوں کہ بلوچستان کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ادھر چھاؤنیاں بنیں گی۔ اس کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ فوج نے جاکر اور وہاں بیٹھ کر اور اپنی طرز پر اس صوبے کو چلانا ہے' انہوں نے اپنی طرز سے وہاں exploration کرانی ہے' انہوں نے اپنے طریقے سے سوئی گیس کی installations پر قبضہ کرنا ہے' یہ بات طے ہو چکی ہے۔ اب چوہدری صاحب کو آگے کیا جاتا ہے' میں اس وقت بھی ان کو یہ کہتا تھا کہ یہ eye wash ہے' اس سے کوئی چیز آگے نہیں بڑھے گی اور حقیقت بھی یہی ہے۔ آج یہاں یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ perceptions کے بارے میں بات ہوئی کہ جی اس حکومت نے Coastal Highway بھی بنایا' گوادر بھی بنایا' میرانی ڈیم بھی تقریباً بن گیا' پتا نہیں بنا ہے کہ نہیں بنا' کچھی کینال بھی بنا دی گئی گو کہ یہ projects پچھلی حکومت نے شروع کئے ہیں۔ آج آپ خود کہتے کہ یہ ساری چیزیں اس حکومت نے بلوچستان کو دی ہیں لیکن جناب چیئرمین! آپ سے میرا سوال ہے اور آپ کے توسط سے

اس حکومت سے کہ ان چیزوں کے باوجود بھی وہاں پر کیوں resentment ہے، لوگ کیوں resentment دکھا رہے ہیں، لوگ کیوں آپ پر انگلیاں اٹھائیں، باوجود اس کے کہ آپ نے PSDP پہلے سے 12% بڑھا دیا ہے۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ یہ غلط ہے یا صحیح ہے کیونکہ نثار میمن صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ ساری چیزیں بلوچستان کو دی ہیں، اس کے باوجود بھی لوگ آپ پر کیوں انگلیاں اٹھا رہے ہیں؟ جناب! اس کی وجہ یہ ہے کہ ثناء اللہ بلوچ نے بالکل درست کہا تھا کہ اگر British اس زمانے میں پانچ ہزار pounds postal telegraph کے دیتے تھے جب ہم نے ان سے لڑائی کی۔ جناب! بنیادی طور پر سیاسی حقوق غصب ہوں گے، چاہے وہ پورے پاکستان کے اندر غصب ہوں، چاہے وہ بلوچستان کے اندر غصب ہوں، چاہے وہ سندھ کے اندر غصب اور چاہے وہ کسی اور صوبے میں غصب ہوں۔ جب آپ سیاسی حقوق غصب کریں گے تو پھر economic ترقی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہر آدمی اپنی عزت نفس چاہتا ہے، اب آپ اس بات پر دوبارہ غور کریں کہ ان سارے development projects کے باوجود جو آپ نے announce کئے ہیں، آپ نے announce نہیں کئے ہیں، announce تو پہلے سے ہوئے ہوئے ہیں، اس پر آپ عمل کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بلوچستان کے اندر کیوں resentment ہے؟ آپ آج کہتے ہیں کہ stock exchange کا index سات ہزار points سے اوپر چلا گیا ہے لیکن میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ اس ملک کے اندر غربت کتنی کم ہوئی ہے۔ stock exchange 7000 points پاکستان میں غربت کم نہیں کرتا، stock exchange 2500 سے 7000 پر پہنچ گئی ہے لیکن پاکستان کے اندر غربت 30% سے بڑھ کر 45% تک پہنچ چکی ہے۔ ہم بلوچستان کی کیا بات کریں، آج 45% لوگ poverty line سے نیچے اپنی زندگی گزار رہے ہیں جو poverty line بھی شوکت عزیز صاحب کی determine کی ہوئی ہے۔ اس پر میں بجٹ کے اندر بات کرچکا تھا کہ ان کی poverty line کہ ایک dollar دن کا، انہوں نے 30 dollars poverty base بنایا ہے۔ مجھے بتائیں کے دنیا کے کس ملک کے اندر 30 dollars میں ایک شخص اپنی پوری family زندہ رکھ سکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی 45% لوگ آج poverty line کے under رہ رہے ہیں، یہ چیزیں determine نہیں کرتیں۔ اس ملک کے جو حقیقی مسائل ہیں، حقیقی بات یہ ہے کہ جب تک آپ بنیادی طور پر پہلے سیاسی حقوق اور پھر

eonomic حقوق جب تک آپ چاروں صوبوں میں، اس کو نہیں پھیلائیں گے تب تک وفاق پاکستان under threat رہے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ جنرل صاحب نے 12 اکتوبر 1999 کو جو نعرہ لگایا تھا، آج 2005 میں وہ بالکل اس کے الٹ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے processes کو جس طرح انہوں نے اور چیزوں کو reverse کیا جس طرح انہوں نے اور چیزوں پر U-turn مارا ہے، اسی طرح انہوں نے inter-provincial harmony پر بالکل U-turn مارا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں، کیونکہ بہت سے دوست بہت سی باتیں کر چکے ہیں۔میں آپ کا زیادہ time نہیں لوں گا جو بنیادی مسئلہ ہے وہ میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ میں ایک چیز آپ کے سامنے رکھوں گا۔ سوئی کا جو یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں اس بہن یا خاتون کا نام بھی نہیں لینا چاہتا ہوں لیکن اس میں آپ ایک چیز ضرور note کیجیئے گا کہ پاکستانی فوج نے جب بھی اپنے کسی ساتھی کو cover up کرنے کے لئے، اپنے کسی ساتھی کو بچانے کی کوشش کی ہے تب یہ مسائل سارے پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں سندھ کے اندر آپ کو یاد ہوگا کہ ایک مشہور سومرو کیس ہوا تھا۔ ۱۹۷۸ء سے لے کر ۱۹۸۸ء تک سندھ کے اندر resistence کا بنیادی عنصر وہ کیس تھا۔ جس کی وجہ سے سندھ کے پورے طلباء نکل کر باہر آئے۔ طلباء پر گولیاں چلائی گئیں۔ طلباء مارے گئے۔ اس کے بعد MRD کی movement چلی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بھی ایک میجر کو بچانے کے لئے جنرل ضیاء کی آرمی regime نے اس کیس کو cover up کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کا کوئی فیصلہ ہونے نہ دیا۔ لیکن ساتھ ہی میں ۱۹۹۱ء کی بات بھی ضرور کروں گا کہ جہاں کسی کو کریڈٹ دینا ہو تو آپ کو کریڈٹ دینا چاہیے۔ جب ۱۹۹۱ء میں اسی صوبہ سندھ میں ٹنڈو بہاول کا واقعہ ہوتا ہے۔ ایک میجر نے اپنے ذاتی انتقام کی خاطر وہاں ۱۴ دہاتیوں کو جاکر مار دیا تھا۔ اس وقت سندھ کے اندر آرمی آپریشن ہو رہا تھا۔ ہمیں یہ خطرہ تھا کہ ایک اور resistence سندھ کے اندر پیدا کی جا رہی ہے MRD movement کی طرز پر۔ لیکن اس وقت کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز نے اسی وقت action لیا۔ وہ میجر arrest ہوا۔ That major was hanged لیکن آج پھر تیسرا واقعہ ہے جو سوئی کا واقعہ ہے۔ یہاں پر بھی آپ وہی کام کرنے جا رہے ہیں جو آپ نے سندھ میں کیا تھا۔ آپ cover up کرنے جا رہے ہیں۔ جب بھی آپ انصاف نہیں دیں گے۔ cover up کریں گے۔ میں تو یہ بات کھلے عام

کرتا ہوں کہ آپ پھر دوبارہ سندھ کے حالات بلوچستان کے اندر پیدا کرنے جا رہے ہیں۔ سندھ کے حالات جو ۱۹۸۴ اور ۱۹۸۵ میں تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک individual ایک حرکت کرتا ہے اور institutions اس کو cover up کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ institution کسی individual کو مت بچائے۔ Institution کو institution کی طرح کام کرنا چاہیے۔ کسی شخص کی ذاتی اعراض کی خاطر اور اس کے ذاتی مقاصد کی خاطر institution کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ آج بھی institution یہاں پر یہ کر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں پر یہ ناانصافیاں ہوں گی، جہاں institutions کا collapse ہوگا۔ اب کہا جاتا ہے کہ جی فوج ہی وہ واحد institution ہے جو اس ملک کو بچا سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے نہ اس پارلیمنٹ کو رہنے دیا ہے، نہ اس پارلیمنٹ کی independence کو چھوڑا ہے۔ نہ آپ نے institutions کی independence کو چھوڑا ہے۔ نہ آپ نے bureaucracy کو چھوڑا ہے۔ نہ آپ نے political parties کو چھوڑا ہے۔ ایک ایک political party کو آپ نے تہس نہس کرکے رکھ دیا ہے۔ لوگوں پر pressure ڈال کر زبردستی پارٹیوں سے توڑا۔ جب پارلیمنٹ نہیں ہوگی، جب سینیٹ میں کسی صوبے کی بات نہیں سنی جائے گی تو وہ صوبہ کیا کرے گا؟ سوائے کہ اس وفاق کو غلط گالی دے۔ جناب یہ جو institution collapse ہے اس ملک کے اندر یہ تباہی کی بنیادی جڑ ہے۔ اگر آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا تو جناب میں آپ کی توسط سے اور اس House کے floor پر warn کر رہا ہوں کہ اس وقت پاکستان کے اندر اس inter provincial disharmony کی وجہ سے اگر کل پاکستان کو کچھ ہوتا ہے تو اس ملک کی فوج اس کی responsible ہوگی۔ اگر ان کو behave کرنا ہے تو ان کو as an institution behave کرے not an individual پلاٹوں کی یہ جو grabbing ہے اس کو چھوڑیں۔ حقائق کی دنیا میں آئیں۔ حقائق یہ ہیں کہ جب کسی بھی علاقے کے عوام اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے آگے کوئی بند نہیں باندھا جا سکتا خواہ آپ کتنی بھی کوشش کرلیں۔ تو حالات اس طرف جا رہے ہیں، ہم پہلے بھی warn کر چکے ہیں، دوبارہ بھی warn کر سکتے ہیں کہ خدا کے واسطے ان حالات کو اس طرف مت جانے دیں۔ اس ملک کے اندر حقیقی وفاقی جمہوریت، حقیقی عوامی نمائندگی، حقیقی institutional role ہی اس ملک کو بچا سکتا ہے اس کے علاوہ جناب عالی! اس

ملک کے اندر آپ جس طرف جا رہے ہیں وہ ایک خوفناک گڑھا ہے اور خدا کے واسطے اپنے آپ کو اس میں گرنے سے بچائیں' بہت مہربانی' بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ مسٹر طارق عظیم ۔

Senator Tariq Azeem Khan: Mr. Chairman! loyalty may be a virtue but it should not be over stretched to such an extent that it turns facts on their heads and it is used to abuse and negate what is obvious to everybody else. To protect their political masters and their leadership, some honourable Senators have turned facts into fiction. It is true that our Balochi brothers have problems, some particular to their own region, others they share with their Pakistani brothren elsewhere in Pakistan.

لیکن جناب مظلومیت کی داستانیں سنا کر اصلیت کو نہیں چھپایا جا سکتا۔ اصلیت یہ ہے کہ کچھ قوم دشمن عناصر ' قوم پرست بن کر حالات کو جان بوجھ کر خراب کر رہے ہیں۔ اصلیت یہ ہے کہ غلط اعداد و شمار بتا کر آپ حقائق کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ سوچی سمجھی سازش کے مطابق شجاعت حسین کمیٹی کو sabotage کیا جا رہا ہے ۔ مسلم لیگ چاہتی ہے کہ سیاسی مسائل کا حل سیاسی طریقے سے ہونا چاہیے' بات چیت کے ذریعے' dialogue کے ذریعے لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ پچھلے پانچ سالوں میں جو ترقی بلوچستان میں ہوئی ہے اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی ۔ سچ تو یہ ہے کہ بلوچستان میں سرداری نظام بلوچستان کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ بن گیا ہے ۔ اگر بلوچستان کے حالات ٹھیک کرنے ہیں تو سرداری نظام کی اصلاح ضروری ہے ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ چند سردار تو امیر سے امیر تر ہوتے جائیں اور ہمارے بلوچی بھائی غریب سے غریب تر۔

We need to give more powers to the elected people specially those at the grass root level, at the local government level.

جناب والا! میں ایک اور بات کہتا چلوں' آج صبح "The Nation" اخبار میں ڈاکٹر شازیہ that

unfortunate woman جس کے ساتھ یہ horrendous crime commit کیا گیا تھا اس کا
ایک letter چھپا ہے جن حضرات نے اس کو نہیں دیکھا ان کے لیے میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں
and it says, Dr. Shazia tells her true story. Now this is in complete contrast to what we have been hearing. Sadly, some people have jumped to the conclusion and without trial they have convicted an officer, maligned the whole army just to meet their own political ends. This is contrary to natural justice sir. I read her letter sir. Dr. Shazia tells her story. The rape victim at Sui Dr. Shazia Khalid has sent E-mail to a news channel which says that after completing her duty in hospital on January the 2nd, she reached her home. She said that there are check posts of DSG in Sui area and particularly in hospital here and there and they continue patrolling all the time. She said after reaching home, she locked her door, I was asleep when someone pulled my hair. I woke up, in the meantime he put some things around my neck and pulled me. I tried my best to resist but all in vain. He beat me and said if I refused, he would call Amjad, it is the only name she has used Amjad, who is standing outside and they will burn her. He tied her hands and criminally assaulted her. After that he demanded keys of the drawer and got all the money and jewellery available there. During all this time, she was kept blind folded. Now, this is imparative, I repeat it sir that during all this time she was kept blind folded. She did not see anything and she did not recognize anybody who attacked her. So, unless and until some honourable Senators and those who spoke earlier and those who have been quick enough to malign other people and find them guilty without trial, unless

they were present in the bed room or were part of the attack. How far they understand and know who had attacked. If the victim herself does not know because she was kept blind folded all the time. So, sir, I believe it is time for apologies from those who jumped to conclusions and have maligned the whole army.

Sir, listening to the speechs by some honourable Senators belonging to MMA one can not find a better display of organized hypocracy. How far they forget that they are part and parcel of the ruling government in Balochistan, in pursuit of their policy of double standards they even forgot to take credit or what I said for the historic development in that area over the past five years. Sir, I would like to touch upon very breifly, I am quite aware of the fact that we don't have much time. A lot has been said about the cantonments being set up in Balochistan, Sir, it is for the Army to decide, it is not an enemy. It is our own army and they are the best judges not me or anybody else. I don't see many sitting Generals here who can decide which is the best place to have an cantonment. It is said that these cantonments should be stations and set up on the border areas. For God's sake, is Rawalpindi or Gujranwala a city at border area. Nobody has ever resisted them being set up. In fact everywhere the borders, everywhere the cantonments have been set up. It has led to the environment in that area. The roads, schools and all the infrastructure that goes with it. Now going by the fact sir, another thing that has been said is this that if people from outside Balochistan come and take up jobs in those mega projects that are being done at present that will somehow turn

Balochis into minorities.

Sir, it is Pakistan afterall, people have quite rightly every right to move from one city to another to seek job or to settle. If Balochis can come and work, buy property, marry and vote, even come and join us here in Parliament what wrong with the people from the other three provicnes going to Balochistan and finding a job there. How can you deny them these fundamental rights. It is just not right. It is just not natural but giving you facts about Gwader works and Gwarder port, let me give you the exact figure sir. These are figures uptodate of the last month. In Gwader people from Balochistan, number of people employed was 115 regular and contract workers which goes up and down by a few 58 to 68 from Balochistan, Balochis as against that from Punjab there were only 4. 115 regular employees from Balochistan, 4 from Punjab, 100 temporary employees from Punjab, Sindh 17, Frontier 1, Azad Kashmir nil, 13 to 14 temporary employees, from Frontier. Chinese 100 temporary employees who would be leaving very shortly by end of February. SANDAK, people from Balochistan our Balochi brothers 847, from Punjab 66, from Sindh 143, from Frontier 33, Azad Kashmir 11, Chinese again temporary workers 300.....

(Pause for Aazan-e-Maghrib)

Mr. Tariq Azim Khan: Finally, sir, for Rikodik people from Balochistan, our Balochi brother's figure, working out there, 94 from Balochistan, 5 from Punjab, 3 from Sindh, 5 foreigners, 4 Australian and 1

Mangolian. These are exact figures, sir, anybody can check these up. Finally, sir, one more comment. It is sad that we allow our minority to actually dominate those who speak the loudest, sadly come from parties who have got the smallest representation. Thank you, sir.

جناب چیئرمین، محمد احسان خان صاحب' آپ کوئی point بتا رہے تھے gas کے بارے میں۔ اس میں ایک منٹ لگے گا ورنہ پھر نماز کے لیے disburse ہو جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

We now dispurse for prayers, and Insha Allah reconvene at 10 minutes past 6. Then we will have the winding up debate because already enought time has been consumed.

سینیٹر آغا پری گل ، جناب چیئرمین! آپ ذرا خبرنامہ ٹی وی پر دیکھیں اور خصوصاً آج ٹیلی وژن ضرور دیکھیں۔

جناب چیئرمین، آپ لوگ فارغ اتنی دیر سے ہوتے ہیں کہ سب کچھ ہوچکا ہوتا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل ، آپ کے پاس معلومات تو ہوں گی۔ آپ ایک چیز نوٹ کریں کہ ایسے لگتا ہے جیسے پورا سینیٹ معذور ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ جتنے بھی لوگ تقریریں کرتے ہیں کسی کی بھی تقریر نہیں دکھاتے ہیں۔ آپ آج خبرنامہ ضرور دیکھیں۔ سارے سینیٹر بیٹھے ہوئے ہیں' باری باری سب کو دکھا رہے ہیں' یہ کیا تماشہ ہے۔ یہ بہت غلط ہو رہا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے آپ کو کہا تھا action لیں۔

جناب چیئرمین، بالکل۔ Action لیا۔ میں نے تو convey کر دیا وزارت کو۔

سینیٹر آغا پری گل آج آپ خبرنامہ ضرور دیکھیں۔ یہ بہت بری بات ہے' سارے سینیٹر بیٹھے ہوئے ہیں جیسے وہ سارے گونگے' لنگڑے' لولے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے' یہ غلط طریقہ ہے۔ کم از کم جو تقریر کرتا ہے اس کو دکھائیں تو صحیح۔ چاہے وہ Opposition ہو یا ہم ہوں۔ یہ آپ دیکھ لیں۔

Mr. Chairman: Wasim Sahib, if you kindly take it up with the Information Minister.

میں بھی بات کروں گا لیکن وسیم صاحب بھی کریں گے۔

(The House was then adjourned for Maghrib Prayers to reconvene at 6.10 P.M.)

(The House reconvened after Maghrib prayers at 6.35 P.M. with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.)

جناب چیئرمین، جناب فرحت اللہ بابر۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جس مسئلے پر بات ہو رہی ہے۔ جس طرح صبح کے سیشن میں جناب ایس۔ ایم۔ ظفر صاحب نے کہا کہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے اور اس کا سنجیدہ تجزیہ ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ جناب چیئرمین! سنجیدہ محض اس لیے نہیں ہے کہ جس طرح صبح کے سیشن میں نثار میمن صاحب نے بتایا کہ 956 راکٹ کے حملے ہوئے۔ یہ سنجیدہ محض اس لیے نہیں ہے کہ چ میں F.C. camps پر راکٹوں سے حملے ہوئے۔ سوئی پلانٹ پر راکٹوں سے حملے ہوئے۔ سوئی میں F.C. کے نوجوانوں پر حملہ کرکے چار نوجوانوں کو ہلاک کیا گیا یا کوئٹہ کے نزدیک ریلوے لائن اڑا دی گئی یا اس وقت سینکڑوں مسلح لوگ آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔

یہ سنجیدہ جناب چیئرمین! اس لحاظ سے ہے کہ پہلی بار پاکستان کے federation کے ایک صوبے میں ایک تنظیم جو اپنے آپ کو Balochistan Liberation Army کہتی ہے، وہ پاکستان کی مسلح افواج کے روبرو کھڑی ہے۔ BLA نے اس تمام کارروائیوں کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ نہ صرف ذمہ داری قبول کی ہے بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ ان تمام کارروائیوں کے پیچھے جو محرک

ہے وہ لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ ہونے والی زیادتی ہے اور جب تک اس زیادتی کا ازالہ نہیں کیا جاتا جب تک اس زیادتی کے مرتکب افراد کو گرفتار کرکے ان کے خلاف تحقیقات کرکے ان کو سزا نہیں دی جاتی یہ کارروائیاں جاری رہیں گی۔ تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی سنگین معاملہ ہے، سنجیدہ معاملہ ہے اور یہ BLA فرضی ہے یا real ہے، ہم کوئی بات اس پر نہیں کرتے۔ خود پاکستان کی فوج کے ایک سابق سربراہ نے گزشتہ روز interview میں کہا ہے کہ سوئی میں 20 جگہوں پر BLA کے نوجوان پاکستان کی فوج کے خلاف مورچہ زن ہو چکے ہیں۔ یہ ایک انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کو بہت clumsy manner کے ساتھ handle کیا گیا۔

جناب چیئرمین! اس کی سنجیدگی میں بے انتہا اضافہ ہو جاتا ہے جب BLA یہ الزام لگاتی ہے کہ لیڈی ڈاکٹر شازیہ کیس میں security forces کا officer ملوث ہے۔ سنجیدہ اس لئے ہو جاتا ہے کہ ہم نے دیکھا عراق میں عراقی مسلمانوں پر کتنے مظالم ہوئے، فلوجہ میں لوگوں پر ٹینک چڑھائے گئے۔ ابوغریب کا واقعہ ہوا لیکن کسی عراقی نے خواہ وہ آیت اللہ سیستانی کی پارٹی ہو، خواہ وہ کوئی ہو کسی نے یہ الزام نہیں لگایا کہ امریکی فوج نے ان کی خواتین کی بے حرمتی کی ہے چہ جائیکہ اجتماعی بے حرمتی کی ہو۔ یہ سنگین مسئلہ اس لئے ہے کہ اسرائیل اور اسرائیل جو کہ پاکستان کے بعد وہ ملک ہے کہ وہاں پر بھی پاکستان کے قانون کی طرح قانون موجود ہے کہ اگر کوئی شخص مجرم پایا جائے تو اس کے مکان کو مسمار کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح پاکستان میں ایف سی آر قوانین کے تحت Tribal Area میں مجرموں کے، ملزموں کے مکان مسمار کر دیئے جاتے ہیں۔ اسرائیل دنیا کا دوسرا ملک ہے۔ صرف دو ممالک ہیں جہاں پر یہ قانون موجود ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اسرائیل نے فلسطینیوں پر کیسے ظلم ڈھائے ہیں لیکن کسی فلسطینی نے even ان کے بدترین دشمن حماس نے بھی یہ نہیں کہا کہ اسرائیلی فوج نے فلسطینی خواتین کی بے حرمتی کی ہے۔

اس لئے جناب چیئرمین! اس مسئلے کی سنگینی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ دیکھیں کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہماری فوج کے ایک جوان پر یہ الزام لگا ہے and sometime Mr. Chairman mud sticks. ہم یہ نہیں کہتے۔ طارق عظیم صاحب نے کہا کہ ہم نے ایک آدمی پر

الزام لگایا، ہم کبھی یہ نہیں کہتے کہ یہ الزام درست ہے لیکن جناب چیئرمین! sometimes the mud sticks, the muds sticks because I am reminded of the Hamood-ur-Rehman Commission Report. اور یہ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کے الفاظ ہیں there is evidence to suggest that the words and actions of General Niazi were calculated to encourage rape تو جب آپ کا ایک independent commission یہ کہتا ہو تو پھر the mud sticks اور ہم نے اس کو کیسے handle کیا تو جنرل پرویز مشرف نے ٹیلی ویژن پر آکر کہا کہ یہ 1970 نہیں ہے۔ بلوچستان کی کمیٹیاں کام کر رہی تھیں۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب نے چھاؤنیوں کے بارے میں اعلان کیا۔ چھاؤنیاں فی الحال نہیں بنائی جائیں گی ۔جس دن ان کا اعلان شائع ہوا اسی دن یہ خبر آئی کہ سوئی میں چار سو ایکڑ زمین نئے کنٹونمنٹ کے لئے لے لی گئی ہے اور وہاں پر عملہ اور سازو سامان پہنچایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ذکر ہوا کہ ٹنڈو بہاول میں بھی ایسا واقعہ ہوا تھا۔ مجھے کیوں یہ خدشہ ہے۔ میں کبھی یہ نہیں چاہتا، خدا کرے کہ یہ بات غلط ہو لیکن ہمارا تجربہ کچھ اور جاتا ہے۔ 5 جون 1992 کی بات ہے تین فوجی ٹرکوں میں مسلح فوجی ٹنڈو بہاول میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں پر وہ سولہ سال سے ساٹھ سال تک کی عمر کے نوجوان اور بوڑھوں کو لائن آپ کر کے ان کو قتل کرتے ہیں۔ اے پی پی سے خبر جاری ہوتی ہے وہ خبر یہ تھی کہ نو ڈاکو مارے گئے۔ یہ خبر اے پی پی سے جاری ہوئی، اے پی پی کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ ساڑھے چار گھنٹے کے بعد وہ خبر واپس لے لی گئی اور اعلان ہوا کہ جو نو دہشت گرد تھرمل پاور سٹیشن میں گھس گئے تھے ان کو مارا گیا۔ آئی ایس پی آر نے اے پی پی کی خبر کی توثیق کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ دہشت گردوں کے پاس ہینڈ گرنیڈ اور کلاشنکوف تھے۔ یہی فوجی ترجمان تھے، یہی آئی ایس آئی تھا، یہی آئی ایس پی آر تھا۔ انہوں نے اس وقت کی وزیراعظم کو بریفنگ دی اور بریفنگ کا bottom line یہ تھا The Jamshoro incident is deliberately being distorted to discredit the operation clean up. لیکن بعد میں آپ جانتے ہیں اخبارات نے، میڈیا نے اس مسئلے کو نہیں چھوڑا اور پھر انکوائری ہوئی اور انکوائری میں ثابت ہوا کہ وہ deliberate, premeditated murder تھا اور پھر اس میجر کو پھانسی ہوئی اور فوجی جوانوں کو قید کیا گیا۔

آج ایک دفعہ پھر مجھ سے کہا جاتا ہے' وہی آئی ایس پی آر کہتا ہے' وہی فوج کے ترجمان کہتے ہیں کہ فوجی افسر ملوث نہیں ہے۔خدا کرے یہ ملوث نہ ہو اور یہ خبر غلط ہو لیکن منڈو بہاول مجھے کہتا ہے کہ نہیں جب تک مکمل تفتیش نہیں ہوگی' تحقیق نہیں ہوگی میں اس کو نہیں مانتا۔ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ مجھے بتاتی ہے کہ اس طرح کے واقعات ہوئے ہیں' بد قسمتی سے اس طرح کے واقعات ہوئے ہیں۔ جب تک independent انکوائری نہیں ہوگی اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

جناب چیئرمین! یہ سوئی میں اور بلوچستان میں Cantonments جو بنائے جا رہے ہیں' اس واقعے کو یہ رنگ دینا اور Cantonments کا بنانا یہ کس چیز کی نشان دہی کرتا ہے۔ جب بلوچستان کی کمیٹی بات چیت کر رہی تھی اور ایسا لگ رہا تھا کہ مفاہمت کی طرف بات جا رہی ہے تو جان بوجھ کر معاملات خراب کئے گئے۔جان بوجھ کر ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ فوجی دستے سوئی میں بھیجے گئے۔ چارسو ایکڑ overnight لے کر وہاں پر چھاؤنی بنائی گئی اور یہ واقعہ اس خبر کے ساتھ juxtapose کریں کہ یہ خبر آئی کہ پاکستان نے امریکہ کے کہنے پر ایران کے نیوکلیئر پروگرام کے خلاف اس سے مدد طلب کی ہے اور پاکستان حکومت نے عندیہ دیا ہے کہ وہ امریکی حکومت کی مدد کرے گی۔ جناب والا! سوچنے والی بات ہے کہ بلوچستان میں کیوں ایسے حالات پیدا کیے گئے کہ overnight وہاں پر نئے Cantonments بنائے جا رہے ہیں' فوجیوں کو وہاں بھیجا گیا ہے اور آج President Bush کا جو State of the Union address ہے کہ ایران Weapons of mass-destruction بنا رہا ہے اور پاکستان چونکہ ایران کا ہمسایہ ہے اس معاملے میں وہ ہماری مدد کر سکتا ہے۔ یہی الفاظ' یہی metaphor اور یہی باتیں بش نے اس وقت بھی کہی تھیں جب افغانستان پر امریکہ حملہ کرنے والا تھا اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا کہ پاکستان افغانستان کا ہمسایہ ہے اور وہ اس معاملے میں ہماری مدد کر سکتا ہے اور پھر آپ نے دیکھا اس کے بعد جو ہوا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ میں تصور کی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں جناب چیئرمین! کہ بلوچستان میں چھاؤنیوں کے بنانے کا تعلق اور اس کے ڈانڈے بہت دور کہیں جا کر ملتے ہیں۔

جناب چیئرمین! وقت کی کمی ہے۔ میں فوجی کیپٹن پر الزام نہیں لگا رہا۔ہمارے محترم طارق عظیم صاحب نے کہا کہ ہم unheard condemn کر رہے ہیں' کبھی نہیں کریں گے۔

میرے صرف چھ سوالات ہیں۔یہ سوالات میں آپ کو بھجوا دوں گا۔ صرف آپ کو یہ پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔

سوال نمبر ۱۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ سوئی پولیس کو ڈاکٹروں کو interrogate کرنے کی اجازت نہیں دی گئی؟ نہیں دی گئی تو معلوم کیا جائے کہ کیوں نہیں دی گئی، کون لوگ تھے؟

سوال نمبر ۲، کیا یہ حقیقت ہے کہ عید کے تیسرے روز ہسپتال کے دو ڈاکٹروں کو پولیس سٹیشن لے جایا گیا لیکن پنتالیس منٹ کے اندر اندر سوئی کے جو سکیورٹی گارڈ تھے انہوں نے پولیس سٹیشن پر حملہ کیا۔ ان دو ڈاکٹروں کو لے گئے اور پولیس کشمور بھاگ گئی۔

سوال نمبر ۳، کیا یہ حقیقت ہے کہ نصیر آباد پولیس سٹیشن میں سب سے پہلے رپورٹ درج ہوئی تھی جب ایک بگٹی سردار نے Press Conference کے ذریعے اس کا افشا کیا لیکن نصیر آباد پولیس سٹیشن کو تفتیش کی اجازت نہیں دی گئی۔ تفتیش روکنے والے کون تھے اور انہوں نے کیوں تفتیش کی اجازت نہیں دی؟

سوال نمبر ۴۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ چوبیس جنوری کو لیڈی ڈاکٹر شازیہ کابیان قلم بند کیا گیا لیکن ان کے لواحقین کو اور ان کے وکیل کو ان کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی؟

سوال نمبر ۵۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ چوبیس جنوری کو ہی جب لیڈی ڈاکٹر شازیہ کا بیان لیا جا رہا تھا، وزیر اعلیٰ بلوچستان کراچی پریس کلب میں گیارہ بجے پریس کانفرنس سے خطاب کرنے والے تھے لیکن ان کو پریس کانفرنس میں جانے سے پانچ منٹ پہلے روک لیا گیا؟ ان کو کس نے روکا اور کیوں روکا؟

سوال نمبر ۶۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ PPL کے gas plants پر attack ایک بہانہ تھا کہ بلوچستان میں، سوئی میں cantonment قائم کی جائے اور finally کیا یہ حقیقت ہے کہ

the setting up of the cantonment coincide with the reports that rulers in Pakistan are helping the US in launching operation against Iran nuclear assets.

جناب والا! یہ میرے سوالات ہیں جو میں آپ کو بھجوانا چاہتا ہوں، آپ انہیں سینیٹ

کے record میں رکھیں۔ جہاں کہیں بھی کوئی انکوائری ہو، کچھ بھی ہو، جب تک ان سوالات کے جوابات نہیں آئیں گے، کوئی تسلی بخش جواب ہمیں نہیں ملے گا۔

جناب چیئرمین! finally میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ادارا! فوج کی عزت بچانے کے لئے ان کو آپ سیاسی معاملات، معاشی معاملات سے دور رکھیں۔ اس لئے کہ یہ فوج ہماری فوج ہے۔ ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔ ISPR کا Director General یہ کہتا ہے اور اس issue کو اتنا trivialize کرتا ہے کہ بگٹی کے تین سو لوگ بھرتی کئے گئے ہیں اور وہ حاضری نہیں دیتے اور ان کی تنخواہ نواب اکبر خان بگٹی لے کر جاتا ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک اتنا سنگین مسئلہ ہے اور ایک ایسی فوج جس میں 35 لیفٹیننٹ جنرل ہوں، 220 سے زیادہ میجر جنرل ہوں، سات لاکھ سے زیادہ جوان ہوں، وہ یہ کہیں کہ سوئی کا مسئلہ اس لئے ہے کہ تین سو helpers کی تنخواہ نواب اکبر بگٹی کی جیب میں جاتی ہے۔

جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ سوئی میں 85% گیس wells ہیں اور under the labour laws ہر well پر آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کے لئے ایک ایک چوکیدار ہونا چاہئیے، helper ہونا چاہئیے۔ اس طرح تین helper per well ہوتے ہیں لیکن PPL نے صرف per well ایک دیا ہوا تھا۔ اگر بگٹیوں نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ دو دو helper per well اور بھی رکھیں، اس لئے کہ OGDC کے wells پر تین تین helper ہوتے ہیں۔ اس میں کیا بری بات تھی and look at the way the whole thing was trivialized. تو میں اپنے جرنیلوں اور حکومت سے گزارش کروں گا کہ ادارا! فوج کو بدنام نہ کریں کیونکہ یہ آخری سہارا ہے اور اگر فوج بدنام ہو گئی اور اگر لوگ فوج سے بدظن ہو گئے جس طرح سے لوگ ہو رہے ہیں تو پھر اس ملک کی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔

جناب والا! حبیب جالب نے ایک دفعہ کہا تھا کہ

یہ نہ تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے
یہ اس کا پاکستان ہے جو صدر پاکستان ہے

اگر حبیب جالب زندہ ہوتا تو وہ آج کہتا کہ

یہ نہ میرا پاکستان ہے نہ تیرا پاکستان ہے

یہ افواج پاکستان کا پاکستان ہے

اس لئے خدارا! اس perception کو دور کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : محترم کلثوم پروین۔

سینیٹر کلثوم پروین، شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور اس بات کے لیے بھی کہ جو بحث بلوچستان پر ہو رہی ہے اور وہ بحث جو کہ دونوں طرف سے خواہ اپوزیشن تھی یا گورنمنٹ benches جذبات تمام لوگوں کے ایک سے ہیں۔ اگر تھوڑا بہت facts & figures میں فرق ہے تو وہ میرا خیال ہے اپنی اپنی knowledge کی بات ہے۔ میں محسوس کر رہی ہوں کہ بلوچستان کے دکھ اور تکلیف کو ہر شخص محسوس کر رہا ہے۔ اس وقت کوئی تفریق نہیں ہے سندھی بلوچ پنجابی اور پٹھان کی، ہر شخص بلوچستان کے لیے سوچ رہا ہے، ہر شخص بلوچستان کے لیے بول رہا ہے، ہر شخص بلوچستان کے لیے چاہ رہا ہے۔

جناب چیئرمین! آج بات ایک ایسے issue سے شروع ہو رہی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ ایک چھوٹی سی بات نے ایک ایسی آگ لگا دی جو کہ نہ صرف بلوچستان بلکہ پاکستان کے تمام طول و عرض میں پھیل گئی۔ ایک ایسی باعزت خاتون، ایک ایسی باعزت عورت، جو اچھے profession میں ہوتے ہوئے خدمات انجام دینے کے لیے اپنے گھر سے نہ جانے کیا سوچ کر نکلی اور اس کے ساتھ کیا ہو گیا، مگر اسے اور اس کی عزت کو جس طریقے سے ہم نے اچھالا شاید اللہ نہ کرے اس ایوان میں کسی کی بہن، بیٹی یا بہو ہوتی۔ پہلے تو وہ خود ہی اسے گولی مار دیتا، کوئی اپنی بہن یا بیٹی کی عزت اس طریقے سے نہیں اچھالتا، مگر اس بدنصیب اس بدبخت خاتون بہن کے لیے یہ کہوں گی کہ ایسی راہوں میں نکلنے کے لیے بہت سے ایسے خار دار راستے آتے ہیں جب انسان کی اپنی منزل کسی اور طرف ہوتی ہے اور وہ نکل کسی اور طرف جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس وقت ان مجرموں کو پکڑ کر سامنے لایا جاتا اور جو ان کا جرم تھا اس کو سزا دی جاتی بلکہ اسے hang کیا جاتا۔ مگر دوسری طرف ملک کی قیمتی تنصیبات کو نقصان پہنچانا بلین ڈالرز کا نقصان کرنا اس ملک کے لیے سوچنے اور فکر کرنے کا لمحہ ہے۔

جناب چیئرمین! جس وقت یہ حادثہ ہوا بلوچستان کا درجہ منفی ۴ تھا۔ اس وقت load

shedding کا اعلان ہوا کہ ۱۴ گھنٹے بلوچستان میں گیس نہیں ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ لوگ گیس سے تو کم مرتے، سردی سے لوگ زیادہ مر جاتے مگر میں اس کے لیے داد تحسین دوں گی اپنی افواج کو، کہ اس سخت سردی میں بھی انہوں نے ان تنصیبات پر کام کیا اور ایک منٹ کے لیے بھی گیس بلوچستان سے نہیں گئی، باقی ملک کو شاید سامنا کرنا پڑا ہو، بلکہ اس کی بحالی میں دن رات لگا دیئے۔ مگر جناب چیئرمین، آج آپ ایک منصف کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔ حضور آپ بھی چاہیں گے کہ انصاف ہو، میں نہیں کہہ سکتی کہ ان حالات کو خراب کرنے میں کسی سردار یا نواب کا کوئی ہاتھ ہو، کوئی سردار یا نواب نہیں چاہتا کہ اس کے علاقے میں ایسی بدامنی ہو، اس وقت بھی ایک نواب ہمارے ہال میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس ہاؤس میں وہ بھی نواب ہے۔ اس کے علاقے میں بھی ترقی ہو رہی ہے۔ نواب ایاز خان جوگیزئی اپنے علاقے کے نواب ہیں۔ تمام NGO's ان کے علاقے میں کام کر رہی ہیں۔ آج تک ان کے علاقے سے کوئی ایسا issue نہیں اٹھا۔ وہ اپنے علاقے کی ترقی چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔ میرا خیال ہے کوئی سردار، کوئی نواب، کوئی خان کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کے علاقے میں قتل و غارت ہو، اس کے لوگ بھوکے مریں۔

جناب چیئرمین! ان حادثات کے پیچھے اگر اندرونی خدشات ظاہر کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ بیرونی خطرے بھی کم نہیں ہیں۔ یہاں کئی بیرونی ہاتھ بھی اس میں ہو سکتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ وہاں کے معصوم لوگ اس میں شامل ہوں، جن لوگوں کے پاس پہننے کے لیے جوتی نہیں، جن لوگوں کے پاس کپڑے نہیں ہیں، وہ اس رائیلٹی سے ملنے والی رقم کو، اس پیسے کو جس کو وہ کھا رہے ہیں وہ کیوں اسے ضائع کریں گے۔ کیا وجہ ہے؟ اگر انہوں نے عزت یا غیرت کے نام پر کچھ کیا ہے تو اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ مجرموں تک رسائی ہو جانی چاہیے، ہماری گورنمنٹ نے ان مجرموں کو پکڑ لیا ہے۔ اب ایک ٹریبونل بیٹھا ہوا ہے، وہ تحقیقات کر رہا ہے۔ ہمیں کورٹ کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! حالات بڑے اچھے اور بہترین معمول کے مطابق چل رہے تھے۔ جناب مشاہد حسین سید کی سربراہی میں، چوہدری شجاعت حسین صاحب کی سرپرستی میں پارلیمانی کمیٹی کام کر رہی ہے۔ تمام پارٹیاں بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس میں حصہ لے رہی ہیں۔ ثناء اللہ بلوچ صاحب نے سب سے پہلے اپنی recommendations دیں اور سب سے پہلے force کیا کہ یہ کمیٹی بننی چاہیے۔

جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ جب بھی ہم اس floor پر اٹھے ہم اپنے صوبے کے لئے روئے، ہم اپنے صوبے کے لئے چیخے، ہم نے اپنے صوبے کی بات کی کیونکہ ہمارے صوبے کو وہ حقوق جو ابھی تک ملنے چاہییے تھے وہ ابھی تک نہیں ملے۔ اس ترقی کے دور میں بھی ہم بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! گیس جو ہمارے صوبے سے نکلتی ہے 85% ملک کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔ حنااوڑک کوئٹہ سے پندرہ منٹ کے فاصلے پر ہے وہاں ابھی تک گیس نہیں ہے لوگ وہ قیمتی لکڑیاں، صنوبر اور چیڑ کے درخت کاٹ کر استعمال کر رہے ہیں۔ میں مانتی ہوں ہمارے دلاور عباس صاحب نے کل فرمایا کہ اگر آپ ایک میل pipe line بچھائیں تو بلین روپے کا خرچ آتا ہے۔ میرے خیال میں اس بلین سے ہم کئی بلین کماتے ہیں اگر اس بلین میں سے کچھ تھوڑا بہت بلوچستان کے حصے میں آجائے تو وہ کوئی بری بات نہیں تھی۔

جناب چیئرمین! میرے بھائی شاہ نے یہاں پر کہا کہ اگر وفاق بلوچستان کو زکواۃ یا خیرات بھی دے دے تو شاید وہ پوری ہو جائے۔ نہیں، ہم کیوں خیرات و زکواۃ مانگیں۔ بلوچستان کو اگر صرف اور صرف گیس کی رائلٹی دی جائے، بلوچستان کے پاس iron کے کھربوں روپے کے ذخائر ہیں، بلوچستان کے پاس coal کے کھربوں روپے کے ذخائر ہیں اگر صرف ان کی رائلٹی دیں تو بلوچستان خود لوگوں کو خیرات دے۔ کیونکہ اس پر ہمارا حق بنتا ہے۔ گوادر Deep Sea Port جہاں اس نے چائنا کی ترقی کے راستے کھول دیئے ہیں کچھ لوگوں کا مجھے لگتا ہے کہ ترقی میں کمی بیشی آئے گی۔ ہمارے ساتھ ایران کے ساحل ہیں، ہمارے ساتھ دشمن ملک انڈیا ہے، را کے ایجنٹ کئی دفعہ بلوچستان میں سے پکڑے گئے ہیں ان سے کئی ثبوت ملے ہیں۔

جناب چیئرمین! ضروری نہیں ہے کہ بلوچستان کے ہی لوگ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو چند لوگ آلہ کار بنا کر ان سے کام لے رہے ہوں اس حقیقت کو جاننا اور سمجھنا چاہیے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کی ترقی میں گوادر Deep Sea Port ایک بہت اہم کردار ادا کرے گا۔ مگر ساتھ ساتھ وہاں جو سہولتوں اور ملازمتوں کا سلسلہ ہے اس میں سے سب سے پہلے بلوچستان کے لوگوں کو accommodate کیا جائے۔ ہماری ملاقات ہمارے صدر جنرل

پرویز مشرف صاحب کے ساتھ اورماڑا میں ہوئی انہوں نے خود وہاں کے مچھیروں سے ملاقات کی ' لوگوں کے چہروں پر خوشی کا ایک عالم تھا۔ انہوں نے کہا کہ جو fish (انہوں نے اپنی زبان میں کہا مچھی) جو مچھلی ہم یہاں دس روپے کلو بیچتے تھے اور بعض دفعہ راستہ بند ہونے کی وجہ سے یہیں سڑ جاتی تھی آج ہم اسے دو سو روپے کلو بیچ رہے ہیں۔اس حکومت نے ' اس دور نے بلوچستان کو ترقی دینے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ ابھی تک بلوچستان کو وہ حق نہیں ملا جو کہ اس کا حق بنتا ہے ' جو کہ ایک چھوٹا بھائی ہونے کے ناطے اس کا حق تھا۔

جناب چیئرمین! ہم نہیں کہتے کہ دوسرے صوبوں کے لوگ بلوچستان میں نہ آئیں۔ ہم انہیں welcome کہتے ہیں مگر سب سے پہلے ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو وہاں accommodate کیا جائے۔ ہمارے بچوں کو وہاں ملازمتیں دی جائیں۔ ہمارے لوگوں کو وہاں technical کام سکھائے جائیں کوئی field بھی ہو تاکہ وہ خود اپنی روزی کمانے کے قابل ہوسکیں۔

جناب چیئرمین! ابھی حال ہی میں آپ کے علم میں بھی ہوگا سردار یار محمد رند ' زبیدہ جلال اور سیر حاصل بینل کی سربراہی میں جو Federal Services کی کمیٹی بنی ہے جس میں چھ ہزار لوگوں کا short fall صرف وفاق میں ہے۔ جناب والا! یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ ہم بات کرتے ہیں عام لوگوں کی کہ ان کو ملازمت نہیں ملتی آپ یقین جانیں کہ یہاں میرے اپنے جیسے لوگوں کی پہنچ اپنے بچے کے لئے نہیں ہے تو میں دوسروں کے بچوں کے لئے کیا approach کروں گی؟۔

جناب چیئرمین! ان حالات کو پیدا کرنے میں بیرونی لوگوں کا ہاتھ زیادہ ہے۔ بلوچستان کے لوگ اپنے علاقے کی ترقی چاہتے ہیں۔ ان developments کو بہت سے لوگ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں جس کے لئے اس issue کو بنا کر' جس نے بھی بنایا' ایک کہانی یا جو بھی کہہ لیں ' اس نے اس مسئلے کو اتنا بڑا بنایا کہ وہ مسئلہ پورے پاکستان کے لئے مسئلہ بن گیا۔

جناب چیئرمین! میں یہی کہوں گی کہ یہ مسائل کبھی لڑائیوں سے حل نہیں ہوتے' آپ نے آج تک دیکھا جتنے ادوار بھی گزرے' جنگ عظیم بھی گزری جب تک table talk نہیں

ہوئی جب تک بات چیت نہیں ہوئی' بات نہیں بنی' مسائل انہی بات چیت کے ذریعے حل ہونے۔ ہماری party ' جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب' ہمارے President جناب مشرف صاحب' Prime Minister شوکت عزیز صاحب' سید مشاہد حسین صاحب یہ تمام لوگ چاہ رہے ہیں کہ ان مسائل کا حل ہو۔ اس کے لئے میں اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے بھی کہوں گی کہ please آپ بجائے کسی بھی کمیٹی سے walk out کریں' اس کے درمیان میں بیٹھیں۔ اپنے مطالبات بتائیں اور منوائیں' ہم آپ کے ساتھ ہیں' پورا پاکستان آپ کے ساتھ ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہو گا کہ آپ کا کوئی مسئلہ ہو' آپ کو کوئی درد ہو' آپ کو کرب ہو اور ہم اس سے دور رہیں' وہ کرب ہم اس سے پہلے خود محسوس کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم لوگ بھی چاہتے ہیں' ہماری بھی خواہش ہے کہ ہمارا بلوچستان ترقی کرے' ہمارا بلوچستان بھی ایک پڑھا لکھا بلوچستان ہو اور صوبوں کی طرح بلوچستان کی بھی وہ خواہش ہے کہ وہ پڑھا لکھا ہو' اس میں education ہو' تعلیم ہو' ہسپتال ہوں' لوگوں کو services ملیں۔ جناب چیئرمین! اس دور میں جناب مشرف صاحب کی 'صدر کی کوششوں کو نہ سراہنا بھی میرا خیال ہے کہ اس ایوان کے ساتھ بھی ایک دھوکہ ہو گا' اگر کچھ لوگ اس سے deny کرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ان کا ذاتی مسئلہ ہو گا۔ گوادر ' اورماڑہ' Coastal Highway کچھی کینال اور خاص کر کے بلوچستان کے طول و ارض میں سڑکوں کا جو جال بچھا دیا گیا ہے۔ یقیناً یہ بیس سالوں کا کام تھا جو کہ چند سالوں میں پورا کیا گیا ہے۔ مسلم لیگ کی حکومت نے جناب چوہدری صاحب کی صدارت میں پہلی دفعہ سینیٹ میں ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی گئی اور اس پارلیمانی کمیٹی نے ہر جگہ خود جا کر گوادر' کوئٹہ میں ہر جگہ خود visit کیا' خود گئے ہیں۔ اب بھی جو مسائل درپیش آئے ہیں چوہدری صاحب نے کراچی میں جا کر سردار مینگل صاحب کے ساتھ اور خود بگٹی صاحب کو پیش کش کی ہے کہ میں آپ کے پاس آنے کے لئے تیار ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے' ہمیں بزور بازو نہیں' بزور زبان' tabel talk کے ذریعے' اس مسئلے کو حل کرنا چاہیے۔ یہ صوبہ بھی پاکستان کا ایک صوبہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے کہ ہمارا صوبہ اتنی ترقی کرے گا' اتنی ترقی کرے گا کہ تمام صوبے اس سے پیچھے رہ جائیں گے۔ اس امید کے ساتھ' ان خواہشات کے ساتھ اور آپ کی بہت زیادہ مہربانیوں کے ساتھ مجھے امید ہے کہ یہ

مسئلے بڑے اچھے طریقے سے حل ہوں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، نواب ایاز خان جوگیزئی۔

سینیٹر نواب ایاز خان جوگیزئی، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ تین دنوں سے یہاں اس House میں بلوچستان کے مسئلے پر کافی ساتھیوں نے تقاریر کیں اور اچھی خاصی سیر حاصل تجاویز دیں لیکن جناب چیئرمین! میں تھوڑا اصل موضوع سے ہٹ کر کیونکہ یہاں پر تین دنوں سے بلکہ کچھ مہینوں میں اخباروں میں سوئی اس جگہ پر اٹکی ہوئی ہے کہ بلوچستان کے نواب اور سردار علاقے میں development نہیں چھوڑ رہے ہیں' ایک علاقے میں ظلم کر رہے ہیں' علاقے میں اپنی نجی جیلیں بنائی ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں بھی اسی صوبے سے تعلق رکھتا ہوں اور تقریباً بلوچستان میں آٹھ اضلاع میں جو پشتون رہتے ہیں' میں ان کا قبائلی حیثیت سے نواب ہوں' سردار ہوں' میں ان کی خدمت کرتا ہوں' میری عزت کرتے ہیں' احترام کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے آبا و اجداد نے کافی قربانیاں دی ہیں۔ وہ قربانیاں ہم نے اس لئے دیں کہ ہم اس ملک میں' ایک آزاد فضا میں زندگی گزارسکیں اور ہماری آنے والی نسلیں اس ملک میں ایک سیال (خوشحال) کی زندگی گزارسکیں لیکن ۵ سالوں کے گزرنے کے باوجود ابھی تک ہم اپنے آپ کو محکوم سمجھتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں اپنی فیملی اور اپنے دادا کی مثال دیتا ہوں۔ میرے دادا نواب محمد خان جوگیزئی جو قیام پاکستان سے پہلے Chief Commissioner Province تھے۔ Constituant Assembly کے واحد نمائندہ تھے۔ جس وقت یہ ملک بن رہا تھا نہرو نے میرے پر دادا کو ۱۸ کروڑ روپے کا offer کیا کہ آپ اپنا ووٹ پاکستان کے حق میں نہ دیں۔ ہم آپ کو علیحدہ state بنا کر دے دیتے ہیں لیکن میرے دادا نے وہ offer reject کی اور اپنا ووٹ پاکستان کے حق میں دیا اور یہ ملک مکمل ہوا۔

جناب چیئرمین! میں خود' جب سے میں وہاں اپنے پشتونوں کا نواب بنا ہوں' آج سے تقریباً ۱۲ سال پہلے' میں نے اپنے دور میں بہت زیادہ اصلاحات کئے ہیں تاکہ میری قوم اور میرا علاقہ پسماندگی سے نکلے اور اس جدید دور میں داخل ہو جائے۔ اس مقصد کی خاطر education,

health اور زراعت کے لئے میں نے کافی بھاگ دوڑ کی ہے۔ ہمارے گورنر صاحب کو بھی معلوم ہے جو ابھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ میں education کے لئے کیا کر رہا ہوں؟ خاص کر میں نے اپنے علاقوں میں عورتوں کے حقوق کے لئے جو اقدامات کئے ہیں۔ یعنی وہاں قتل میں لڑکیاں دی جاتی تھی۔ قتل کوئی اور کرتا تھا اور سزا لڑکی کو دی جاتی تھی۔ جب سے میں نواب بنا ہوں اور میں نے اختیارات سنبھالے ہیں تو میں نے اپنے فیصلے میں عورتیں دینا بند کر دی ہیں۔ وہاں پر غربت اتنی زیادہ تھی کہ لوگ اپنی بیٹیاں ۵۰ اور ۶۰ ہزار روپے میں فروخت کرتے تھے۔ کھلے عام جلسوں میں کہا کہ ایک جوان لڑکا اور ایک لڑکی جن کا آپس میں understanding پیدا ہو بچے کے والدین کو چاہیے کہ وہ تین دفعہ لڑکی کے گھر جائیں اور اس کی منگنی کرے۔ اگر رشتہ نہ دے تو ہاتھ سے پکڑ کر میرے گھر پر لے آئیے۔ اب بھی جب میں جاتا ہوں تو میرے گھر پر ۵، ۶ جوڑے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بلا کر فیصلہ کراتا ہوں، نکاح پڑھاتا ہوں اور رخصت کرتا ہوں۔ پھر بھی ہم پر یہ الزامات لگائے جاتے ہیں کہ یہ لوگ صوبے کو پسماندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ صوبے میں کام نہیں کرنے دیتے۔ جناب چیئرمین! ہمارے پشتون علاقے میں، پہلے کہتا ہوں کہ ہمارے پورے صوبے میں۔ ہمارا پورا صوبہ بلوچستان وسائل سے مالا مال ہے لیکن وہاں کے سارے وسائل پر اوروں کا قبضہ ہے۔ ہمارے علاقے سے گیس زرغون سے سوئی گیس، کاکڑ خراسان سے ابھی ڈرلنگ ہو رہی ہے، کوئلہ ہمارے علاقے سے نکلتا ہے، کرومائیٹ ہمارے علاقے سے نکلتا ہے جو بارہ ہزار روپے فی ٹن ہے۔ ماربل ہمارے علاقے سے نکلتا ہے، گریفائٹ ہمارے علاقے سے نکلتا، میگنافائڈ ہمارے علاقے سے نکلتا ہے، اتنی دولت کے باوجود ہمارے عوام دو وقت کی سوکھی روٹی کے لیے ترس رہے ہیں اور وہاں کے سارے وسائل پر باہر کی کمپنیاں یا کسی اور صوبے سے آئے لوگوں کا قبضہ ہے۔ یہ ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے شارف میں، شارف ایک علاقہ جہاں سے پاکستان کا بہترین کوئلہ نکلتا ہے۔ پورے شارف پر ایک بندے نے جو بڑے صوبے سے آیا، اس نے وہاں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہ اس علاقے کو لوٹ رہا ہے اور جو مزدور اس کے ساتھ کام کرتے ہیں ان کو انسان کی نظر سے نہیں دیکھتا، ان کی توہین کرتا ہے، ان کو گالیاں دیتا ہے۔ جب مزدوروں نے ہڑتال کی، lease بند ہوئی، لوگوں کے گھروں پر ایف سی چڑھائی، بی آر سی چڑھائی، لوگوں کو گرفتار کرکے جیلوں میں ڈالا، ایک پشتون پولیس آفیسر نے

مجھے کہا کہ نواب صاحب بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس بندے کے لیے جس نے قبضہ کیا ہوا ہے' اس کے لیے اسلام آباد سے جرنیلوں کے ٹیلیفون آ رہے ہیں اور پولیس والوں نے وہاں پر جو پشتون پکڑے ہیں' بے ادبی معاف' ان کی شلواریں نکلی جا رہی ہیں' پھر بھی ہم ظالم ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم اپنے حقوق کے لیے لڑ رہے ہیں' پہلے صرف بلوچ لڑ رہے تھے یا لڑ رہے ہیں اور اگر ہمارے ساتھ بھی یہی طریقہ رکھا گیا تو ہم بھی اس جنگ میں شامل ہوں گے۔ خدا را ہمیں بندوق اٹھانے پر مجبور نہ کریں۔ ہم امن چاہتے ہیں' ہم اس ملک کو متحد رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ ملک ہے جس کے لیے ہمارے آباؤ اجداد نے قربانیاں دی ہیں۔ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کا ملک بچانا ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر میگا پروجیکٹ کہتے ہیں' میں اس کو میگا پروجیکٹ نہیں کہتا' اس کو occupied project کہتا ہوں اور وہاں کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے چھاؤنیاں بنائی جا رہی ہیں۔ وہاں کے وسائل قبضہ کرنے اور لوٹنے کے لیے پولیس سٹیٹ بنائی جا رہی ہے یعنی ایک ایک گاؤں میں پولیس کے تھانے بنانے جا رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہے ہم نے یہ ریکارڈ پر لایا ہے ہمارے ساتھ مشاہد حسین صاحب کو جب وہ کوئٹہ آئے تھے تو ہم نے دستاویزات کے ساتھ' proof کے ساتھ سارا material ان کے حوالے کیا کہ 5% police area ہے اور 95 % levies area ہے ۔ 5 % میں 95 % crimes ہوتے ہیں پولیس کے ایریا میں اور 95 % levies area میں پانچ فیصد crime ہو رہے ہیں۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں پر ہم نے سب کچھ سنبھالا ہوا ہے۔ ہر مہینے قتل کے فیصلے' زمینوں کے فیصلے' عورتوں کے فیصلے' سیاہ کاری کے فیصلے یہ سب ہم کرتے ہیں۔ میرے پورے ڈسٹرکٹ سے سیشن کورٹ میں صرف دو کیس ہیں۔ آج تک میرے خیال میں 60 قتل کے فیصلے میں نے کیے ہوئے ہیں۔ پھر بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ظالم ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم اپنے حقوق کے لیے لڑیں گے۔ میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ اب ہمارے علاقے میں کاکڑ خراسان میں Engineering Oil Company کی drilling چل رہی ہے۔ زرغون میں گیس کامیاب ہوا ہے ۔ کاکڑ خراسان جہاں پر exploration ہو رہا ہے۔ میں نے کمپنیوں والوں کو کہا ہے کہ monthly آپ ایک drill سے جو آپ نے Frontier Constabulary دی ہے اس کے بچاؤ کے لیے' چھ لاکھ روپیہ آپ اس کو monthly تنخواہ دیتے

ہیں۔ میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ ایک گولی بھی نہیں چلے گی۔ کچھ بھی نہیں ہو گا۔ یہ چھ لاکھ جو آپ Frontier Constabulary کو دے رہے ہیں یہ آپ اس علاقے کے غریب عوام کو دے دیں۔

زرغورغر میں drilling ہو رہی تھی، علاقے کے عوام میرے پاس آئے اور انہوں نے agreement کی کاپی بھی نکالی تھی، سوئی کے جو agreements ہوئے ہیں کہ وہاں پر skill, unskilled labour جتنا بھی ہے وہاں کا local ہو گا۔ وہاں کے ٹھیکے local لوگوں کو ملنے چاہئیں لیکن وہاں کمپنی میں class-4 یعنی cook چوکیدار، چپڑاسی یہ سارے باہر کے صوبوں سے لائے تھے۔ پھر تھوڑا سا جھگڑا جو میں نے ان کے ساتھ کیا پھر کہیں جا کر علاقے کے عوام کو چالیس services مل گئیں۔

جناب چیئرمین! ہم امن کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے وسائل سے اپنا اختیار مانگنا چاہتے ہیں۔ ہم صوبائی حقوق مانگنا چاہتے ہیں تب کہیں جا کر یہ ملک چل سکے گا۔ اگر یہ طریقہ چلتا رہا تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ ملک چل سکے گا۔

اب یہ جو واقعات ہو رہے ہیں۔ آج ہمارا صوبہ تکلیف میں ہے۔ یہ تکلیف صرف وہاں کے بلوچوں کو نہیں، وہ صوبے میں رہنے والے سب چاہے وہ ہزارہ ہو، چاہے وہ پشتون ہو، چاہے وہاں settlers ہوں یہ ہمارا مشترک مسئلہ ہے۔ 12 تاریخ کو ہم نے ہڑتال کی کال دی ہے۔ پورے صوبے میں بلوچ، پشتون جتنے بھی ہمارے مسائل ہیں چاہے وہ گوادر کا ہو، چاہے وہ چھاؤنیوں کا ہو، چاہے وہ drought کا ہو کیوں کہ ہمارے پشتون ایریا پچھلے آٹھ بلکہ میں کہتا ہوں کہ دس سالوں سے ہم drought کی لپیٹ میں ہیں۔ قحط سالی ہے۔ اس پر ساری ہم نے معلومات مشاہد حسین صاحب کو دی ہیں۔ پچھلے دس سال سے drought کی لپیٹ میں ہیں لیکن گورنمنٹ نے ہمارے لیے کچھ نہیں کیا۔ وہاں کے لوگ نقل مکانی کر چکے ہیں۔ وہ صوبے سے نکل کر جا رہے ہیں۔ شہروں میں جا رہے ہیں سندھ جا رہے ہیں، کراچی جا رہے، لاہور آ رہے، پنجاب آ رہے ہیں مزدوری کے لیے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ یہ ہماری کچھ گزارشات تھیں۔ آج جو بلوچ سردار، بلوچ leadership اس پر مجبور ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اکبر بگٹی اتنا ظالم ہے

کہ وہ اپنے عوام کے ساتھ بڑا ظلم کرتا ہے لیکن دوسری طرف ہزاروں کے حساب سے وہ پہاڑوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور فوج سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر بگٹی واقعی ظالم ہوتا تو یہ لوگ ان کے ساتھ نہ جاتے۔ ہمارا یہ جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں، ساتھیوں نے جو تجاویز دی ہیں ان پر عمل کیا جائے، اسے سنجیدگی سے لینا چاہیے اور ایسا نہ ہو کہ صرف اخباروں کی سرخیوں کی حد تک یہ باتیں رہ جائیں۔ بڑی مہربانی، شکریہ۔

جناب چیئرمین، روشن بھروچہ صاحبہ۔

Senator Roshan Khurshid Bharucha: Thank You, Mr. Chairman, for giving me the floor.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, can I draw your attention to the fact that this is very important and very sensitive debateand unfortunately there is not a single Minister of the Federal Government.

Mr. Chairman: No, no they were here, the papers are there, they have just gone out.

Senator Mian Raza Rabbani: What are we going to do with the papers. They should be here physically.

Mr. Chairman: People are taking notes for them.

Senator Mian Raza Rabbani: There is nobody in the galleries there. There is nobody taking notes in the galleries.

جناب چیئرمین، جی بھروچہ صاحبہ۔

سینیٹر روشن خورشید بھروچہ، جناب چیئرمین! آج ہم بڑے اہم مسئلے بلوچستان کو discuss کر رہے ہیں۔ ہمارے اپوزیشن کے بھائی اور treasury والوں کو سب کو ہمارے بلوچستان کے دکھ کا پتا ہے اور ان کو محسوس ہوا ہے کہ بلوچستان میں کتنے مسائل ہیں۔ جناب

چیئرمین! وہ خوشی کا دن تھا جب جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے ایک کمیٹی بنانے کا اعلان کیا تھا۔ کمیٹی بنی، کمیٹی نے بہت محنت کی۔ مشاہد حسین نے ہمارے بلوچستان والوں کے دل جیت لئے۔ انہوں نے محنت کی۔ وہ کوئٹہ پوری کمیٹی کے ساتھ گئے۔ کمیٹی کے ہر ممبر نے دلچسپی لی، محنت کی، گوادر گئے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ بعد میں ہمارے چند بھائیوں نے، اپوزیشن والوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ I feel کہ جہاں بھی ایسے اہم مسئلے ہوتے ہیں، ہمیں ان پر بیٹھ کر dialogue کے ذریعے بات چیت کرنی چاہیے۔ اگر ہم اسی طرح بائیکاٹ کرتے رہیں گے، روٹھ کر بیٹھ جائیں گے تو مسائل کس طرح حل ہونگے۔ میں اپنے بھائیوں کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کمیٹی میں بیٹھیں، اپنے لوگوں کے لئے لڑیں۔ اپنی بات کریں، اپنی بات منائیں، تب ہی بات حل ہوگی۔ اس طرح اگر ہم بیٹھ جاتے ہیں تو کس طرح بلوچستان کے مسائل حل ہونگے۔

جناب چیئرمین! حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آپ بلوچستان کے interior میں جائیں تو آپ خود دیکھیں گے کہ آج دنیا چاند تک پہنچ گئی ہے۔ لیکن آپ وہاں پر ہمارے لوگوں کو دیکھیں کہ ان کے کیا حال ہیں۔ کسی کے پاس جاب نہیں ہے۔ کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ نواب صاحب نے صحیح بات کی کہ drought ہے۔ وہاں جب حقیقت دیکھتے ہیں تو بڑا افسوس ہوتا ہے۔ Interior میں جب لوگ ہمارے پاس jobs کے لئے درخواستیں لے کر آتے ہیں اور ہم کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں تو ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ہم ان کو jobs نہیں دے سکتے ہیں۔ اس لئے آج یہ دن آیا ہے کہ لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ بلوچستان کو backward رکھا گیا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے بھائیوں کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس گورنمنٹ نے بہت کچھ کیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ڈاکٹروں کو jobs دی گئی ہیں، ابھی اخباروں میں آیا تھا کہ انجینئروں کو بھی jobs دی جائیں گی۔ ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ ہر کام میں دیر لگتی ہے مگر ہوگا ضرور۔ دعا کریں اور آگے بڑھنا چاہیے۔ ہمیں ماضی کی بات کو بار بار نہیں دہرانا چاہیے کہ یہ نہیں ہوا، وہ نہیں ہوا۔ ہمیں ایک حل سوچنا چاہیے۔ بیٹھ کر بات کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہوں گی کہ ہر دفعہ نوابوں اور سرداروں کی بات کی جاتی ہے۔ کون سا ایسا سردار ہوگا، نواب ہوگا جو چاہے گا کہ ہمارے بلوچستان میں ایسے مسائل ہوں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں راکٹ فائرنگ اور جو کچھ ہوتا ہے میرا نہیں خیال کہ بلوچستان کے

اپنے لوگ ہی اپنے گھر کو جلتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے پہلے ہی مسائل بہت ہیں' ہم کیوں اپنے مسائل کو زیادہ بڑھائیں گے۔

جہاں تک ڈاکٹر کی بات ہے تو میں کہنا چاہتی ہوں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کو بھی کہ اس کا فیصلہ کورٹ کو کرنے دیجئیے۔ ہمیں اس چیز کو بار بار نہیں دہرانا چاہیے۔ let the Court decide the case. Court سے سب کچھ حل ہو جائے گا۔ آخر میں میں یہی دعا کروں گی کہ اللہ میاں ہمارے بلوچستان میں امن ہو اور پورے پاکستان میں خوشی ہو۔

جناب چیئرمین، کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، شکریہ جناب! آج بلوچستان کا مسئلہ درپیش ہے اور آج پھر نادان دوستوں کی وجہ سے میرا صوبہ آگ میں جل رہا ہے۔ بظاہر اس واقعہ کی فوری وجہ ڈاکٹر شازیہ کے ساتھ ہونے والا واقعہ ہے مگر اصل میں یہ واقعہ کوئی اور ہے' اصل وجوہات کوئی اور ہیں۔ اصل وجوہات وہ رویہ ہے جو وفاق نے ہمارے ساتھ ستاون سال سے روا رکھا ہے۔ اس رویے کی ایک مثال کل جناب نے اس ہاؤس میں دیکھی ہوگی۔ ہمارے ایک دوست کامل علی آغا نے اس سوئی کے واقعے کو mix up کیا فلیٹیز کے واقعے سے حالانکہ فلیٹیز کا واقعہ کچھ اور تھا اور سوئی کا واقعہ کچھ اور تھا۔ جناب! ریکارڈ کی درستگی کے لئے اور اپنے بھائی کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ جس خاتون کا نام انہوں نے سلیم بگٹی یا طلال بگٹی کے ساتھ لیا تھا۔ اصل نام طلال بگٹی تھا' سلیم بگٹی نہیں تھا۔ جس خاتون کا نام لیا گیا وہ اس کی wedded wife تھی۔ وہ اس کے -----

جناب چیئرمین، یہ بتایا تھا کہ وہ اعوان صاحب کی بیٹی تھی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، وہ اس کے ساتھ اپنی مرضی سے رہ رہی تھی اور اعوان صاحب اس وقت یا اس سے پہلے چیف سیکرٹری رہے تھے' کوئی بے بس لوگ نہیں تھے۔ کیپٹن حماد کے واقعے کے ساتھ اس کو اس طرح mix up نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ ایک شخص کا گھریلو معاملہ تھا اور یہ ایک شخص کا کسی گھر میں گھس کر rape کرنے کا واقعہ تھا۔ جناب! کیپٹن حماد نے ہماری اطلاع کے مطابق آج تک سول ایڈمنسٹریشن کو surrender نہیں کیا۔ طلال بگٹی کے کیس میں طلال بگٹی نے اپنے آپ کو اس وقت کی administration کے پاس surrender کیا

تھا۔ نہ صرف مقدمہ چلا تھا بلکہ وہ اس کیس میں acquit بھی ہوئے تھے اور اس acquital کو ہائی کورٹ نے maintain کیا تھا اور ہمارا ایک معزز سینیٹر سردار لطیف کھوسہ اس مقدمے میں وکیل تھا' اس بات کو کنفرم بھی کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس واقعہ کو اس واقعے سے جب mix up کیا تو یہ وہ رویہ ہے جو ہماری dis-satisfaction کو جنم دیتا ہے۔ آپ ایک ایسے معاملے کو جس میں کورٹ سے acquittal ہوچکی ہے اور ایک ایسے معاملے کو جہاں ایک وردی والا surrender کرنے کے لئے تیار نہیں' اس کو mix up کرتے ہیں اور اس طرح سے لوگوں کو confuse کرتے ہیں۔ یہ وہ رویہ ہے جس سے ہم ڈرتے ہیں' جس سے ہم سہمے ہوئے ہیں۔

جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا کہ اس واقعے میں طلال بگٹی نے اپنے آپ کو surrender کیا تھا اورکیس چلا تھا۔ اس واقعے میں اب تک صرف ایک DNA test کے لئے گیا ہے اور تین ہفتے بعد اس کی رپورٹ آئے گی۔ جناب! تین ہفتے بعد اس کیس میں evidence کیسے collect ہوگی اور اس کو گرفتار نہیں کیا جائے گا اور جو اس کیس کے ساتھ ہوگا وہ ہم سب جانتے ہیں۔ فرحت اللہ بابر صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک مثال دی کہ پہلے اس کیس میں ایک statement آئی' پھر دوسری statement آئی اور اس کے بعد تبدیل ہوتی رہی۔ جناب! دو یا تین جنوری کی رات کا واقعہ ہے۔ آج چار فروری ایک مہینہ اور ایک دن گزر جانے کے بعد بھی اس شخص نے اپنے آپ کو surrender نہیں کیا' یہ ہے اس واقعے کی فوری وجہ۔ اس کی جو فوری وجہ نہیں ہے' جو ماضی کی وجہ ہے' وہ بھی میں عرض کر دوں۔

جناب والا! اتنے سارے سالوں میں کسی کو گوادر پورٹ کا خیال نہیں آیا' کوسٹل ہائی وے کا منصوبہ اس کے ذہن میں نہیں آیا' میرانی ڈیم نہیں آیا۔ جناب! چند سال پہلے یہ سب کچھ' سارے خیالات' یہ سارے منصوبے پہلے کاغذوں پر اور پھر زمین پر آنے لگ گئے۔ جیسے ہی یہ منصوبے کاغذوں میں آئے' اپنے دوستوں کو بتا دیا گیا کہ جائیں اور اس علاقے میں جا کر زمینیں خریدیں۔ جناب! اس کا رزلٹ کیا ہوا؟ اس علاقے میں' سینکڑوں کلومیٹر کے علاقے میں' ایک بلوچ کے پاس ذاتی زمین نہیں بچی۔ اس علاقے کے لوگوں کو اس علاقے سے بے دخل کر دیا گیا۔ یہ تو اس زمین کی صورتحال ہے کہ اس پوری کوسٹل بیلٹ میں وہاں کے بلوچوں کے پاس زمین نہیں بچی۔ اب جو دوسرا کام وہاں پر ہو رہا ہے کہ وہاں پر آبادی کی composition تبدیل کی جا

رہی ہے ۔ آبادی کی composition تبدیل ہونے سے وہاں اس وقت جو موجودہ آبادی ہے اس coastal belt پر وہ دو یا تین لاکھ ہے۔ اسی علاقے میں جب Deep Sea Port بنے گی تو وہاں کم از کم پچاس ساٹھ لاکھ لوگ مزید آ کے آباد ہوں گے۔ یہ پچاس ساٹھ لاکھ لوگ کہاں کے ہوں گے؟ کراچی سے ہوں گے یا پنجاب سے ہوں گے یا Frontier سے ہوں گے؟ میرے پورے صوبے کی آبادی 65 لاکھ ہے اور اس طرح کی پورٹ کے علاقے میں جو آبادی آئے گی وہ بھی کم از کم 65 لاکھ ہوگی۔ نتیجہ کیا ہوگا ' آبادی کی composition تبدیل ہو جائے گی۔ میرے پاس جو تھوڑی بہت سیاسی قوت موجود ہے وہ بھی میرے پاس نہیں رہے گی۔وہاں آباد کار آئیں گے۔ آباد کار جب آئیں گے تو یہ 65 لاکھ کی آبادی پورے بلوچستان کی ہوگی اور 65 لاکھ آبادی اس Coastal belt کی ہوگی۔ یہاں کی قومی اسمبلی کی سیٹیں اور وہاں گوادر کی قومی اسمبلی کی سیٹیں برابر ہوں گی۔ باقی بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کی سیٹیں اور اس Coastal belt کی سیٹیں برابر ہوں گی۔ ان سیٹوں کے برابر ہونے پر شاید کسی کو اعتراض نہ ہوتا اگر اس آبادی کی composition کو تبدیل نہ کیا جاتا۔ Sir اس کی مثال کراچی ہے۔ کراچی بہت عرصہ پہلے' آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں' مائی کلاچی کے نام سے تھا۔یہ علاقہ بھی بلوچوں کا تھا۔ آج وہاں بلوچ ایک محلے تک محدود ہوگئے ہیں۔ اسی طرح گوادر میں بلوچوں کے محلے ہوں گے جن کو لیاری کہا جائے گا یا کچھ اور کہا جائے گا اور وہاں باہر کے لوگ آ کے رہیں گے اور پورے بلوچستان پر indirect قبضہ ہو جائے گا۔

Sir آبادی تو اب یہاں migrate کرے گی'زمین لوگوں نے خرید لی' زمین وہاں کوئی نہیں بچی۔ اب اس مسئلے کو اگر حل کرنا ہے تو مسئلے کا حل بہت آسان ہے۔ ایک تجویز تو میرے دوست اسحاق ڈار صاحب نے دی کہ تمام property جو وہاں بکی ہے اس کو acquire کر لیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بہتر تجویز یہ ہے کہ جتنی بھی transaction ہوئی ہے گزشتہ پانچ چھ سال میں اس کو void declare کیا جائے یا alternatively وہ تمام sale purchase, تمام سودوں کو منسوخ کر کے long term lease میں تبدیل کر دیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کے حقوق برقرار رہیں۔ جو خریدار ہیں وہ مالک ادنیٰ کے طور پر رہیں اور جو اصل مالک تھا وہ مالک اعلیٰ کے طور پر برقرار رہے۔

دوسرا مسئلہ آبادی کی composition میں تبدیلی کو روکنے کا ہے۔ اس کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اس علاقے میں آئیں، ان کا right of vote اس علاقے میں نہ ہو بلکہ ان کا right of voteاسی علاقے میں ہو جہاں سے وہ migrate کرکے آئے ہیں یا ان کو آنے کی اجازت صرف کام کرنے کی حد تک دی جائے۔ اس سے زیادہ وہ حقوق نہ رکھیں۔ اس طرح سے آبادی کی Composition بھی تبدیل نہیں ہوگی اور لوگ بھی ناراض نہیں ہوں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک اور مسئلہ سوئی کا ہے، مسئلہ سوئی کا نہیں سوئی گیس کا ہے۔ اگر یہاں گیس نہ نکلتی تو سوئی کو شاید کوئی نہ جانتا۔ 1952ء میں یہاں سے گیس نکلی۔ 1980 تک گیس کوئٹہ شہر کو نہیں مل پائی تھی، Capital میں گیس اس وقت پہنچتی ہے جناب! جب یہاں پر فوج کی کور منتقل ہوتی ہے۔ اگر یہ کور یہاں پر نہ آتی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئٹہ آج تک اس گیس سے محروم ہوتا۔ میرے اس دعوے کا ثبوت یہ ہے سوئی آج تک گیس سے محروم ہے۔ اس شورش کے بعد وہ کہتے ہیں کہ جی سوئی میں گیس مفت مہیا کی جائے گی۔ جناب! 1952ء سے لے کر 2005ء آ گیا۔ اس وقت تک آپ نے انہیں پیسوں سے نہیں دی اب 2005ء میں یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو مفت گیس مہیا کریں گے۔ کیا یہ مسئلے کا حل ہے یا مسئلے اس طرح حل ہوتے ہیں؟

Sir مسائل کو حل کرنا ہے۔ کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں کہ کمیٹی ہم نے بنائی، انہی مسئلوں کو حل کرنے کے لیے بنائی۔ Concurrent List کو کہتے ہیں کہ dilute کر دیتے ہیں، dilute کریں گے تو کب کریں گے؛ وہ بھی اس سودے بازی کے نتیجے میں۔ آپ نے اگر ایک چیز کے بارے میں ایک ذہن بنا لیا ہے، اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ Concurrent List غلط ہے تو بسم اللہ کیجئے، اس پر عمل کیجیئے۔ آپ اس بات کا کیوں انتظار کر رہے ہیں کہ کل کوئی سودے بازی کریں گے اور اس کے بعد اس پر عمل کریں گے۔ میرے بھائی ثناء نے چند مہینے پہلے کہا کہ اسے ختم کر دیجیئے۔ اس وقت اس ہاؤس نے majority کے vote سے ان کی اس تجویز کو reject کر دیا۔ نتیجہ کیا ہوا ہے کہ اب ثناء بھی اس بات کے لئے تیار نہیں ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ اب بات اس حد تک نہیں رہی ہے بلکہ اس سے آگے چلی گئی ہے۔

جناب والا! اگر آپ اس وقت بھی مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ثناء سے

مذاکرات کی بات کو چھوڑ دیجئیے البتہ جس چیز کے لئے آپ نے mind make up کر لیا ہے، جس چیز کے لئے آپ خود تیار ہیں؛ آیئے! اس میں آگے بڑھیئے، بسم اللہ کیجئیے اور Concurrent List کے بارے میں یہاں آ کر اس floor پر اعلان کیجئیے کہ آج کے بعد Concurrent List ختم ہو گئی ہے۔ اس کے لئے میرا خیال ہے کہ کسی اتنے بڑے آئینی package کی بھی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی نہیں ہوگا کہ آپ نے کوئی اتنا لمبا چوڑا agenda دینا ہے۔ یہ آپ اپنی طرف سے ایک good gesture show کیجئیے۔

جناب والا! ایسے ہی jobs کا معاملہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جی! ہم نے mind make up کر لیا ہے کہ آئندہ Frontier Corps میں بلوچستان کے عوام کو jobs ملیں گی اور وہاں کے لوگوں کو اس میں بھرتی کیا جائے گا۔ تاہم اگر اس پر عمل کرنا ہے تو یہ بھی سودے بازی کرکے ہی کرنا ہے۔ آپ اس پر شاہ سے سودی بازی کریں گے۔ امان اللہ سے سودی بازی کریں گے۔ رضا محمد رضا سے سودے بازی کریں گے۔ آپ نے اگر کرنا ہے تو پھر آپ اپنی نیک نیتی اور bonafide کو show کیجئیے۔ آپ کہیے کہ آج کے بعد Frontier Corps میں کوئی غیر بلوچی بھرتی نہیں ہو گا اور غیر بلوچی فوج واپس چلی جائے گی۔

جناب چیئرمین: جو نئی پولیس force raise کر رہے ہیں، اس میں locals ہی ہوں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! مشکل ہے۔

جناب چیئرمین: اب جو police areas ختم ہو رہے ہیں، وہاں اب locals ہی بھرتی ہوں گے۔

اب نئی police force local ہی ہو گی۔ کامران صاحب! ابھی کچھ کہنا ہے؟

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! ابھی بہت کچھ کہنا ہے۔

جناب چیئرمین: پھر میرا خیال ہے کہ آپ ذرا وقت کا خیال کریں کیونکہ کچھ اور لوگ بھی بولنا چاہیں گے تاکہ دوسروں کو بھی موقع مل جائے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! بالکل دوسروں کو موقع دیں گے۔ میں عرض

کر رہا ہوں کہ اب بھی مسئلے کا حل ممکن ہے۔ آپ نے ثناء کی تقریر سنی ہے۔ امان اللہ کی سنی ہے۔ رضا محمد رضا کی سنی ہے اور باقی ساتھیوں کی سنی ہے۔ شاید مذاکرات سے یہ لوگ آج بھی انکار نہیں کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں جو سمجھ پایا ہوں اور جو میری ناقص سمجھ ہے' اس کے مطابق صرف مطالبہ یہ تھا کہ سب لوگ 2 جنوری سے پہلے کی position پر واپس چلے جائیں۔ جناب والا! 2 جنوری سے پہلے کی position پر واپس جانا کوئی اتنا مشکل مسئلہ نہیں ہے جس کے لئے پھر کوئی نئے سرے سے بات چیت شروع کی جائے۔ اس بات کو پہلے ہی چوہدری شجاعت صاحب اور Treasury Benches پر بیٹھے ہوئے سب leader concede کر چکے تھے کہ یہاں چھاؤنیوں کا قیام نہیں ہوگا۔ وہ قیام اس وقت تک معطل رہے گا جب تک اس کمیٹی کی کوئی findings نہیں آ جاتی ہیں۔ اس کے باوجود ان کی commitment کو violate کیا گیا اور نہ صرف violate کیا گیا بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ ہم نے 400 ایکڑ زمین بھی acquire کر لی ہے اور ہم ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں چھاؤنی قائم کریں گے۔ جناب والا! یہ state of affairs ہیں۔ ایک طرف سیاسی قیادت کچھ اور اشارے دیتی ہے اور دوسری طرف نادیدہ ہاتھ کچھ اور اشارے دیتے ہیں۔

جناب والا! یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں چھاؤنیوں کے قیام سے امن قائم ہو جائے گا۔ کیا جناب! کوئٹہ میں امن قائم ہے؟ میں جانتا ہوں کہ کیا position ہے کیونکہ میں کوئٹہ کا رہنے والا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کوئٹہ میں فوجیوں کا آنا منع کیا ہوا ہے۔ کوئی فوجی شہر میں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ خضدار میں کیا امن قائم ہے اور بڑا peace ہے؟ اسی طرح سے کیا سوئی میں بھی امن قائم ہو جائے گا؟ گوادر میں امن قائم ہو جائے گا؟ کیا چھاؤنیوں کے قیام سے آج تک کہیں کوئی امن قائم ہوا ہے؟ اگر چھاؤنیوں کے قیام سے اور فوجوں کی موجودگی سے کچھ بات بنتی تو سوویت یونین قائم رہتا۔ جناب والا! اگر لوگوں کو جیتنا ہے تو پھر لوگوں کے دل جیتیئے۔ ان پر forces مسلط نہ کیجیئے۔ ان کے لئے اس طرح سے روزگار کے راستے بند نہ کیجیئے۔ ان سے ان کے حقوق نہ چھینیے۔ کل آپ ان کے معاشی حقوق چھین رہے تھے اور آج سیاسی حقوق بھی چھینے جا رہے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ جاری رہے گا تو میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی مجھ سے پہلے نواب صاحب کی تقریر تھی۔ ان کے باپ دادا نے پاکستان کے لئے ووٹ دیا تھا۔ آج وہ شخص اس پاکستان سے

dissatisfied ہے' وہ satisfy نہیں ہے۔ جب وہ satisfy نہیں ہے تو پھر اس پاکستان میں کوئی بھی satisfy نہیں ہے۔

جناب والا! یہاں تقاریر ہم سب نے کی ہیں' انہوں نے کی ہیں اور ہم نے بھی کی ہیں ۔ یہاں ہم جن امور پر تین دن سے بحث کر رہے ہیں' کیا اس کا کوئی result بھی آئے گا؟ کیا کوئی resolution بھی ہوگا؟ کیا کوئی ایسا resolution ہے کہ یہ forces واپس چلی جائیں؟ کوئی ایسا resolution ہوگا کہ جس میں کوئی time frame دیا جائے گا کہ ڈاکٹر شازیہ کے کیس کا اتنے عرصہ میں فیصلہ ہو جائے گا؟ کوئی ایسا resolution ہوگا کہ جس کے تحت اس کیپٹن کو یا آرمی کی وردی میں ملبوس اس شخص کو civil administration کے حوالے کیا جا سکے' جس کے خلاف الزام ہے؟ کیا کوئی ایسی بات ہوگی کہ لوگوں کو ان کے حقوق واپس کئے جائیں گے؟ جناب والا! اگر یہ ہاؤس اس قسم کا کوئی resolution نہیں دے سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ہم نے یہاں تین دن بحث میں وقت ضائع کیا ہے اور بالکل ضائع کیے ہیں اگر کوئی ایسا resolution نہیں آئے گا۔ جناب! جاتے جاتے ایک بات تو کامل علی آغا صاحب کر گئے تھے ' عظیم صاحب بھی ایک بات کر گئے ہیں۔ ایم ایم اے پر ایک الزام لگا گئے ہیں کہ ہم hypocrites ہیں اور ہم گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے سچ بول رہے ہیں اگر سچ بولنا ہی hypocricy ہے تو پھر ہم hypocrites ہیں اور اگر سچ نہ بولنا وہ hypocricy سمجھتے ہیں' جھوٹ بولنے کو وہ سمجھتے ہیں کہ جب گورنمنٹ میں ہو تو جھوٹ بولو ' تو پھر وہ سچے ہیں' وہ سب کچھ ہیں۔ ہم اصول کی بات کر رہے ہیں' حق کی بات کر رہے ہیں اپنے لوگوں کی بات کر رہے ہیں۔ جناب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر اس request کے ساتھ کہ اس بات پر کوئی resolution آنا چاہیے' کوئی effective قسم کا resolution آنا چاہیے تاکہ لوگوں کو یہ پتا چلے کہ اس تین دن کی بحث سے کم از کم بڑے لوگ مانیں یا نہ مانیں کم از کم اس ہاؤس نے کوئی resolution تو دیا۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ' سب سن رہے ہیں' مشاہد صاحب کی جو کمیٹی ہے' وہ سن رہے ہیں اور ضرور اس پر توجہ ہوگی اور انشاء اللہ بہتری ہوگی۔ محمد حسین صاحب! آپ کا کوئی مختصر

point تھا۔

سینیٹر سید محمد حسین، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! افسوس کی بات ہے کہ جب بھی ہم سینیٹ میں اٹھتے ہیں تو اپنے زخموں کو دکھا کر اپنے زخموں پر روتے ہیں، کبھی وانا کے شہداء کا ذکر ہوتا ہے، کبھی بلوچستان اور کبھی گلگت کے، میں کہتا ہوں کہ یقیناً یہ ناکامی کا ایک ثبوت ہے۔ جمہوریت تو ہم سے چھین لی گئی، وردی والوں نے وردی والے کو بھیج کر بلوچستان میں ایک باپردہ عورت کی وردی کی بے حرمتی کر دی۔ پتا نہیں آگے کیا ہوگا۔ کہتے ہیں کہ

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا

ہم سرکار اور سردار دونوں کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں لیکن سوچنے کی بات ہے کہ قومی تنصیبات پر حملے کیوں کیے جا رہے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ میرے خیال میں جب حق دار کو اپنا حق نہیں پہنچتا، حق دار کو اپنا حق نہیں ملتا تو وہ ہر کام پر اترتا ہے۔ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ میرا ہاتھ کاٹا جائے، میرے پاؤں کاٹے جائیں لیکن جب مجبور ہو جائے تو اپنے باقی ماندہ جسم کو بچانے کے لیے وہ اپنا ہاتھ کاٹنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ تو مجبوراً لوگ ایسا کرتے ہیں، اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ اسی طرح کا ایک مسئلہ ہمارے حلقہ ہنگو کا ہے وہاں گرگری میں گیس نکلی ہے۔ اس کے قریب صرف تین کلو میٹر پر ایک تحصیل واقع ہے۔ اس کے لیے یہ منصوبہ تیار کیا گیا ہے کہ پہاڑ کے پیچھے سے گیس پائپ لائن بچھا کر 140 کلو میٹر دور فاصلے سے دوبارہ اسی ۳ کلو میٹر فاصلے والی تحصیل کو دی جا رہی ہے جو سراسر زیادتی ہے۔ میں پہلے سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یقیناً یہاں بھی پھر آپ لوگ کہیں گے کہ قومی تنصیبات پر حملے کیے جا رہے ہیں، سڑک block کی جا رہی ہے اور بجلی کاٹی جا رہی ہے لیکن اپنی غلطی تسلیم کرنی چاہیے تو پھر عوام کوئی ایسا کام نہیں کرے گا۔ میں کہتا ہوں اس پر غور کرنا چاہیے۔ ۳ کلو میٹر فاصلے پر تحصیل ٹل اور ۱۰ کلومیٹر فاصلے پر ہنگو آتا ہے۔ جس طریقے سے یہ لوگ پائپ لائن بچھا رہے ہیں۔ ہنگو میں ۱۲۰ کلو میٹر اور ٹل تک ۱۴۰ کلو میٹر فاصلے پر یہ گیس دوبارہ آئے گی۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ لوگ اس

پر ضرور غور کریں ورنہ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بننے والا ہے۔میں یہ خوف ناک باتیں سن رہا ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، دو تین سپیکر اگر مختصر within 5,5 minutes کرلیں تو پھر میں موقع دیتا ہوں ۔ کوثر فردوس صاحبہ پہلے کرلیں ۔پھر میں متین صاحب کو دیتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، شکریہ ۔جناب چیئرمین! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ یہاں ایوان میں بلوچستان کا مسئلہ زیر بحث آیا ۔ میں جو سمجھی ہوں کہ محرومی تو وہاں ہے مگر اس کے ساتھ احساس کی محرومی بہت زیادہ ہے ۔ محرومی کو دور کرنے کے لئے آپ نے جو developmental کوششیں شروع کی ہیں ، جتنا بھی وہاں پرتعمیراتی کام ہو رہا ہے وہ درست ہے مگر اس کے ساتھ مجھے لگتا ہے کہ بنیادی چیز رویے کی درستگی ہے ۔ اس کام کے ساتھ اگر اس رویے کی اصلاح نہیں ہوتی جس کے اندر ایک خیرخواہی شامل ہونی چاہیے ، جس میں ایک اپنائیت اور احساس محرومی کا ازالہ کرنے کے اقدامات زبان سے بھی ہوں اورعمل سے بھی ہوں ، تب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔

جناب چیئرمین! ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ ڈاکٹر ٹانگ بھی کاٹ دیتا ہے ، جسم کا ایک حصہ بھی کاٹ دیتا ہے مگر وہ دعائیں لیتا ہے تو یہ رویہ اختیار کیا جائے یہ دھمکیاں یا اس طرح کی چیزیں ساری کوششوں کو کہ اتنا کام بھی ہو رہا ہے مگر وہ احساس ختم نہیں ہو رہا ۔ کوئی بڑی درمندی کے ساتھ سمجھائے کہ ایسے رویے نہیں ہونے چاہیں جو ان سب کوششوں پر پانی پھیرنے والے ہوں ۔

جناب والا! ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ ہمارے جو لوگ اپنی محرومی اور احساس محرومی کو بیان کرتے ہیں اور یہ درست ہے کہ چیزیں کچھ ہیں بھی کہ جن کی اصلاح ہونی ہے ۔ مگر جیسے علامہ اقبال نے کہا کہ

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

کہ ہم اس وفاق میں ہی سب کچھ ہیں الگ ہوئے تو ہم کچھ بھی نہیں ہوں گے ۔لہذا اس کے ساتھ

ہی ہم کو جڑ کر رہنا ہے اور دوسرا جو بنیادی پیغام دیا وہ یہ والا بھی تھا کہ

یوں تو سید بھی ہو 'مرزا بھی ہو 'افغان بھی ہو
تم سب ہی کچھ ہو' بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

کہ اس مسلمانی کی طرف بھی ہمیں تھوڑی سی توجہ دینی ہوگی ۔جو واقعہ ہوا ' جو بنیاد بنا اور جس کو ہم چنگاری کہہ سکتے ہیں کہ اس نے precipitate کیا ان سارے حالات کو اور وہ ایک الاؤ بنا اور جب ایک دھماکے کی شکل ہوا۔ اس کے لئے ابھی عظیم چوہدری صاحب نے جو بیان کیا کہ ایک E-mail کے ذریعے سے DAWN میں letter شائع ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین، سینیٹر طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، سینیٹر طارق عظیم صاحب نے پورا اصل واقعہ بیان کیا ہے جو تین دن کی بحث ہے وہ ایک طرف ہے اور یہ بات ایک طرف ہے یعنی حقائق کو پھر ایسے لگتا ہے جیسے ایک طرح سے cover up کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ جو ایک مہینے سے جس طرح سے وہ واقعہ پریس میں آرہا ہے اور وہ خود خاتون سے ہماری ایک خاتون سینیٹر مل کے آئی ہیں اور کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک عورت اپنے بارے میں یہ والی بات کہے اور وہ اس طرح کے اپنے اوپر allegations لگائے ۔میرا خیال ہے حقائق کے منافی چیزیں اس طرح سے پیش نہیں کی جانی چاہئیں اور پھر اس کے اندر بھی میں سمجھتی ہوں کہ جو اسلام ہمیں ایک ضابطہ دیتا ہے کہ اس طرح کے اگر واقعات کہیں ہوتے ہیں تو اس سے ہمیں کیسے نمٹنا ہے ' کس طرح سے وہ پہلا ہی فرد ' اگر یہ غلط ہے تو پھر تو میں کہتی ہوں کہ بہت ہی زیادہ ضروری ہے کہ اس کی تحقیق کی جائے اور اس کو ایک پورے نتیجے تک لے کر جایا جائے ۔ اگر وہ کوئی فرد آدمی ہے اس پر بھی یہ الزام لگا ہے یا اس عورت کی طرف سے ہی ہے تو اس کی پوری تحقیق ہو کر اس کو آخری نتیجے تک پہنچنا چاہیے ۔ میں صرف یہ توجہ دلانا چاہوں گی کہ اصلاحی اور انسدادی تدابیر جو خود اسلام ہمیں دیتا ہے کہ اس کے لئے preventive measures کیا ہوں گے ۔اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ جتنے بھی natural instances ہیں ان کو پورا کرنے کا ایک جائز طریقہ اسلام ہمیں بتاتا ہے اور وہ ایک نکاح کا تصور ہے اور پھر اس کے ساتھ معاشرے سے ان اسباب کا

سدباب کرنے کی بھی ترغیب دیتا ہے جو ایسے کاموں کے لئے رغبت دلانے والے ہیں یا تحریک پیدا کرنے والے ہیں یا موقع پیدا کرنے والے ہیں تو ہمیں ان چیزوں کو بھی دیکھنا ہوگا اور ایسا کوئی موقع یا ایسا کوئی incidence جو ہے اس کو un noted ایسے نہیں جانے دیا جائے گا جیسے یہ قانون قذف ہے کہ اگر عورتوں پر یا مردوں پر بلا ثبوت اس طرح کے الزام لگائے جائیں اور معاشرے میں اس کی تشہیر کی جائے تو اس کی بھی بڑی سخت سزا ہمارے قرآن پاک کے قانون میں ہے کہ اسی کوڑے اس کو لگیں گے اور پھر اگر ہوتا ہے کوئی ایسا تو پھر اس کے لئے سو کوڑے اور سورۃ نور میں جو تفصیل اس کی موجود ہے کہ وہ والی سزا دی جائے گی اور وہ کھلے بندوں دی جائے گی کہ کوئی ایسا کام نہ ہو۔ جناب والا! میں یہ کہتی ہوں کہ ہم نے جو اتنی عورتوں کو نکالا ہے اور وہ عورت تو بڑی انسانیت کی خدمت کے لئے ایک Noble profession والی تھی جو وہاں پر پہنچی ہوئی تھی ہمیں عورتوں کے تحفظ کا بھی ایک انتظام کرنا ہوگا۔ یہی چیز یہاں پر ہمارے پارلیمنٹ لاجز میں جو آپ کے سامنے کل بھی آئی کہ اگر ہم نے خواتین کو نکالا ہے تو یہ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم ان کے تحفظ کا انتظام بھی کریں گے۔ اور یہی چیز یہاں پر بھی ہمارے Parliament Lodges میں آپ کے سامنے کل بھی آئی کہ اگر ہم نے خواتین کو نکالا ہے تو یہ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم ان کے تحفظ کا انتظام کریں گے۔ Sir, میں آخری بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ فوج ہمارا ایک بڑا مقدس ادارہ ہے، اس کے ساتھ بہت ساری ایسی چیزیں اب نتھی ہوتی جارہی ہیں جو کہ مالی بے ضابطگیاں بھی ہیں اور یہ تو بہت ہی ایک خراب صورت حال ہے کہ ایک اخلاقی اس کا جو کردار ہے، وہ بھی ہمارے سامنے اس طرح کا آئے۔ ہم تو تحفظ کے لئے اپنی فوج کے پاس جاتے ہیں، اس لئے اس allegation کی بھی ضرور ہی clarity ہونی چاہیے، اس کو ایک نتیجے تک پہنچنا چاہیے اور اس کا فیصلہ ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سید متین شاہ صاحب۔

سینیٹر متین شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ قوم کو درپیش انتہائی سنگین ملکی صورت حال پر ایوان میں بحث جاری ہے۔ یقیناً اس وقت ملک سخت حالات سے گزر رہا ہے قومی اور بین الاقوامی مسائل ہم جن کا سامنا کر رہے ہیں، اگر سنجیدگی اور

اخلاص کا مظاہرہ نہ کیا گیا تو خدا نہ کرے کہ وہ حالات پیدا ہو جائیں کہ جن کا سنبھالنا پھر ہمارے بس میں نہ رہے۔ جناب والا! یوں تو ملک خدا داد پاکستان ڈھیر سارے مسائل اور مشکلات میں پھنسا ہوا ہے لیکن کچھ مسائل ایسے ہیں جن کو بروقت حل کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو بقول شاعر،

لمحوں نے خطا کی
صدیوں نے سزا پائی

میرا مقصد ہے کہ بلوچستان کے صوبے میں جو کشیدگی جاری ہے وہ قومی المیہ ہے۔
جناب چیئرمین! بلوچستان میں جاری افراتفری، بے چینی، غیر یقینی صورت حال کے اسباب اور پھر سیاسی حل ڈھونڈ نکالنا وقت کی ضرورت ہے اور تقاضا ہے۔ جیسے آئے روز قومی املاک کو نقصان، دھماکے، راکٹ لانچر، firing قومی تنصیبات کو نقصان پہنچانے جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں اور ایک معمول بن گیا ہے۔ Sir, اس میں ایک بات یہ ہے کہ ہماری Government کی طرف سے آج کل مسئلے کا حل تلاش کرنا، حالانکہ جمہوری حکومت میں تو civil government کو چاہیے کہ وہ ایک مسئلے کا حل تلاش کرے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اسی جمہوری دور کے جو بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں لیکن اس میں ہم مسئلے کا حل فوجی operation سے تلاش کرتے ہیں۔ تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ طاقت سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ وقتی طور پر دبانے سے، آہستہ آہستہ ایک ایسی بلا کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو ہنستی بستی آبادیاں اجاڑ دیا کرتی ہے۔
جناب چیئرمین! بلوچستان جغرافیائی لحاظ ایک بہت بڑا صوبہ ہے لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اس صوبے میں رہنے والے پاکستانی زندگی کی تمام سہولیات اور خوشیوں سے محروم ہیں۔
بلوچستان میں 80% لوگ اس ترقی یافتہ دور میں پتھر کے زمانے کے لوگوں جیسی زندگی گزار رہے ہیں۔ جناب والا! ایک طرف بلوچستان کے یہ غریب اور بے کس لوگ چند انسانیت دشمن نوابوں، سرداروں اور آقاؤں کے شکنجوں میں پسے ہوئے، غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومت کی عدم توجہ رہی سہی کسر پوری کر رہی ہے اور ایسے حالات میں اگر تدبر کا مظاہرہ نہ کیا گیا تو سقوط ڈھاکہ جیسے حالات پیدا ہونے سے کوئی بھی روک نہیں سکتا ہے۔ جناب والا! پاکستان ایک وفاق ہے، چاروں صوبوں نے مل کر بنایا، اس وفاق کے تین صوبوں بلوچستان، سندھ

اور سرحد کے خدشات ہیں، وہ خدشات رکھتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کو دور کرنے کے لئے اور اس میں پائے جانے والے احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے سنجیدہ کوشش کرنی چاہیے۔جناب چیئرمین! ایک وفاق تب کامیابی اور استحکام حاصل کرسکتا ہے کہ تمام وفاقی اکائیاں خوشحال اور مستحکم ہوں۔ ان کی حیثیت اور قومی دھارے میں ان کا کردار ہر لحاظ سے برابر ہو۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب! time ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر متین شاہ، اچھا جی۔ صرف ۲ منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ وفاق بنانا جتنا مشکل کام ہوتا ہے اسی طرح وفاق قائم رکھنا اور موثر انداز سے چلانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ جب تک صوبوں میں بسنے والے باسیوں کے اذہان سے شک اور محرومیت کا خاتمہ نہیں کیا جاتا تب تک ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! آخر میں عرض کرتا ہوں کہ بلوچستان کا موجودہ منظر نامہ حوصلہ افزاء ہرگز نہیں ہے۔ محرومیوں، مصائب اور ناانصافیوں سے پیدا شدہ صورتحال کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔ ان حالات میں جلتی پر تیل ڈالنے کے مصداق، دھمکیاں دینے اور سبق سکھانے کی باتیں کرنے کی بجائے وسائل کی منصفانہ تقسیم اور انصاف کی فراہمی اور مقامی لوگوں کے لئے روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ جناب والا! میں اپنی بات ختم کرتا ہوں لیکن ایک ضروری عرض کرتا ہوں کہ میں نے تقریباً جب بھی question جمع کرایا ہے، صرف میں نے نہیں بلکہ باقی ساتھیوں کا بھی یہی حال ہے، کسی question کا جواب نہیں ملا ہے۔ Minister صاحبان یا ان کی منسٹری نے صرف اتنی تکلیف کی ہوتی ہے کہ نیچے لکھا ہوتا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین، آپ اس طرح کریں کہ جب وہ سوالات آ جائیں تو آپ میرے کمرے میں آ جائیں اور مجھے بتا دیں کیونکہ دو ہفتے کا ہم نے time رکھا ہے۔ آپ میرے پاس آ جائیں، میں آپ کو attend کروں گا۔ باقی پارلیمانی leaders بھی تقاریر کریں گے، جو بھی بات ہے آپ میرے پاس آ جائیں۔ ساتھ ساتھ Dr. Said sahib may be very brief because اگر کوئی we just have three speakers left to wind up. No repetition please.

نیا idea ہے تو مہربانی فرما کر وہ دے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد، O.K. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم جناب چیئرمین صاحب! بلوچستان کی صورتحال پر بحث کا آج تیسرا دن ہے۔ اس ایوان کے معزز ارکان نے اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ میں جناب والا! اس سلسلے میں نہایت اختصار کے ساتھ تین نکات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلوچستان ہر لحاظ سے ہمارے ملک کا ایک نہایت ہی اہم خطہ ہے۔ نہایت اہم یونٹ ہے۔ رقبے کے لحاظ سے یہ ہمارے سارے صوبوں سے بڑا صوبہ ہے۔ یہ قدرتی معدنیات سے مالا مال ہے۔ میرے ساتھی نے یہاں پر ذکر کیا ہے، یہاں کے تیل کے ذخائر کا، گیس، کوئلے، کرومائٹ اور سنگ مرمر کے ذخائر کا۔ جناب والا! بلوچستان کی ایک بہت ہی اہم geo strategic position ہے۔ اس کی سرحد افغانستان سے ملتی ہیں۔ ایران سے ملتی ہیں۔ ایران سے اگر گیس پائپ لانا ہو، وسطیٰ ایشیاء سے اگر گیس پائپ لانا ہو، ان ممالک سے اگر ہم نے روابط قائم کرنے ہیں اور roads اور ریلوے کے ذریعے تو ساری کی ساری چیزیں بلوچستان سے گزریں گی۔ جناب والا! سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہاں کے عوام محب وطن لوگ ہیں۔ تحریک پاکستان میں یہاں کے عوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ جیسا کہ نواب ایاز خان نے ذکر کیا ہے۔ یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ بلوچستان کے ریاستوں کے حکمرانوں نے خاران، مکران، لسبیلہ اور قلات نے از خود پاکستان کے ساتھ الحاق کیا ہے۔ اس لئے یہاں کے عوام اور یہاں کے سرداروں کو شک کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

جناب والا! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماضی میں اس صوبے کے ساتھ بے شمار زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اس صوبے کے وسائل کو بے دردی سے استعمال کیا گیا ہے اور ان وسائل سے صوبے کی تعمیر و ترقی میں کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔ اس ایوان کے مختلف اراکین نے کئی ایک مثالیں پیش کی ہیں اور سب سے بڑی مثال سوئی گیس کی ہے۔ 1952 میں سوئی کے مقام پر گیس دریافت ہوئی اور 32 سال تک اس صوبے کو اس کے استعمال سے بالکل محروم رکھا گیا۔ بلوچی عوام جیسا کہ ہمارے مختلف اراکین نے

ذکر کیا ہے، اس مجھے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ مرکزی ملازمتوں میں صوبہ بلوچستان کی نمائندگی اس کی آبادی کے تناسب سے بھی کم رہی ہے اور اس وقت جن بڑی بڑی سکیموں پر کام جاری ہے یہ بھی بلوچ عوام کی تائید سے بالکل محروم ہیں۔ Balochis have not been taken into confidence اور اس لحاظ سے وہ ساری غلط فہمیاں اور بد دلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ٹھیک ہے گوادر میں ایک پورٹ زیرتعمیر ہے لیکن جس طریقے سے اونے پونے ریٹس پر لینڈ مافیا نے یہاں کے مقامی لوگوں سے سودا کیا ہے، اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ مقامی لورگوں کو یہاں سے مستقل طور پر دربدر اور بے دخل کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! مجھے اس بات سے بالکل اتفاق ہے کہ بلوچستان کے عوام نے جب بھی اپنے حقوق کا مطالبہ کیا ہے ان کی شنوائی نہیں ہوئی ہے۔ ان کو غدار قرار دیا گیا ہے اور اکثر و بیشتر اس کا جواب فوجی operation سے دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہی وجہ ہے کہ بلوچی عوام نئی چھاؤنیوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ صبح کے اجلاس میں ایک معزز رکن نے اشارہ کیا ہے کہ اس وقت بلوچستان تخریب کاری کا گڑھ بنا ہوا ہے اور انہوں نے اصرار کیا کہ ہمیں اس تخریب کاری کو condemn کرنا چاہیے۔ مجھے آغا پری گل صاحبہ سے بالکل اتفاق ہے کہ یہ کارستانیاں مقامی بلوچی عوام ہی کر سکتے ہیں اور جناب والا! ایک نکتہ نظر یہ بھی ہے کہ یہ تخریب کاریاں مرکزی حکومت کے اشارے پر ہو رہی ہیں اور مرکزی حکومت اس میں directly, indirectly ملوث ہے اور اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ امن و امان کے مسئلے کو بنیاد بنا کر فوجی چھاؤنیاں تعمیر کی جائیں حالانکہ جیسا کہ اس دن یہاں پر سوال و جواب میں ذکر کیا گیا ہے یہ علاقہ ملک کا سب سے زیادہ پرامن علاقہ ہے۔ بلوچ عوام کا یہ مطالبہ بالکل بجا ہے کہ فوج کا کام ملک کی سرحدوں کا دفاع ہے لہذا چھاؤنیاں سرحدوں پر تعمیر کی جائیں، ملک کے اندر نہیں۔

جناب والا! میں آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کو مرکزی فنڈ سے اپنا حصہ آبادی کے لحاظ سے نہیں ملتا۔ بلوچستان کو مرکزی فنڈ سے اپنا حصہ آبادی کے تناسب سے نہیں بلکہ federal unit کے اعتبار سے دیا جائے۔ پاکستان میں کل چار federal units ہیں اور بلوچستان کو فیڈریشن کا ایک یونٹ تصور کیا جائے اور یہاں پر تعلیمی سہولیات، ذرائع آمد و رفت، صحت کی سہولیات، پانی کی دستیابی، زراعت کی ترقی، ملک کے سب سے زیادہ ترقیاتی صوبے یعنی

پنجاب کی سطح تک لائی جائے۔ 1990 میں جب سوویت یونین کا خاتمہ ہوا تو مشرقی اور مغربی جرمنی کا اتحاد ہوا اس وقت مشرقی جرمنی ہر شعبہ زندگی میں مغربی جرمنی سے پیچھے تھا۔ جب یہ جرمن فیڈریشن کا حصہ بنا تو فیڈریشن نے سارے کے سارے فنڈ مشرقی جرمنی کو divert کیے تاکہ مشرقی جرمنی کو مغربی جرمنی کی سطح تک لایا جاسکے۔ دوسری مثال میں ریاستہائے متحدہ کی الاسکا اور ہوائی ریاستوں کی، یہ دونوں ریاستیں بھی امریکہ کی کم ترقی یافتہ ریاستیں تھیں۔ جب ان ریاستوں کا امریکہ سے الحاق ہوا تو federal fund کا ایک بہت بڑا حصہ ان دونوں ریاستوں کی ترقی پر لگایا گیا تاکہ الاسکا اور ہوائی کو باقی ریاستوں کی development کی سطح تک لایا جاسکے۔

جناب والا! میں ایک اور مختصر سا point عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ عجیب المیہ ہے 1970-1972 تک جب مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان ایک ملک تھا تو مشرقی پاکستان کی آبادی مغربی پاکستان سے زیادہ تھی، پاکستان کی بیوروکریسی اور سیاسی قیادت اس وقت پنجاب کے ہاتھ میں تھی۔ انہوں نے فنڈ کی تقسیم میں آبادی کے تناسب کو ماننے سے انکار کیا اور parity کا تصور پیش کیا۔ اب جب کہ پنجاب کی آبادی زیادہ ہے اور بلوچستان کی کم تو ہم آبادی کے تناسب پر مرکزی فنڈ کی تقسیم پر ڈٹے ہوئے ہیں جو میرے خیال میں بڑی زیادتی ہے اور سراسر ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین، اب تشریف رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد، ایک منٹ۔ جناب! بلوچستان کے مسائل افہام وتفہیم سے اور گفت و شنید سے طے کیے جاسکتے ہیں۔ دھمکی آمیز بیانات سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ فوجی آپریشن یہاں کے مسائل کا حل نہیں ہے۔ اگر یہاں فوج کشی کی گئی تو اس کے نتائج وہی ہوں گے جو ہم نے مشرقی پاکستان میں دیکھے ہیں۔ یہ فوج کے لیے رسوائی ہو گی اور ملک کے لیے بھی رسوائی ہو گی اور جناب میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پاک فوج ایک مرتبہ بلوچستان میں پھنس گئی تو امریکہ اس کی مدد کے لیے نہیں آئے گا بلکہ امریکہ کی کوشش ہو گی کہ پاک فوج بلوچستان میں پھنسی رہے۔ اس لیے کہ بلوچستان کے لیے امریکہ کی حکمت عملی وزیرستان سے بالکل مختلف ہے۔

جناب عالی! میں اپنی presentation کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور یہ عرض کروں گا کہ جیسے ہندوستان کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے ہم confidence building کی بات کر رہے ہیں، اسی طرح بلوچستان سے تعلقات کو ہموار بنانے کے لیے، خوشگوار measures بنانے کے لیے confidence building measures کی ضرورت ہے۔ مرکزی ملازمتوں میں Coast Guards اور FC میں بلوچستان کو out of the way نمائندگی دی جائے اور ایک لحاظ سے اس سے پچھلی زیادتیوں کا ازالہ ہو گا۔ آخر میں جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں---

جناب چیئرمین، آپ کی آخیر کئی دفعہ ہو چکی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد ، بس ایک آخری تجویز ہے۔ آخری تجویز یہ ہے، آپ برا نہ مانیں کہ جب تک پرویز مشرف اور اس کا فوجی ٹولہ برسراقتدار رہے گا۔ جناب عالی! فوجی آپریشن ہوتے رہیں گے ۔ Soldiers by nature are trigger happy people, Kargil operation, Waziristan operation اس کی تازہ مثالیں ہیں اور جناب والا! بلوچستان میں فوجی اپریشن کی دھمکیاں بڑی زور و شور سے دی جا رہی ہیں۔ جناب والا آخر میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بلوچستان کے مسائل اور پورے ملک کے مسائل اس وقت تک حل نہیں ہوں گے جب تک کہ ملک میں قانون کی حکمرانی اور آئین کی بالادستی قائم نہیں ہو گی۔ شکریہ۔

سینیٹر مشاہد حسین سید ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بڑی مہربانی جناب چیئرمین صاحب۔
I am very happy that the issue of Balochistan is being discussed in the highest forum of the country, the Parliament اور یہی پارلیمنٹ کا مقصد ہے کہ جو مسائل ابھرے ہیں، قومی مسائل ہوں، سیاسی مسائل ہوں وہ اس forum میں discuss ہوں تاکہ ان کا سیاسی حل ہو۔ میرے خیال میں بنیادی بات یہ ہے کہ ہمیں دو چیزوں کو علیحدہ کرنا پڑے گا، ایک جو واقعہ ہوا، جو incident ہوا سوئی والا اور ایک جو issue ہے بلوچستان کا جس کی وجہ سے کمیٹی بنی کہ بلوچستان کے جو حقوق ہیں سیاسی حقوق، اقتصادی حقوق، natural resources کے حوالے سے حقوق، عوام کے حقوق، ان کی پاسداری کی جائے اور ان کو صحیح معنوں میں promote کیا جائے، preserve کیا جائے اور protect کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ دو

مختلف چیزیں ہیں اور اس incident کو جس کو سب condemn کرتے ہیں' اس کو بلوچستان کے issues پر حاوی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ بلوچستان کے issues کا مطلب ہے کہ جو بلوچستان کے دیرانہ مسائل ہیں' جو ناانصافیاں ہیں' جو زیادتیاں ہیں' ظلم ہیں ان کا ازالہ ہو۔

پہلے میں تھوڑا سا incident پر بات کروں گا اس کی بھی انکوائری ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی doubt نہیں کہ یہ جو incident ہوا تھا۔ یہ فوج نے نہیں کرایا' گورنمنٹ نے نہیں کرایا' rape جو ہوا ہے اس کی سب کو مذمت کرنی چاہیے۔ گڑبڑ ہوئی جب بیورکریٹک نالائقی بھی ہوئی اور cover up بھی ہوا اور we should accept that cover up ہوا ہے' نالائقی ہوئی ہے اور کوشش کی گئی پی پی ایل مینجمنٹ سے کہ اس کیس کو چھپایا جائے اور اس سے گند بڑھا اور گڑبڑ بڑھی۔ میں credit دیتا ہوں سید دلاور عباس صاحب کو جو چیئرمین National Resources Committee کے ہیں انہوں نے suo moto notice لیا اور سب کو ڈنڈے سے بلایا کہ بھئی آؤ summon کیا اور انشاء اللہ اب ان کی رپورٹ پیش ہو جائے گی اور ساری چیزیں سامنے آجائیں گی۔ اس حوالے سے ادھر بھی میٹنگز ہوئیں۔ مجھے معلوم ہوا میں خود اس میں شامل تھا highest level meetings, President, Prime Minister ساری ملٹری بھی تھی دوسرے بھی تھے خود صدر پرویز مشرف نے کہا اور بڑی سختی سے کہا کہ جو بھی ہے چاہے فوجی ہے یا civilian ہے nobody is above the law اس کو الٹا ٹانگو۔ whoever is the responsible. Whether he is in uniform, whether he is Mufti کوئی خاکی مفتی کی divide نہیں اس issue پر کیونکہ Rule of Law has to be there اور یہ تو انہوں نے خود instruction دی کہ جو بھی ہے اس کا DNA تاکہ یہ معاملہ ختم ہو who is the criminal اور یہ ہونا چاہیے تھا اور اس میں میرا خیال ہے کہ ہمیں accept کرنا چاہیے کہ چستی نہیں دکھائی گئی سستی دکھائی گئی ہے اور lower level اہلکاروں کی بیوروکریٹک نالائقی بھی ہوئی ہے اور cover up کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ cover up expose ہوا اور پھر ایکشن لیا گیا اس کے بعد زیادہ گڑ بڑ ہوگئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ہم سب انتظار کریں گے کہ جو رپورٹ آئے اور report should be fair اور انہوں نے کہا ہے کہ ان کی کمیٹی بھی جائے گی اور ہم خود بھی اس issue کو investigate کریں گے۔ اچھی بات ہے کہ facts should

come out یہ نہیں کہ ایک incident یا چند لوگوں کو چھپانے کے لئے سارا جو بلوچستان کا
issue ہے سارا جو political process ہے' سارا جو اچھا کام ہے parliamentary
committee کا' جو گورنمنٹ کی پالیسیوں کا that shuold be held hostage to or put at
stake چند لوگوں کو protect کرنے کے لئے جو پی پی ایل مینجمنٹ کے تھے۔ تو اس
incident کو seperate کریں۔

دوسری بات آتی ہے issue بلوچستان کا۔ یہ کمیٹی کیوں بنی؟ بلوچستان سے there is
no doubt ہم نے اس کو federation کے حوالے سے پوری طرح in equal part treat
نہیں کیا۔ یہ issue سول کا یا ملٹری کا نہیں ہے یہ issue mind set کا ہے' ذہنیت کا ہے'
رویوں کا ہے' پالیسیوں کا ہے۔ ملٹری ایکشن فوجی دور میں بھی ہوئے ہیں اور civilian جمہوری
دور میں بھی ہوئے ہیں بلکہ اگر دو ناانصافیاں ختم کی ہیں تو یہ بڑی irony ہے میں ابھی اسفند یار
ولی صاحب سے بات کر رہا تھا کہ دو بہت بڑی ناانصافیاں تھیں۔ ون یونٹ کا خاتمہ ایک فوجی
جرنیل نے کیا تھا۔ جنرل یحیی خان۔ حیدر آباد conspiracy case جو جعلی کیس تھا جس میں
اس وقت کے لیڈر آف دی اپوزیشن خان عبدالولی خان صاحب کو پکڑا گیا' عطاء اللہ مینگل صاحب
کو پکڑا گیا' خیربخش مری صاحب کو پکڑا گیا' ان کے خلاف الزام وغیرہ لگائے گئے۔ وہ بھی ایک
فوجی جرنیل جنرل ضیاء الحق نے 1978 میں ختم کیا تو issue military or civil کا نہیں ہے۔
Issue رویوں کا ہے۔ ہم نے کبھی پاکستان کو صحیح معنوں میں فیڈریشن کے طور پر نہیں چلایا۔
بات فیڈریشن کی کی ہے لیکن we treated Pakistan as a unitary state. جہاں کنٹرول
colonial mind set کے ساتھ چلایا جائے۔ Centralized control ہو اور بلوچستان کو بھی
ہم نے باقی صوبوں کی طرح پورے حقوق نہیں دیئے۔ سردار ہیں ان کو استعمال کرو۔ اگر آپ کے
ساتھ تعاون کر رہا ہوں تو ہم کہتے ہیں He is declared a patriot till further order اگر وہ
تعاون نہیں کر رہا He is declared a traitor till further order تو میرا مطلب ہے کہ اس
حوالے سے ہم نے۔ ہاں یا جو concept جو ہمارے ہاں ایک زمانے میں رہا marshal race کا کہ
صرف marshal race کچھ districts ہیں پنجاب کے یا فرنٹیئر کے باقی صوبوں کو آرمڈ فورسز
میں آنے نہیں دیا گیا۔ جو پالیسی میں ہم changes لا رہے ہیں۔ reversing the wrongs

یہ wrongs ہیں کئی سالوں کے decades کے اور ہماری history میں تلخ تجربہ ہے۔ دو ملٹری ایکشن ہونے ہیں پاکستان کی تاریخ میں۔ بنگال میں ہوا, we lost the country ملک دو لخت ہوگیا۔ بلوچستان میں ہوا' جو ایک civilian دور میں ہوا اس کا رزلٹ مارشل لاء 1977 کا ہوا کیونکہ Rules of the game 73 میں آنے تھے اس کو sabotage کیا گیا اس کو accept نہیں کیاگیا democratic Government کو oust کیا گیا اور اس کا result یہی ہوا ultimately action کے بعد military coup آگیا and the whole country suffered. So یہ ایک تلخ تجربہ ہے اور I want to say کہ میں اس ہر highest level meeting میں شامل رہا ہوں اور متفقہ فیصلے ہوئے ہیں کہ Army is today not a happy army. Its plate is full وہ نئے front نہیں کھولنے چاہتے۔ Army High Command, صدر مشرف نے خود being head of the Pakistani establishment دو دفعہ معافی مانگی ہے۔ بنگال میں ہوا' انہوں نے ڈھاکہ جا کر کہا کہ I am sorry. It required courage وہ جو بنگلہ دیش میں مشرقی پاکستان میں ظلم ہوا تھا اس کو accept کیا انہوں نے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے میں معافی مانگتا ہوں۔ بلوچستان میں وہ کوئٹہ گئے انہوں نے کہا کہ I am sorry what happened in the past. Although وہ خود ذمہ دار نہیں تھے۔ لیکن collectively as the President of Pakistan انہوں نے سمجھا کہ اخلاقی طور پر it required that thing اور ان کا وہ mind set traditional mind set نہیں اور ویسے بھی جناب چیئرمین ! realities have changed. We live in a different world جس میں issues کسی بھی مہذب معاشرے میں through a dialogue, through a debate, through a discussion جیسے ہم کر رہے ہیں تو اسی واسطے پرائم منسٹر چوہدری شجاعت حسین صاحب نے initiative لیا اور خود initiative لیا اسی fourm میں۔ اگست 2004 میں خود آئے اور وہاں پر کوئی اتنے زیادہ crisis نہیں تھے' کوئی situation نہیں' لیکن obviously ایک مسئلہ تھا' دیرینہ issue چل رہا تھا اس issue کو resolve کرنے کا طریقہ کیا ہے democratic طریقہ ہے' آئینی طریقہ ہے' قانونی طریقہ ہے' civilize طریقہ ہے کہ پارلیمنٹ کی کمیٹی بنائی جائے اور مجھے خوشی ہے اور اس میں' میں اپوزیشن کو داد دیتا ہوں سب نے تعاون کیا۔ متفقہ طور پر دونوں Houses نے قرارداد پاس کی۔ قومی

اسمبلی نے بھی کی۔ سینیٹ نے بھی اور سب نے کہا کہ کمیٹی بننی چاہیے۔ چوہدری شجاعت حسین
صاحب کی سربراہی میں بننی چاہیے۔ جن کو confidence ہے ساری political forces پر۔ اس
کمیٹی کا بنیادی mandate بڑا واضح تھا انہوں نے کہا کہ اس کو sub committees پر divide
کرلیں کیونکہ کام کافی complexed ہے' ایک sub committee انہوں نے ہمارے لیڈر آف
دی ہاؤس جناب وسیم سجاد صاحب کی نگرانی میں بنائی اور وہ آئینی مسائل کو deal کرے گی
constitutional issues آئینی مسائل پر' قانونی مسائل پر۔ جس پر سرفہرست issue ہے
صوبائی خودمختاری کا۔ جو ہم نے وعدہ کیا تھا اور ہم نے نہیں دیا۔ بلکہ ہم نے اپنے آئین کو avoid
کیا۔ ہم سے میرا مراد ہے over the years 1973 consitituation کے بعد وہ پورا نہیں کیا
گیا۔ دوسری سب کمیٹی جس کا انہوں نے مجھے کہا میں چیئرمین ہوں' موجودہ مسائل' current
issues بلوچستان کے۔ اس کمیٹی میں ہم نے ایک principle طے کر لیا۔ سب نے متفقہ طور پر
اس کو agree کیا چوہدری شجاعت حسین صاحب کے پاس کی events اس کمیٹی کی کارکردگی
کے دوران' proceeding کے دوران' اگر کوئی events ہونگے' کوئی واقعات ہونگے' کوئی
ground problem ہوگا وہ اس کمیٹی کے کام کو متاثر نہیں کرنے دیا جائے گا۔ کئی چیزیں ہو
سکتی ہیں پاکستان جیسے ملک میں۔ آج بم پھٹ گیا' کوئی assasination ہوگئی' کوئی فلاں چیز
ہوگئی اس سے اس کمیٹی کا کام چونکہ بہت سنجیدہ ہے' بڑا اہم ہے strategic ہے اس کو اس
سے متاثر نہیں کیا جائے گا۔ events کو ہم کمیٹی کے کام پر حاوی نہیں ہونے دیں گے۔ وہی
ہوا کہ ابھی ایک event ہوا اس کو issues کے اوپر حاوی کرنے کی کوشش کی گئی۔ دوسری
بات انہوں نے یہ کہی اور سب نے agree کیا کہ کمیٹی کا کام سیاسی جماعتوں سے بالاتر ہوگا۔ It
would be above party politics, above partisan politics اور ہم نے بھی' ہم
ruling party کے ہیں ہم نے کوئی سرکاری سچ نہیں بولا۔ ہم اس officially certified truth
کو آگے لے کر آئے ہیں۔ ہم نے وہ بات کی جو حق کی بات ہے کلمہ حق تھا' جو سچ ہے وہ کہا۔
جب ہماری کمیٹی بنی' میں اس کا چیئرمین بنا تو میں نے پہلے فیصلہ کیا کہ فوراً میٹنگ بلائی جائے۔
میرے پاس ہمارے محترم دوست اور ساتھی سینیٹر ثناء اللہ بلوچ صاحب جو عطاء اللہ مینگل کی پارٹی
کے نمائندے ہیں وہ میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں کمیٹی کے سامنے ایک

presentation دینا چاہتا ہوں اور وہ presentation power point پر ہوگی۔ میرے خیال میں آج کل presentation کا culture ہوگیاہے ۔ انہوں نے بھی بڑی professionally فوج میں کافی culture کا power point کا' انہوں نے بھی بڑی presentation دی۔ اور میں کہتا ہوں کہ انہوں نے بڑا homework کیا ۔ And I complimentSenator Sanaullah Balouch اگر ہمارے politician نے serious کام کرنا ہے تو وہ homework کے ساتھ کریں facts کے ساتھ کریں۔ انہوں نے اپنا موقف پیش کیا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے fine, fiar enough. پہلے اجلاس میں ہی میں نے کہا کہ شروع ہم ان کی presentation سے کریں گے۔ انہوں نے presentation کر لی تو انہوں نے کہا کہ اب اس کا کیا کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ presentation جو ہے یہ ایک incomplete موقف ہے بلوچستان کے مسائل کے حل کے حوالے سے اس presentation کو میں فوراً official ریکارڈ کا حصہ بناتا ہوں۔ اس presentation کو میں ایک بنیاد بناتا ہوں کہ اس کے اوپر کمیٹی آگے چلے گی۔ یہ انہوں نے ایک موقف دے دیا۔ میں نے کہا کہ حکومت کی پانچ وزارتیں ہیں' ان کا موقف آگیا ۔ اب حکومت کا موقف بھی آنا چاہیے۔

Ministry of Defence, Ministry of Interior, Ministry of Finance, Ministry of Petroleum and Natural Resources and Ministry of Ports and Shipping چاروں کو ہم نے summon کیا کہ آپ آئیں اور جو یہ issues ہیں ان کا جواب دیں' اپنا موقف بھی پیش کریں۔ سو ایک موقف بلوچستان کی طرف سے آگیا' بلوچستان میں جو ان کی important political force ہے اس کا اور دوسری حکومت کی جو پانچ وزارتیں ہیں ان کا موقف آنا چاہیے اور Secretary, Defence آیا' Secretary, Interior آیا ان کے جو سارا بیوروکریسی کا paraphernalia ہے سب نے آکر موقف پیش کیا۔ پھر میں نے کہا کہ We will go on the spot. اور اس وقت رمضان شریف کا وقت تھا اور پروفیسر خورشید صاحب میرے محترم دوست روزے سے تھے اور بھی لوگ روزے سے تھے اور ہم نے کہا کہ ہم جائیں گے' انہوں نے کہا کہ Yes, we voluntarily go میں نے ایک C-130 لیا فوج سے' میں نے کہا ہم سارے اکٹھے جائیں گے اور جا کے بات کریں گے۔

جناب چیئرمین! یہ ایک unique exercise ہوئی پاکستان کی history میں کہ ایک پارلیمنٹ کی کمیٹی جس میں ساری سیاسی قوتیں جو پارلیمنٹ میں نمائندہ ہیں وہ شامل ہیں۔ وہ on the spot جا کے کوئٹہ اور گوادر جاکے لوگوں سے ملیں، بات کریں۔ جانے سے ایک دن پہلے مجھے ٹیلیفون آیا ہمارے محترم دوست محمود خان اچکزئی صاحب کا۔ انہوں نے کہا جناب آپ کوئٹہ آ رہے ہیں تو ایک پشتون کا جرگہ ہے نواب ایاز جوگیزئی صاحب کی قیادت میں وہ آپ سے ملنا چاہے گا، اپنا موقف پیش کرے گا۔ ہمارا جو schedule تھا چونکہ وہ پہلے تیار ہو چکا تھا اس کے باوجود میں نے کہا yes, the moment we land sharp ہم فارغ ہیں ادھر سیرینا میں گپ شپ مار لیں گے۔ آپ آئیں with a delegation. We want to talk to anybody and everybody ہمارے دروازے کھلے ہیں اور کھل کر بات کریں گے، ٹکا کے بات کرنی ہے، کوئی گھبرانے کی بات نہیں۔ ہم میں سچ بولنے کی ہمت ہے اور سچ سننے کی بھی ہمت ہے۔

نواب صاحب آئے، I am very grateful نواب صاحب ماشاء اللہ بڑے جاندار آدمی ہیں اور میں تو کہتا ہوں future Governor of Balochistan نواب صاحب کو ہونا چاہیے۔ آباؤ اجداد نے تو پاکستان بنایا ماشاء اللہ آپ میں خود بڑی جان ہے۔ انہوں نے بڑی اچھی presentation دی اور سارے ان کے لوگ آئے بڑے top کے لوگ جو ان کے لیڈر تھے، پشتون Community کے وہ سارے آئے اور ہمارے پاس آ کے انہوں نے بات کی، موقف پیش کیا، ہم نے نوٹس لیے اور یہ Official record کا حصہ ہوگیا اور I learnt a lot میں نے کہا کہ جی basic ہمارا perspective ہے، ہم آئیں ہیں۔ میں نے کہا میں صرف ایک نیت سے آیا ہوں to listen and to learn. سننے آئیں ہیں اور سیکھنے آئیں ہیں۔ یہی ہماری basic بات ہے اور اس حوالے سے پہلے ان سے meeting ہوئی۔ بائیس گھنٹے ہمارا interaction ہوا، 22 hours of official interaction کمیٹی نے دن رات کام کیا۔ جس میں پہلی دفعہ یہ بھی ہوا۔ I.G.F.C. جو ہے میجر جنرل شجاعت ضمیر ڈار صاحب کو ہم نے بلایا، اس کے نمبر ۲ کو بلایا، Coast Guard کے ڈی جی کو بلایا میں نے کہا آؤ جی بیٹھو، Secretary Interior کو بلایا اور ہماری ساری کمیٹی تھی۔ چھ گھنٹے کھل کے بات ہوئی۔

میرے خیال میں ہمارے ہاں main problem یہ ہے کہ ہم اصلی issues پر بات نہیں

کرتے۔ ہمارے ہاں جھوٹ منافقت اتنا ہو گیا ہے کہ ہم سچ بھی نہیں بولتے۔ منہ پر اور بات کرتے ہیں، دل میں اور بات ہوتی ہے اور بعد میں جا کے غیبت کرتے ہیں، سازش کرتے ہیں۔ میں نے کہا اس کو چھوڑو، ایک ہی طریقہ ہے کہ کہ face to face dialogue ہو اور بڑی بات ہوئی کچھ تلخی بھی ہوئی، کوئی animated discussion بھی ہوئی اور جو issue تھے سب پر کھل کے بات ہوئی اور میرے خیال میں یہ dialogue پاکستان کی تاریخ میں انوکھا تھا اور لوگوں نے بات کی اور میں نے agree کیا کہ یہ chains رکھتے ہیں اور authorize کیا کتنی 493 ایف سی چیک پوسٹس ہیں، کوسٹ گارڈ کی 87 چیک پوسٹس ہیں۔ ہم نے کہا there should be a Standard Operating Procedure, SOP جس کے تحت chain لگے یا کوئی اور لگے اور لوگوں سے اس سلسلے میں زیادتی نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ پیسہ بنائیں یا رگڑا دیں یا harass کریں یا خواتین کو ذلیل کریں، بچوں کو، مردوں کو اور ان سے پیسہ بٹوریں۔ میں نے کہا ہمارے ملک میں سمگلنگ پالیسی بھی review ہونی چاہیے۔ سمگلنگ ہوتی ہے نارکوٹکس کی، منشیات کی، سمگلنگ ہوتی ہے ہتھیار کی، weapons کی باقی کوئی تیل لا رہا ہے یا کوئی دال لا رہا ہے یا کوئی کمبل لا رہا ہے۔ یہ کیا سمگلنگ ہے غریب لوگ ہیں بے چارے وہ لاتے ہیں لانے دو۔ اب تو ہمارے ملک میں یہ بھی ناانصافی ہے ناں کہ بڑے چور کو ہم چھوڑ دیتے ہیں لیکن جو غریب لوگ ہیں ان کو پکڑ لیتے ہیں۔ That is unfortunately an injustice in our system. تو ہم نے بڑا اچھا interaction کیا پھر ہم گوادر بھی گئے۔ ادھر بلوچستان کوئٹہ میں ہم نے Provincial Government کا بھی موقف سنا، Chief Minister Balochistan through out the meeting موجود تھے، ان کے IG, Police انکے چیف سیکریٹری اور ہم نے NFC Award پر بھی ان کا موقف لیا۔ ان کے Finance Secretary نے بھی بات کی۔ یعنی جو بھی issues تھے، ان سب پر threadbare سب کی شمولیت کے ساتھ، سب کے تعاون کے ساتھ debate کیا۔ پھر ہم گوادر گئے۔ گوادر میں بھی ہم نے میرانی ڈیم کے affectees سے اور fishermen سے بات چیت کی۔ گوادر پورٹ کے بارے میں جو issues تھے، جیسے Gwadar Port Authority ہے، Gwadar Development Authority ہے، ان کے سربراہان، Nazim of Gwadar یعنی سب سے whoever was there, we talked to them

frequently and with very good spirit. پھر مجھے message ملا کہ نواب اکبر بگٹی صاحب is available to receive me تو میں نے کہا کہ وہاں ہم نے جانا ہے۔ اتنی دیر میں C-130 واپس جا رہا تھا کیونکہ Sui Airport تو پچھلے سال smashed and blast ہو چکا ہوا ہے' اس لئے وہاں بڑا جہاز land نہیں کر سکتا ہے کیونکہ Air Traffic Control نہیں ہے۔ اس لئے میں نے ایک چھوٹا جہاز لیا اور میں immediately next morning نواب صاحب کو ملنے چلا گیا۔ میری ان سے تین گھنٹے بڑی اچھی گپ شپ ہوئی اور بڑی positive بات ہوئی بلکہ we exchanged gifts also میں اس دن سفر میں تھا جس کی وجہ سے میرا اس دن روزہ نہیں تھا' اس دن انہوں نے مجھے بڑا اچھا کھانا بھی کھلایا۔ میں نے انہیں ایک کتاب present کی کیونکہ وہ ایک بڑے اچھے دانشور بھی ہیں' پڑھے لکھے politician ہیں۔ انہیں کتابیں پڑھنے کا بڑا شوق ہے۔ American Foreign Policy پر ایک نئی کتاب آئی ہے' وہ میں ان کے لئے لے کر گیا تھا اور انہوں نے مجھے ایک gift دیا جو کہ ایک بڑا exquisite small silver pocket knife ہے جسے آپ جیب میں بھی رکھ سکتے ہیں۔ اس پر carving ایک بگٹی tribe craftsman کی' کی ہوئی ہے' وہ بڑا خاص knife ہے' بڑا historic ہے۔ وہ مجھے انہوں نے دیا ہے جو میں نے گھر میں رکھا ہوا ہے۔اس حوالے سے بڑی خوشگوار ماحول میں بات چیت ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ کی کیا demands ہیں' آپ کے کیا issues ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ you can do business with General Musharraf کیونکہ General Musharraf کا mind set traditional establishment والا نہیں ہے۔ he is a man of indifference ان کی approach ہی different ہے۔ وہ بڑے کھلے ڈھلے بندے ہیں۔ ان کا favourite poet فیض احمد فیض ہے۔ وہ رسول بخش پلیجو کو پسند کرتے ہیں۔ ان کی Islamabad establishment کی روایتی سوچ نہیں ہے۔ he can reach out across the political divide and you can do business with him. He is not a financial businessman, reach an understanding for the sake of the Federation. بات چیت کے بعد ہم وہاں سے واپس آئے ۔ ہم نے اپنا دوسرا کام بھی کیا۔ اس کے بعد پھر ہم نے six members drafting committee بنائی ۔ اس میں تین opposition اور تین government کے ممبر

شامل کئے۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب' اسلم بلیدی صاحب ' رضا محمد رضا صاحب' دلاور عباس صاحب' سعید ہاشمی صاحب اور میں خود اس میں شامل تھا۔ ہم نے اس میں majority اور minority کا کوئی سوال نہیں اٹھایا۔ اس میں three from each side ممبر شامل تھے۔ کھل کر اس کمیٹی نے drafting تیار کی اور unanimously 31 recommendations تیار کیں۔ It has been completed اس دن چھٹی تھی جب ہم نے آخری meeting کرنی تھی۔ اس لئے میں نے کہا کہ یہ meeting میرے گھر میں کر لیتے ہیں۔ یہ meeting صبح دس بجے شروع ہوئی اور چار بجے ختم ہوئی۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد ہم House میں ملیں گے ۔ اس دن sunday تھا۔ ہم نے overtime work کیا۔ اس میں سب نے بڑی محنت کی۔ میں خاص طور پر اپنے opposition کے بھائیوں اور دوستوں کا بڑا ممنون ہوں کہ انہوں نے بہت تعاون کیا۔ MMA کے لیڈر مولانا محمد خان شیرانی صاحب نے جو کہ ہماری کمیٹی میں بھی ہیں' انہوں نے بھی ہم سے بڑا تعاون کیا ہے۔ وہ ایک بڑے national leader ہیں' man of stature and man of vision ہیں۔ میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ وہ ہمارے پرانے دوست بھی ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے اس spirit سے کام کیا یعنی افہام وتفہیم کے ساتھ کام کیا ہے۔ cooperation کے ساتھ کام کیا ہے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ان issues کا کوئی حل نکل آئے ۔ میں نے یہ issues highest level پر raise کئے ہیں۔ 22 نومبر کو National Security Council کی meeting ہوئی۔ اس میں مجھے بھی بلایا گیا۔ یہ بھی ایک بڑا unprecedented واقعہ ہے ۔ انہوں نے سمجھا کہ بلوچستان کا issue بڑا important ہے ' اس لئے مجھے بھی کہا کہ میں بھی اس میں آؤں۔ پہلے ایک briefing ا کرم شیخ صاحب نے دی جو کہ Planning Commission کے Deputy Chairman ہیں کہ وہاں کے Development Projects کیا ہیں ۔ پھر مجھے کہا گیا کہ موجودہ صورت حال پر میں روشنی ڈالوں اور میں نے وہاں پوری طرح کھل کر بات کی۔ اس meeting میں سارے Chief Ministers تھے ' Governor of Balochistan بھی تھے اور لوگ بھی تھے۔ Security Forces کے لوگ بھی تھے۔ Military Chiefs بھی تھے۔ میں نے کوئی لگی لپٹی بات نہیں کی بلکہ ٹکا کر بات کی کہ یہ' یہ issues ہیں۔ جو باتیں میں یہاں کر رہا ہوں ' میں یہ ادھر highest forum میں کر چکا ہوں۔ اصل میں ہمارا basically attitude غلط رہا

ہے۔ ہمارے رویے غلط رہے ہیں۔ ہم نے پوری طرح Federation کو صحیح معنوں میں چلایا نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ ہمیں اس issue کو above any institutional divide or political divide لینا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ یہ civil and military کا issue نہیں ہے' یہ کسی سیاسی جماعت کا issue نہیں ہے۔ یہ پاکستان کا issue ہے because Balochistan is today Pakistan's most sensitive and most strategic province. Pakistan is bordering Iran and Afghanistan with a long coast line اس کی بہت strategic اہمیت ہے۔ جس کے بارے میں ہمارے اس طرف کے دوست بھی بیان کر چکے ہیں۔

جناب والا! اس حوالے سے بھی بات کی گئی ہے کہ اب suddenly development projects یاد آ گئے ہیں۔ میں نے پچھلی پوری correspondece دیکھی ہے۔ یہ جو ہماری leadership ہے جس کے بارے میں other side کچھ باتیں کہتی ہے - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی foreigners نہیں ہیں' strangers نہیں ہیں' یہ ہمارے پاکستان کے لوگ ہیں۔ اختر مینگل صاحب پچھلے دور میں چیف منسٹر تھے' صوبائی حکومت میں خیر بخش مری صاحب کا بیٹا منسٹر تھا۔ یہ بلوچستان کے عوام کی دیرینہ demands تھیں' گوادر پورٹ' کوسٹل ہائی وے' میرانی ڈیم یہ سارے issues وہ تھے جو نہیں کئے گئے جو کہ پہلے کرنے چاہیے تھے بلکہ میں تو کہتا ہوں دیر آید درست آید' کسی نے بلوچستان پر کوئی favour نہیں کیا۔ this was there right, as a part of the federation or more so because they are producing so much for the federation. خاص طور پر سوئی کے حوالے سے۔ تو ہم نے جو recommendations تیار کی ہیں۔ سینیٹر دلاور عباس صاحب نے gas royalty پر بڑا زبردست فارمولا تیار کیا ہے چونکہ میں details diverge نہیں کر سکتا۔ جو سارے issues بلوچستان کے عوام کے حوالے سے' بلوچستان کے development کے حوالے سے' بلوچستان کے whether its employment issues, whether its Gwadar Port issues, whether its Blochistan's right under the NFC اور Frontier Corp کا issue ہے' اور check post وغیرہ کا۔

ایک چھوٹی سی بات ہے کہ کوئٹہ ائرپورٹ پر night landing facility نہیں ہے'

وعدہ کہا گیا کہ PC-52 بنا ہوا ہے لیکن اس سے آگے کبھی بات نہیں آئی' یہ PC-1 ہماری policies of priority کو determine کرتا ہے اور اس حوالے سے بیوکریسی کی red tape ۔ کیونکہ basically بلوچستان پر وہ توجہ نہیں دی گئی جو کہ دی جانی چاہیے تھی۔ پھر مجھے نواب ایاز جوگیزئی صاحب نے بتایا' وہ کہتے ہیں کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہماری trade پنجاب' Frontier کے ساتھ کھلے' ہمارے ہاں قلعہ سیف اللہ میں سوٹن ٹماٹر ہو تا ہے' وہ تو گل جاتا ہے' ہم جا کر کہاں بیچیں گے۔ سڑک بننی چاہیئے' projects بننے چاہییں' لورالائی سے ڈیرہ غازی خان بننا چاہیے' ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان بننا چاہیے M70 and M50 respectively ۔ میں پرائم منسٹر شوکت عزیز صاحب کے ساتھ سنازئی ڈیم کے لئے ژوب گیا' انہوں نے وہاں اعلان کیا اور صرف اعلان نہیڈ نڈے کے ساتھ کہ this has to be done. کہ یہ projects link up کریں۔

دوسرا ہماری anti-drought strategy کوئی نہیں' قحط سالی کا issue ہے اس پر specific issues deal کئے گئے۔ یہ FC employment کا issue ہے' اب دیکھیں ناں یہ تو bureaucratic approach ہوئی۔ Coast Guards ہیں' Coast line صرف بلوچستان میں 70% ہے اور تھوڑی سی سندھ میں ہے۔ لیکن why should Coast Guard have people from other provinces. بھرتی کروانے کے لئے Coast Guard کا بندہ لاہور آ رہا ہے thats wrong ' وہ کوٹہ سسٹم Coast Guard میں نہیں apply ہونا چاہیے جو کہ باقی services میں ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے Coast Guard federal institution ہے لیکن اس میں بلوچستان کی نمائندگی ہونی چاہیے۔ پھر ہماری کمیٹی نے یہ decide کرایا کہ Frontier Corps کی جو دس ہزار کی نئی فورس بنے گی اس میں we have to relax the educational rules and relax the physical requirements. اور اس میں جو آپ نے دس ہزار لوگ hire کرنے ہیں they should be from within Balochistan. تو اس حوالے سے جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ issue کا " انجر پنجر " نکالا we went to the depth of the issue, we went to the details of the issue. کیونکہ اصل میں بات یہ ہے Balochistan has been victim of criminal neglect. ہم نے اپنے federation کو چلانے میں توجہ نہیں دی اور میں اس حوالے سے سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان کے لئے بہت بڑے

challenges ہیں۔

پچھلے تین سالوں میں جو ہمارے ملک میں transformation ہو رہی ہے، میرے خیال میں یہ اتنی unique tranformation ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ so far it has been very smooth and peaceful. We have reversed so many wrongs اور کئی policies change ہوئی ہیں، U-Turns بھی ہوئے ہیں، افغانستان ہو، کشمیر ہو، دوسرے issue ہوں۔ بلوچستان میں بھی جو زیادتی ہوئی ہے اس کی تلافی ہو رہی ہے، جو projects کا سلسلہ ہے تو اس حوالے سے بھی we want to take everybody on board, this has to be a process of grand national reconciliation. اور اس کی کچھ بنیاد رکھنی پڑے گی۔ From Islamabad's perspective, its very clear. *"Danda"* is not the answer, dialogue and development, these are the two pillars of the policies. ڈنڈا استعمال ہو چکا ہے، اس کے نتائج negative رہے ہیں اور ویسے بھی ڈنڈا آپ اپنی قوم کے ساتھ استعمال نہیں کر سکتے، its very clear، ماضی میں ہوا ہے تو غلط ہوا ہے اس کو سارے condemn کرتے ہیں، and we know the consequence of Bangal and Balochistan, that has to move. ایک تو جناب یہ تھا، دوسرا یہ ہے کہ یہ جو ہمارے ذہن میں رہا ہے اور وہ بھی change کرنا پڑے گا اور ہو گیا ہے کہ مظبوط مرکز مظبوط پاکستان کی علامت ہے it's not true - مظبوط صوبے مظبوط پاکستان کی علامت ہیں، that is what a federal framework is all about. Strengthen the provinces, give full rights to the provinces. اور جو بھی issues ہیں ان کو اب democratically حل کریں لیکن اس ماحول کے لئے that we have to have certain rules of the game from all the sides. پورے rights restore ہوں اور اس میں maximum provincial autonomy has to be the part of the package. اس لئے ہم نے دونوں committees بنائیں، ایک ہماری کمیٹی جس کا میں head ہوں اور دوسری وسیم سجاد صاحب والی تاکہ یہ جو issues ہیں ان کے حقوق وہ بھی ساتھ ملیں لیکن ساتھ ساتھ than we have to have Balochistan ہماری کمیٹی نے بھی discuss کیا ۔ پروفیسر خورشید صاحب نے بڑی اچھی combination دی کہ

Balochistan has to be opened up for development, there can't be any "

No Go" areas, there can't be any terrorism, there can't be any farari Camps

and there can't be a no to dialogue or no to development تو آپ سب کو ساتھ

لے کر چلیں کہ سارا ماحول بہتر ہو ، حالات بہتر ہوں کہ بلوچستان واقعی ایک فیڈریشن کا حصہ ہو ۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو concurrent list کا issue ہے اس کو revise کریں ، review

کریں یا reverse کریں یا اس کو ختم کریں whatever the consensus we should do

that, it is for Pakistan, it is for Balochistan and it is for all the provinces of

Pakistan اور میں سمجھتا ہوں کہ جب میں سوئی گیا تو مجھے بڑا دکھ ہوا ۔ میں بیس سال پہلے بھی

وہاں جا چکا تھا جب میں as a journalist, Editor of "the Muslim" میں نے نواب اکبر

خان بگٹی صاحب کا interview کیا تھا اور پھر میں نے سردار عطاء اللہ مینگل صاحب کا

interview کیا I was the first Pakistani Journalist to interview him after he

left Afghanistan لندن میں 1984 میں interview کیا تھا تو اس وقت میں نے بگٹی صاحب

کا بھی انٹرویو کیا تھا۔ سوئی کی جو development ہے یہ تو ظلم ہوا ہے کہ جہاں سے آپ کا

سارا تیل نکلتا ہے black gold نکلتا ہے اس کو آپ نے underdeveloped رکھا ہے تو

ہمارے attitudes میں تبدیلی آنی ہوگی اور وہ تبدیلی اللہ کے فضل سے آ چکی ہے ۔ اور میں

بتادوں Mr. Chairman! I was in all meetings with the highest level کسی

meeting میں بھی کسی شخص نے چاہے فوجی ہو یا سویلین ہو اور Sherpao Sahib is there

کہا ہو کہ Military action ہونا چاہیے not one person said that , not one general,

not one civilian recommended that. Let us be very clear ان کو پتا ہے کیا

realities ہیں the way forward is reconciliation tarring everybody with you

in a democratic framework اور ہم نے غلطیاں کرنی ہیں تو ماضی کی غلطیاں نہ دہرائیں نئی

غلطیاں کریں ۔ کیونکہ ہمارا problem یہ ہے کہ وہی غلطیاں دہراتے ہیں اس کے اثرات بھی وہی

ہوتے ہیں تو اس لئے کوشش یہی ہے let us move forward اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو

کمیٹی بنی ہے یہ آپ ہی کی support سے بنی ہے ۔ ہمارے سب دوستوں کی support سے

بنی ہے - اب کچھ کہتے ہیں کہ ہم نہیں لیں گے ، بات نہیں ہوگی this is not the way out
آپ کیسے کرسکتے ہیں ؟ Do you not want dialogues پھر کیا راستہ ہے - Military
action ہم support نہیں کررہے ، پارلیمنٹ نے کمیٹی بنائی ہے - راستہ کیا ہے democratic
politics میں ایک ہی راستہ ہے Parliament and the Political process اور یہی بات ہم
نے کی تھی - میں اور چوہدری شجاعت صاحب 25 جنوری کو کراچی گئے تھے we had a very
good meeting with Sardar Attaullah Khan Mangel Sahib and ان کے دونوں
بیٹے اختر مینگل صاحب اور جاوید مینگل صاحب دونوں موجود تھے - ان سے بھی یہی بات ہوئی - ہم
نے بڑے خوشگوار اور بڑے اچھے ماحول میں بات کی ہے - نیت نیک ہے ، مسئلے کا حل چاہتے ہیں
اور حل ڈھونڈنے میں سب کو شامل ہونا پڑے گا - سب کو ساتھ دینا پڑے گا government
obviously has to take the lead which it has taken by forming this -
committee اور ساتھ جو اپوزیشن ہے اور میں نے ادھر ایم ایم اے کے دوستوں سے بھی بات
کی ، ہم نے جو Nationalist جو کہتے ہیں ان سے بھی بات کی ہے - ہمارے سب پرانے دوست
ہیں ، ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب اور دوسری جو چار پارٹیوں کا اتحاد ہے پھر ہم نے پشتون خواہ ملی
عوامی پارٹی سے بھی بات کی اور جتنی سیاسی قوتیں ہیں سب سے بات کی اور سب کا جو
unanimous view تھا یہی تھا کہ they have to move forward اور میں سمجھتا ہوں کہ جو
ہماری کمیٹی ہے جو recommendations لا رہی ہے وہ ایسی recommendations ہیں it is
a problem solving exercise مقصد یہ نہیں کہ کوئی academic exercise ہے تجزیہ
کریں - تجزیہ اب ہو گیا ہے - مسئلے کو ہم سارے سمجھ گئے ، اب مسئلے کا حل ڈھونڈنا ہے اور اس
قسم کی exercise کسی ایک صوبے کے حوالے سے کبھی پاکستان کی تاریخ میں پہلے نہیں ہوئی
کہ اتنی detailed اتنی democratic اور اتنی specific issue oriented exercise اس دن
میں اورماڑا میں تھا جس کا ذکر محترمہ کلثوم صاحبہ نے کیا - اس میٹنگ میں ، میں بھی شامل تھا ، بات
ہوئی تھی کہ about Gwader institute of technology, President asked me کہ اس
کو check کریں کیا گیا - میں نے فوراً ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کو ڈنڈا دیا اور کہا کہ تم کیا کر رہے
ہو اس کے بارے میں - اس نے کہا جی ہاں وہ PC-I تیار ہو رہا ہے فلاں ہو رہا ہے so you

know we are on it, we want to solve the problems تو میں اپیل کروں گا کہ ہمارے
اس political process کو Ch. Shujaat Hussain Sahib is very clear کہ the only
way forward and everybody is very clear, all stake holders. The President
of Pakistan, The Prime Minister of Pakistan. ہم خود سیاسی لوگ ہیں ہم تو political
process پر believe کرتے ہیں لیکن even جو فوج والے ہیں ان کا بھی یہی view ہے تو
political process کو آگے چلائیں political process کو آگے لے کر جائیں اور یہی فیصلہ
highest level پر ہوا تھا کہ the committee led by Ch. Shujaat Sahib will play
the lead role, negotiate کرے گی، بات کرے گی، گفتگو کرے گی، مسئلہ حل کرے گی۔
ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ کا تعاون جاری رہنا چاہیے، اس incident کو جس کو ہم سب
condenm کرتے ہیں اور اس کی جب report آئے گی، آپ دیکھیں گے کہ کس طریقے
سے انہوں نے اس طرح کھل کے سارا کیا۔ اس میں سب نے کہا ہے کہ جو cover up ہے اس
کو expose کریں۔ میرا خیال ہے کہ time آ گیا ہے کہ ہم سچ بولا کریں۔ کل Prime
Minister ہمارے PML House آئے تھے، میں نے ان کو یہی کہا، میں نے کہا کہ جی اب
ہماری یہ کوشش ہے کہ نیا political culture ہو جس میں سازشی، سفارشی عنصر نہ ہو اور جھوٹ
اور منافقت نہ ہو اور جو بات ہے، سچ کریں۔ اب پاکستان میں time آ گیا ہے کہ اب issues
اتنے بڑے ہیں، اب جھوٹ سے کام نہیں چلے گا، منافقت سے کام نہیں چلے گا، cover up سے
کام نہیں چلے گا لیکن ساتھ ساتھ دونوں چیزیں ہوں گی۔ No ڈنڈا dialogue and carry
اس everbody with us, maximum provincial autonomy to all the provinces
میں ظاہر ہے کہ بلوچستان کو بھی فائدہ ہو گا اور ماضی کی بھی تلافی ہو گی کہ ساتھ ساتھ
Balochistan then has to be a peaceful province with no terrorism, with no
farari camps and no go areas. ہم سب کو ساتھ لے کر چلتے ہیں کیونکہ ہمارا یہی مقصد
ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی جو leadership ہے، یہ ماضی میں جو رائے تھی، ہم نے کہا
کہ فلاں، فلاں patriot ہے، this is over now Everybody is the patriot وہ نہیں کہ
you are declared a patriot till furher order and you are decalred a traitor till

سب کا further order. stake ہے' سب کا اپنا ملک ہے اور اس کو ایک federation کی طرح چلانا ہے جس میں بلوچستان' پنجاب' سندھ اور Frontier کے مساوی حقوق ہیں' irrespective of size and irrespective of population اور ہم تو کہہ رہے ہیں اور میں نے National Security Council میں بھی کہا تھا' NFC Award میں کہا تھا کہ جو بلوچستان کی ہے its perspective, its just views should be represented.

جناب چیئرمین ! تو انشاء اللہ under your guidance and with the cooperation of everybody and the House خاص طور پر میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہمارے دوست حزب اختلاف میں ہیں' انہوں نے بہت تعاون کیا۔ We will resolve these issues اب ہمیں موقع ملا ہے ' we are also on trial, Parliament is on trial, politicians are on trial, poltical parties are on trial لوگ کہتے ہیں کہ جی politicians نالائق ہیں' politicians لڑتے رہتے ہیں' ان میں جان نہیں ہے' یہ سچ نہیں بولتے۔ یہ سب چیزیں ہم نے ثابت کر دی ہیں کہ یہ غلط ہیں۔ Now, is the time کہ resolve issue politically through spirit of cooperation, consultation and consensus. تو یہی ہماری روش ہے' یہی ہماری کوشش ہے اور انشاء اللہ ہم اس کوشش میں کامیاب ہوں گے' آپ سب کے تعاون کے ساتھ۔ بہت مہربانی' شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ اب جب آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی ہے تو اس وقت آپ کے بھی اور House میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کے بھی patience جو ہیں' وہ اب---

جناب چیئرمین ، میری patience ہے I have always capacity to listen to you.

سینیٹر میاں رضا ربانی، لہذا' میں اپنی original جو میرے ذہن میں تقریر تھی' میں اس کو تھوڑا سا alter کرتا ہوں کیونکہ میرا یہ خیال تھا کہ یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اور غالباً

پاکستان کی تاریخ لکھی جا رہی ہے اور آئندہ آنے والے مورخ جو ہیں' وہ یقیناً سینیٹ کے اس اجلاس کا جائزہ ضرور لیں گے اور اس میں جو باتیں کی گئیں یا کی جا رہی ہیں' وہ ان کو مدنظر ضرور رکھیں گے۔ لہذا' history میں justification ڈھونڈنے کے لئے میں نے اپنی تقریر کو دو حصوں میں کیا تھا' ایک اس کا philosophical side جو بلوچستان کی تاریخ اور بلوچ عوام کی جدو جہد سے جس کا تعلق تھا۔ ہم جسے کٹ کر موجودہ حالات کا solution جو ہے' وہ نہیں نکال سکتے لیکن میں اس میں شروع ہوں تو وہ ایک بڑی لمبی اور طویل بات ہو جائے گی۔ لہذا' میں اپنی تقریر کے اس حصے کو حذف کرتا ہوں اور میں اس وقت جو کچھ issues اٹھائے گئے اور اس وقت burning issues ہیں' ان کی طرف سیدھا آتا ہوں اور ان پر کچھ بات کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! یہ بات بالکل درست فرمائی جناب سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے کہ انہوں نے انجر پنجر ہلا دیا اس issue کا لیکن میں ان سے صرف اتنا اختلاف کروں گا کہ وہ انجر پنجر وفاق پاکستان کا اس حکومت نے ضرور ہلا دیا ہے۔ اس issue کو اس depth کے اندر وہ دیکھ سکیں ہیں یا نہیں۔ وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک الگ بحث ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ mind set اب تبدیل ہو چکا ہے اور اب فوجی آپریشن کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ ہم ایک political solution کی طرف جا رہے ہیں لیکن پھر میں اس بات کو جہاں پر یقین کرنا ضرور چاہتا ہوں اور میرا دل یہ کہتا ہے کہ ہاں یہ بات درست ہو سکتی ہے۔ وہاں پر جب میں حقائق کو دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بات درست نہیں لگتی۔ مجھے یہ سامنے نظر آتا ہے کہ شاید یا غالباً پاکستان کی establishment کے اندر دو آراء موجود ہیں۔ کیونکہ ابھی جناب چیئرمین' آپ کو یاد ہوگا کہ آج اسی سیشن کے اندر کچھ عرصے پہلے اسی حکومت کے ایک وزیر طارق عظیم صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بات کہی کہ جناب شجاعت حسین صاحب کی کمیٹی کو sabotage کیا جا رہا ہے اور جناب شجاعت حسین صاحب کی کمیٹی کے خلاف ایک conspiracy چل رہی ہے۔ جناب چیئرمین! پھر اس کے ساتھ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عید کے دن سوئی کے اندر اس واقعہ کے بعد فوجوں کو داخل کر دیا جاتا ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جناب جنرل مشرف اپنی تقریر' جو بات ابھی کی گئی ہے کہ There is a qualitative change in the mind set of the establishment. اور یہ کہ جنرل مشرف ایک آزاد خیال

انسان ہیں اور وہ روایتی establishment کے حامی نہیں ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم ضرور کرنا چاہوں گا لیکن میں اس T.V. interview کا کیا کروں؟ جب جنرل مشرف نے آکر T.V. کے اوپر یہ بات فرمائی کہ یہ 1970s نہیں ہے۔ And they wouldn't know what hit them. تو جناب چیئرمین! یہ کونسے mind set کو reflect کرتا ہے؟ کیا یہ political mind set کو reflect کرتا ہے؟ کیا یہ ایک political dialogue کو آگے لے جانے کی بات کرتا ہے؟ کیا یہ کوئٹہ کے اس معاملے کے exactly opposite بات نہیں ہے؟ جناب چیئرمین! جب یہ صورتحال ایسی ہے تو میں کس طرح اس بات کو تسلیم کر لوں کہ ایک mind set کے اندر تبدیلی آئی ہے۔

جناب چیئرمین! پھر یہ بھی کہا گیا کہ ان دو چیزوں کو الگ کرنا چاہیے۔ سوئی کے واقعے کو اور بلوچستان کے issues کو۔ میں اس بات کو ماننے اور تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ سوئی کے واقعے کو اور بلوچستان کے عوام کی محرومی کو، بلوچستان کے ساتھ وفاق نے جو زیادتیاں کی، بلوچستان اور چھوٹے صوبوں کے عوام کے ساتھ ۱۹۷۳ء کا آئین جب بنا اور اس وقت کہا گیا کہ ۱۰ سال کے بعد provincial autonomy کے مسئلے کو دوبارہ دیکھا جائے گا۔ وہ ۱۰ سال کے بعد نہیں دیکھا گیا اور اس وقت کس کی حکومت تھی؟ اس کو بھی ذہن میں رکھا جائے لیکن ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ بات کہتا ہوں کہ اس issue کو آپ separate نہیں کر سکتے۔ آپ اس issue کو separate کیوں نہیں کر سکتے؟ جناب چیئرمین! وہ اس لئے آپ نہیں کر سکتے کہ جہاں پر بلوچستان کے عوام کے اور بہت سے مسائل تھے اور ہیں، وہاں پر ایک سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ چھاؤنیوں کی تعمیر بلوچستان کے اندر نہیں ہونی چاہیے - وہاں پر ایک سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ فوجوں کو بلوچستان سے واپس بلانا چاہیے لیکن سوئی کے واقعہ کے بعد کیا ہوا کہ جہاں پر چھاونی نہیں بھی تھی وہاں پر فوج پہنچ گئی اور وہاں پر اگلے دن آئی ایس پی آر اور جو کرنل تھا اس نے کہا کہ ہم نے یہاں پر قبضہ کر لیا ہے اور اب یہاں پر ہم نے چار ہزار چار سو ایکڑ پر چھاؤنی تعمیر کرنی ہے اور ہم نے یہ زمین acquire کر لی ہے اور وہاں کی ضلعی حکومت کہتی ہے کہ ہم نے یہ زمین بیچی ہی نہیں۔ تو ان دو issues کو آپ کس طرح change کریں گے۔ اس issue کے consequences میں آپ نے اسی چیز کو مزید آگے

بڑھا دیا جس کے خلاف بلوچ عوام نے اپنی جدوجہد کو آگے بڑھایا تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اصل مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ ہم نے اس ملک کے اندر جمہوریت کو renegade کر دیا ہے for history اس لیے آج بنیادی طور پر یہ صورتحال پیدا ہو رہی ہے کہ state کی اپنی moral values ختم ہو چکی ہیں۔ جناب والا! سوئی کے واقعہ کی تفصیلات میں میں نہیں جاتا حالانکہ یہاں پر یہ بات کہی گئی۔ جناب طارق عظیم صاحب نے یہاں پر یہ بات فرمائی کہ ایک ای میل آئی ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ اصل کہانی یہ ہے' اخبار میں یہ ای میل چھپا تو جناب! آج کے "ڈان" اخبار کے اندر یہ بات چھپی ہے کہ rape victim under pressure to keep mum, اس کے خاوند نے یہ کہا ہے کہ اس پر دباؤ ہے ۔ اس کے خاندان پر دباؤ ہے کہ آپ اس کو rape case نہ کہیں بلکہ اس کو dacoity case کہیں۔ تو آپ کس کو مانیں گے۔ جناب والا! یہاں پر یہ بات پہلے بھی کہی گئی کہ یہ بات اس حد تک نہ پہنچتی اگر یہ cover up کرنے کی بات نہ ہوتی اور مجھے اس بات پر نہایت خوشی ہے کہ مشاہد حسین سید صاحب نے یہ بات admit کی کہ اس واقعہ کو cover up کرنے کی کوشش کی گئی چاہے وہ پی پی ایل تھی یا کوئی اور تھا لیکن جب آپ نے اس بات کو admit کر لیا کہ اس issue کو cover up کرنے کی کوشش کی گئی تو جو فرد اس میں نامزد ہو رہا ہے' جس کی طرف انگلیاں اٹھ رہی ہیں' اس کو آپ زیرحراست کیوں نہیں لیتے۔ یہ کہہ دینا کہ DNA test لیا گیا ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے لیکن جیسا کہ پہلے یہاں اس فلور پر بتایا گیا کہ جب منڈو باگو کا incident ہوا تو اس وقت جب institution نے خود react کیا اور ایک enquiry order کر دی اور اس کے بعد لوگوں کو کیفرکردار تک پہنچایا گیا۔ تو institution کی اپنی عزت عوام کی نگاہ میں بڑھ گئی۔ لیکن یہاں پر یہ بات نہیں کہی جا رہی' یہاں پر بدقسمتی سے ایک ایسی صورتحال پیدا کی جا رہی ہے جہاں پر عوام کو فوج کے بالمقابل لا کر کھڑا کیا جا رہا ہے اور یہ ایک نہایت ہی خطرناک روش ہے۔یہ خطرناک روش پاکستان کی integrity کے لیے ہے' یہ خطرناک روش وفاق کے لیے ہے اور یہ خطرناک روش institution کے لیے خود ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ابھی بھی situation کو retrieve کیا جا سکتا ہے۔ ابھی بھی political dialogue پر صرف lip service کی حد تک' صرف تقریر کی حد تک' صرف Press statements کی حد تک انحصار نہ کیا جائے۔ ابھی بھی اگر

صحیح معنوں میں ایک meaningful political dialogue کو جنم دیا جائے اور صحیح معنوں میں اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ بلوچستان اور اس کے ساتھ چھوٹے صوبوں کے مسائل موجود ہیں، صورتحال قابو میں ہے اور تبدیل ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم seriousness of the issue کی اگر بات کریں تو یہ درست ہے کہ دو پارلیمانی کمیٹیاں بنیں۔ یہ درست ہے کہ ایک پارلیمانی کمیٹی کا کام آئین کے اندر provincial autonomy کے اوپر ترامیم دیکھنا ہے لیکن کیا یہ بات بھی ایک مسلمہ حقیقت نہیں ہے کہ جہاں پر تمام سیاسی جماعتوں نے اپنے proposals provincial autonomy کے اوپر دے دیے ہیں۔ آج دن تک حکومت پاکستان کا موقف provincial autonomy کے اوپر سامنے نہیں آیا اور اسی وجہ سے وسیم سجاد صاحب کی جو کمیٹی ہے وہ اپنے کام کو آگے نہیں بڑھا پا رہی کیوں کہ کمیٹی کے پاس حکومت کی bottom line نہیں ہے کہ حکومت کس حد تک provincial autonomy کے لیے آگے بڑھنا چاہ رہی ہے تو صرف تقاریر اور statements کی حد تک اگر ہم provincial autonomy کی بات کریں گے تو وہ ایک الگ بات ہے لیکن جہاں پر broad steps کی بات ہے، ایک مہینے پہلے جس وقت کمیٹی کی meeting ہوئی تھی، اس میں Leader of the House نے یہ بات واضح طور پر حکومت کو کہی تھی کہ آپ اپنی bottom line ہمیں دیں لیکن آج دن تک حکومت کی وہ bottom line ہمارے سامنے نہیں آئی ہے کہ وہ کس حد تک provincial autonomy دینے کے mood میں ہیں یا نہیں دینا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج پچھلے تین دنوں سے سینیٹ جو ہے وہ بلوچستان جیسے سنگین مسئلے کے اوپر جس کی attention پوری ملک کی طرف ہے اور آپ کو خود اس بات کا علم ہے کہ جب یہ سینیٹ کا اجلاس شروع ہونے والا تھا تو پورا ملک اس طرف دیکھ رہا تھا کہ سینیٹ سے کیا بات نکلے گی، سینیٹ میں کیا بحث ہو گی لیکن یہ افسوس سے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ Prime Minister of Pakistan نے اپنے آپ کو بلوچستان کے issue سے totally detach رکھا۔ Executive responsibility of the federation rests on the Prime Minister of Pakistan لیکن اس نے اپنے آپ کو اس issue سے totally detach رکھا۔ ایک اگر statement کہیں پر press سے بات کرتے ہوئے آ جائے اتنے burning

issue کے اوپر یہ Prime Minister کی شان نہیں ہے۔ Prime Minister کو یہ پورے تین دن اس ایوان میں موجود ہونا تھا اور تمام Senators کی بالخصوص ان Senators کا جن کا تعلق صوبہ بلوچستان سے ہے' ان کی باتیں سننی تھیں اور میں یہ بات صرف Opposition کے Senators کی نہیں کر رہا ہوں۔ Treasury Benches کے Senators نے بھی جو تقاریر کی ہیں بلوچستان سے لہجے میں فرق ضرور ہو سکتا ہے لیکن content میں کوئی فرق نہیں تھا۔ بات ان کی بھی وہی تھی۔ چٹھہ صاحب نے جو کل بات کی میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ایک بڑی encouragingبات تھی کیوں کہ وہ صوبہ پنجاب سے آئی تھی لیکن

unfortunately, Prime Minister did not even think it fit to come to this House and make a statement on the floor of the House and we are talking about the sovereignty of Parliament. We are talking about Parliament being on test. What test is Parliament on, when throughout this whole debate, there has just been one minister who has been sitting throughout.

Mr. Chairman: Leader of the House is present, he represent the Cabinet.

Senator Mian Raza Rabbani: He may be representing the Cabinet, Mr. Chairman! but here it is not a question by proxy. It is a question where the Chief Executive, who is the Prime Minister, who is the answerable to the Parliament, who is answerable to the National Assembly, who is answerable to the people of Pakistan, he should have been here. One province of the fedration is on fire and the Prime Minister is fiddling away like Nero. I am sorry, sir, and then we say that politicians are on test. It is not the job of Mr. Mushahid Hussain Sayed to be shuttering back and forth. It was the job of the Prime Minister to have

taken congnizance If there is to be a redressal of the grievances of Balochistan, then it has to be through his Government, not through the ruling party but I am sorry to say that this attitude is most uncalled for by the Prime Minister.

Mr. Chairman! it has been said that there should be no no-go-areas and we have been seeing that the Federal Government or the Establishment have had this false necessity of opening up Balochistan to development. Yes, there should be development. A developrrent can only take place by keeping the socio cultural back ground of the people of the area in mind. By keeping their history in mind, by keeping their traditions in mind and today like I said on the first day when I came on the floor of this House, today, the crisis of the state is the crisis of confidence.

آج صوبوں کو، چاہے وہ صوبہ بلوچستان ہو، چاہے وہ صوبہ پختونخواہ، چاہے وہ صوبہ سندھ ہو، اس کو وفاق کے اندر یا وفاق کی institutions کے اندر وہی confidence نہیں ہے۔ کیونکہ betrayal اتنی دفعہ ہوا ہے، آئین پر عملدرآمد اتنی دفعہ نہیں ہوا اس لئے وہ کھوکھلی باتوں اور کھوکھلے dialogue میں آنے والے نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! تاریخ پاکستان کو ایک ایسے juncture پر لے کر آئی ہے جہاں پر حقیقتاً ایک سیاسی حل اور وہ سیاسی حل صرف گفت و شنید کا نہیں بلکہ concrete steps کا ہے۔ جب تک نہیں ہوگا اس وقت تک مسئلہ کا حل سامنے نہیں آئے گا۔ بلوچ عوام کی یہ ایک جائز شکایت رہی ہے کہ ان کے ہاں جتنے میگا پراجیکٹس بنے یا بن رہے ہیں ان کا تعلق بلوچ عوام کی welfare سے نہیں ہے۔ اس کا benefit بلوچ عوام کو نہیں جا رہا۔ اگر گوادر بن رہا ہے ٹھیک ہے لیکن اس کا benefit کیا بلوچ عوام کو جا رہا ہے؟ ہرگز نہیں جا رہا۔ باہر سے لوگ آ رہے ہیں، وہاں پر invest کر رہے ہیں، زمینیں قبضہ کر رہے ہیں اور بلوچ عوام کے حقوق کو سلب کیا جا رہا ہے۔ ان کی economic hetterment اس سے نہیں ہو رہی۔ نوکریاں وہاں کے educated مرد اور خواتین

کو نہیں مل رہیں۔ احساس محرومی وہاں پر اس لئے بڑھ رہا ہے کہ چپے چپے پر آپ نے pickets لگائی ہوئی ہیں۔ احساس محرومی وہاں پر اس لئے بڑھ رہا ہے کہ فرنٹیئر کور کا وہی colonial structure آج دن تک آپ نے وہاں پر رکھا ہوا ہے ۔ احساس محرومی وہاں پر اس لئے بڑھ رہی ہے کہ کوسٹ گارڈ میں وہاں کے نوجوانوں کو روزگار دینے کی گنجائش نہیں ہے۔ احساس محرومی بلوچستان میں اس لئے بڑھ رہی ہے کہ گیس کی جو royalty ہے وہ آپ اس کو کم دے رہے ہیں۔ دوسرے صوبے کو زیادہ دے رہے ہیں بلوچستان کو کم دے رہے ہیں اس لئے بلوچستان کے اندر احساس محرومی بڑھ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! بلوچستان میں احساس محرومی اس لئے بھی بڑھ رہی ہے کہ آپ ایکسائز ڈیوٹی levy کرتے ہوئے اورگیس فیڈرل گورنمنٹ کے پول کے اندر ڈال دیتے ہیں۔ بلوچستان عوام پر اس کے benefits نہیں جا رہے۔ اس لئے جناب چیئرمین! بڑھ رہی ہے۔

احساس محرومی اس لئے بڑھ رہی ہے کہ جب military take over ہوا تھا تو ہم نے بڑے بلند دعوے سنے تھے۔ ہم نے سنا تھا کہ این ایف سی ایوارڈ صوبوں کے درمیان وسائل کی تقسیم equal بنیاد پر ہوگی کیونکہ پہلے نہیں ہوتی تھی۔ پھر ہم نے یہ سنا کہ این ایف سی ایوارڈ آئے گا جب شوکت عزیز صاحب فنانس منسٹر تھے۔ وہ پورا دور Finance Ministry کا چلا گیا' نیا این ایف سی نہیں آیا۔ پچھلے بجٹ میں یہ کہا گیا کہ نئے این ایف سی ایوارڈ کے اوپر نیا بجٹ بنے گا۔ بجٹ بھی گزر گیا' نیا این ایف سی نہیں آیا جس کی وجہ سے دو چھوٹے صوبوں کو اپنے بجٹ بنانے میں دشواری آئی ۔ and you are aware of it ایک تو آپ کا اور میرا صوبہ تھا۔ ان کو اپنا بجٹ بنانے کے اندر دشواری پیش آئی' لیکن این ایف سی نہیں آیا۔ پھر کہا گیا کہ اگلا جو بجٹ آئے گا اس کے اندر نیا این ایف سی ہوگا اب بجٹ کی تیاریاں عروج پر ہیں۔ We are in February, جون میں بجٹ آنا ہے

and not a single, it was shameful thing for me to say, not a single meeting of the NFC has been called. So, how is the new NFC going to come and let us call a spade a spade, Mr. Chairman! I agree with Mr. Mushahid, the time has come. We must be very candid and we must be very clear and let

us call a spade a spade and the spade is that today the actual problem between the federation and the provinces is the question of resource distribution.

اگر آپ اس مسئلے کو، resource distribution کے مسئلے کو حل کردیتے ہیں تو آپ کا ایک healthy federal provincial relationship جنم لے گا۔ لیکن اگر آپ این ایف سی کے مسئلے کو حل نہیں کر پاتے اور این ایف سی کا مسئلہ اس طرح حل نہیں ہوتا کہ صرف population کو basic criterion بنا کر بیٹھ جائیں۔ اگر population basic criterion ہوگا تو پھر Balochistan is out of the frame آپ کو criterion کے اندر تبدیلی لانی پڑے گی۔ جب تک آپ criterion کے اندر تبدیلی اور weightage تبدیل نہیں کریں گے۔ ہاں پاپولیشن کو میں یہ نہیں کہتا، ہم ایک وفاقی جماعت ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ population کو آپ ختم کر دیں۔ لیکن میں کہتا ہوں جہاں آپ population کو weightage دیتے ہیں وہاں پر backwardness, land or size, review generation, ان criteria کا بھی weightage آپ بڑھائیں۔

جناب چیئرمین صاحب! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ابھی winding up بھی ہونی ہے۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا آخر میں کہ چند ایسے steps ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس issue کو settle کرنے کے لیے لازم ہیں اور جو شاید prerequisite بھی ہیں اور اس سے پہلے، مشاہد صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں اور کل وسیم سجاد صاحب سے بھی یہ درخواست کی تھی کہ کمیٹی جو بنی ہے اس کمیٹی کا purpose فوت ہو جاتا ہے اگر اس میں بلوچستان کی representation نہ ہو۔ پہلے مینگل صاحب کی جماعت نے بائیکاٹ کیا اور پرسوں جب debate کی ابتداء ہوئی تو بگٹی صاحب کی پارٹی اور دوسری جو چار بلوچ پارٹیاں ہیں انہوں نے بھی اپنے آپ کو disassociate کر دیا۔ X parte میں کوئی decision آنا Courts کے اندر بھی کوئی healthy بات نہیں ہوتی اور politics میں تو X-parte decision healthy ہوتا ہی نہیں۔ لہٰذا میں نے کل meeting کے اندر بھی استدعا کی تھی اور مشاہد صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں پھر استدعا کروں گا کہ بات کریں، جو دوست کمیٹی سے چلے گئے ہیں ان کو

جب تک آپ کمیٹی کے process کے اندر شامل نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کی recommendations چاہے کتنی اچھی ہوں، لیکن جیسے میں نے کہا کہ X-parte decisions اور X-parte political solutions lasting political solutions نہیں ہوتے - میں یہ کہوں گا کہ ان کو واپس کمیٹی کے اندر لایا جائے تاکہ وہ آپ کی suggestions کا حصہ بن سکیں اور ان کی بات اتنی unreasonsable نہیں ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ واپس آئیں تو وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو Pre-Sui position تھی اس پر آپ چلے جائیں اور جو آپ گوادر کی بات کر رہے ہیں اور agreements sign کر رہے ہیں تو جب تک کمیٹی کی deliberations ہو رہی ہیں اتنی دیر تک اس کو hold on کر دیں۔ ابھی آپ نے خود بتایا کہ آپ کی کمیٹی کی

delibrations are almost complete. So, it would only be a matter of a couple of months or maximum two months and heavens are not going to fall, if you can come to an amicable solution with a province. So, sir I would suggest that first of all the question of royalty and the formula needs, No. 1, needs to be re-looked at and an equitable formula be evolved. No.2, the NFC Award should be brought immediately and the criterion of only population or population having the maximum weightage should be changed and other criterion should be included. The question of provincial autonomy which is the core question, we have all defined our quantums of provincial autonomy. The government has not defined its quantum of provincial autonomy. So, let the government define its quantum of provincial autonomy so that we can build from there and we can start negotiating and talking.

Then sir, the re-structuring of the laws and policies of the civil armed forces in Baluchistan, that is No.4. No.5, the withdrawal of forces

prior to the Sui situation. No. 6 the doing away with the pickets in the province in the light of the Resolution of the Baluchistan Provincal Assembly. No. 7, the implementation of all the Resolutions of the Baluchistan Provincial Assembly.

8. Stoping the construction of Cantonment in the Province and finally,

pertaining to Sui incident and the honourable Interior Minister is here, I am sure that he would give it careful consideration and would concede to this because that this is not only the demand of the Opposition but it is also being asked for by various human rights organizations and that is the presence of the independent observers at the tribunal which is doing the hearing, with the possibility of allowing them to cross examine. Sir, in the end I am grateful to you and I am grateful to the the Leader of the House as well for having agreed with us to have this three days debate on this most crucial issue which confronts the Federation today. Thank you sir.

Mr. Chairman: Mr. Sherpao.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ (وفاقی وزیر برائے داخلہ)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں اس پر بات کر سکوں۔ تین دن سے بلوچستان کے issue پر اس ہاؤس میں deliberations ہو رہی ہیں' discussion ہو رہی ہے اور اکثر معزز اراکین نے اس پر بات کی ہے۔ مجھ سے پہلے Leader of the Opposition اور اس سے پہلے مشاہد صاحب نے تفصیلاً گفتگو کی ہے۔ میں ذرا آپ کے سامنے وہ واقعات لے کر آؤں گا جن پر شاید اس سے پہلے بات نہیں ہوئی ہے کیونکہ زیادہ

repetition ٹھیک نہیں ہے یا اگر کوئی پہلے policy statement آئی ہے تو میں اس پر بولنا نہیں چاہتا - تاہم ایک بات تو Leader of the Opposition نے پہلے دن یہ کی کہ اس ایوان میں issue پر بات چیت نہیں ہوتی تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان پر جس طریقے سے مفصل discussion ہوئی ہے' یہ اس بات کی گواہ ہے کہ اس ہاؤس میں اور نیشنل اسمبلی میں جو بھی issues گورنمنٹ کی side سے ہیں' ہم ان پر بڑے کھلے دل کے ساتھ discussion کرنا چاہتے ہیں اوران کا amicably solution بھی ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے وانا پر یہاں بھی اور وہاں بھی discussion کی ہے۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وانا میں بھی حالات normal ہو رہے ہیں۔ وہاں پر بھی dialogue کا process شروع ہوا تھا جس کے نتیجے میں آج بہتری آئی ہے۔ یہ آپ لوگوں کی تجاویز سے ہی ہم لوگوں نے سیکھا ہے اور انہی کے مطابق اس مسئلہ کو آگے لے کر گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو بھی تقریباً دو سال ہو گئے ہیں اور اگر آپ اس کا پورا record دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہاں دونوں sides سے بلوچستان کے ہر ایک issue پر بڑے اچھے طریقے سے discussion ہوئی ہے - ان میں جیسے Leader of the Opposition نے کہا کہ بہت سارے مواقع ایسے تھے کہ گورنمنٹ اور Opposition Benches نے تقریباً اتفاق کیا ہے۔ تو یہ ایک اچھی بات ہے چونکہ یہ ان کا صوبہ ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ وہاں ترقی ہو' وہاں پر امن ہو' وہاں کی مشکلات کو یہاں ہاؤس میں discuss کیا جائے۔ اسی طریقے سے باقی صوبوں کو بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بھی ان ہی forums کو استعمال کرکے اپنے مسائل کو حل کریں۔

جناب چیئرمین! میں دو تین چیزوں کو ابھی زیادہ اہمیت دوں گا ایک تو sequence of events پر میں ذرا بات کرنا چاہتا ہوں کہ کس طریقے سے یہ سارا سلسلہ ہوا کیونکہ ضروری ہے۔ کیونکہ ہاؤس کے بہت سارے ممبران نے اس پر بات کی لیکن میں چاہتا تھا کہ جو sequence ہے اس کو آپ کے سامنے پیش کروں اس میں جو events تھے rape کا issue ' کیپٹن حماد کی پوزیشن ' یہ ایسے events ہیں جن پر ہم چاہتے ہیں کہ اس پر بات چیت کی جائے اور ہاؤس کوبتایا جائے کہ کیا issues ہیں اور کس طریقے سے واقعات ہوئے اور اس کے بعد بلوچستان کی جو situation ہے اور وہاں ابھی جو events ہو رہے ہیں - اس پر بھی میں دو چار منٹ لینا چاہوں

گا۔ سب سے پہلے جناب چیئرمین! میں اس ہاؤس کو sensitized کرنا چاہتا ہوں جو کہ بلوچستان میں ۲۰۰۲ء سے لیکر ۲۰۰۵ء تک کس طریقے سے یہ events ہوتے رہے ہیں۔ میں law & order کی طرف اشارہ کروں گا۔ جناب چیئرمین ! میں on the Floor of the House آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان تین سالوں میں بلوچستان میں راکٹ کے جو attacks ہوئے ہیں ان کی تعداد 1529 ہے۔ بم بلاسٹ 168 ہوئے ابھی یہ دو اور ہوئے ہیں تو اس کے ساتھ 170 تقریباً ان تین سالوں میں بم بلاسٹ ہوئے ہیں۔ابھی اس کو ہم تھوڑا سا پچھلے چھ مہینوں میں focus کر لیتے ہیں۔ کیا صورت حال ہوئی ہے۔میں چار جگہوں کے بارے میں بتا رہا ہوں کوئٹہ' ڈیرہ بگٹی ' کوہلو ' گوادر' پچھلے چھ مہینوں میں راکٹ attacks 956 ہوئے ہیں اور ۷۴ بم بلاسٹ ہوئے ہیں ان چار چھ مہینوں میں ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا تھا کہ ہاؤس کو کم از کم یہ پتہ ہو کہ اتنے بم بلاسٹ ' راکٹ attacks وہاں پرمعمول کی بات ہے ۔ تین سالوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے اور یہاں پر میرے بہت قابل احترام دوستوں نے کہا کہ ملٹری آپریشن ہو رہا ہے اور وہاں پر فوج زیادتیاں کر رہی ہے۔اس کو بھی آپ مدنظر رکھیں 'پھر بھی میں آپ کو بتاؤں گا کہ اب تک بلوچستان میں نہ اب کوئی ملٹری آپریشن ہوا ہے اور نہ ملٹری آپریشن کا کوئی ارادہ ہے اور انشاء اللہ نہ بلوچستان میں کوئی ملٹری آپریشن ہوگا۔اس کے ساتھ میں جو sequence of events ہے ان کی طرف آتا ہوں اور لیڈی ڈاکٹر کا incident 2 and 3 January night کو' 7 جنوری کو تقریباً پونے گیارہ بجے DSG پر unprovoked firings شروع ہوئی اور ان لوگوں نے mulitple small arm, heavy weapons including rocket launchers, mortar, multi-barrel launchers سے یہ attacks کیے اور دو گھنٹوں کے span میں تقریباً 114 راکٹ برسائے گے تو لازمی بات ہے جس کے جواب میں F.C اور DSG کو جوابی فائرنگ کرنا پڑا۔اس سے جو سوئی کی main pipe line ہے اور compressor station کو نقصان پہنچا اور وہاں آگ بھی لگی۔ ساتھ ہی ایک ایف سی کا جوان شہید بھی ہوا اور تین زخمی بھی ہوئے ۔یہ سات تاریخ کا واقعہ ہے۔ آٹھ جنوری کو یہ دن معمول کا رہا ' اکا دکا فائرنگ کے علاوہ کوئی خاص فائرنگ نہیں ہوئی۔ نو تاریخ کو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دوبارہ فائرنگ شروع ہوئی اور جو میں نے پہلے weapons بتائے ان سب کے ساتھ فائرنگ ہوئی اور ساتھ ہی ڈیرہ بگٹی سے reinforcement بھی آئی اور تقریباً بارہ سے سولہ pick

ups میں اور اس میں تقریباً دو سو اضافی لوگ آئے اور انہوں نے وہاں پر فائرنگ کی ۔جتنی بھی
law enforcement agencies وہاں پر تھیں انہوں نے صرف دفاع میں جوابی کارروائی کی۔ یہ
اس لئے محتاط انداز سے کیا گیا کیونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ کوئی collateral damage ہو ۔
دس تاریخ کو دوبارہ حالات معمول پر رہے اور گیارہ تاریخ کو شام سے یعنی تقریباً 4.40 کے وقت
سے intense firing شروع ہوئی simultaneously اس وقت جو Tower دس اور گیارہ تھا
اس پر راکٹ برسائے گئے اور وہاں پر لوگوں نے physically assault کرکے ان دو towers
پر قبضہ کیا ۔ اس کے بعد تقریباً پانچ سوا پانچ بجے کے قریب باقی جو لوگ باہر تھے انہوں نے گیٹ
نمبر پانچ پر حملہ کیا، اس کو کھولا اور پھر اس کو occupy کیا اور اندر جو جگہ تھی اس کو آگ لگا
دی ۔

اسی کشمکش میں DSG کے لوگ جو اس کو protect کر رہے تھے ان کے تین جوان
شہید ہوئے اور چار زخمی ہوئے ۔ ساتھ ہی ساتھ جو راکٹ برسائے گئے جو purification plant
ہے وہ rupture ہوا اور اس سے poisonous gas leak ہونا شروع ہوگئی ۔ فوری طور پر
plant کو بند کرنا پڑا۔ اگر یہی راکٹ valve پر لگ جاتا تو میں کوئی exaggeration نہیں کر
رہا پھر اس کو ہم قابو نہیں کرسکتے تھے تو یہ گیس سے بھوپال میں جو تباہی ہوئی ہے شاید اس
سے زیادہ تباہی ہوتی ۔ یہ بذات خود آپ اندازا لگا سکتے ہیں کہ کیا extent تھی اس damage کی
جو کہ اس وقت ہوا ہے ۔ انہوں نے بروقت اس کو بند کیا اور اس کے بعد FC نے
intervene کرکے جو دو towers تھے ان پر دوبارہ قبضہ کیا اور جو لوگ وہاں آئے تھے ان کو
پسپا کیا ۔ یہ صورتحال سات تاریخ سے لے کر گیارہ تاریخ تک رہی ۔

اس کے بعد صوبائی حکومت نے کیا اقدامات کئے ان پر آنے سے پہلے میں آپ کو جو
لیڈی ڈاکٹر شازیہ خالد ہے ان کے واقعات کے بارے میں بھی کچھ یہاں پر بتانا چاہتا ہوں ۔
واقعات میں نے بتانے ہیں کہ دو اور تین کی رات کو تین تاریخ کو ایس ایچ او وہاں پر گئے اور
he found the lady unconscious, this is at 8.40AM. Again he visited on
that same day at 9.30PM and she was still unconscious. اسی دن صبح کو بھی
SHO محمد الیاس نے ڈاکٹر شازیہ خالد کی جو residence ہے، اس کا جائزہ بھی لیا اور کچھ

evidence ملے ہیں' وہ اس کے پاس محفوظ ہیں اور that is part of the inquiry. 4 تاریخ کو وہ دوبارہ گئے اور اس وقت بھی the lady doctor وہ still in a state of unconsciousness on the 4th. شام کو وہ دوبارہ گئے اور this is at 4.30 in the evening and he found that the lady doctor was not there, on inquiry, he was informed that the PPL Administration has shifted her to Karachi.

The DSP and the SDPO also visited the PPL hospital on the 5th of January. The PPL Administration informed the police that lady doctor Shazia Khalid was only manhandled and she was taken to Karachi just because for her own safety. The police then went to Karachi to record her statement and she at that time, refused to lodge an FIR but on the statement which she made; an FIR was lodged in the police station and in that, besides the section of *Zinna Act*, the field Manager PPL Pervaiz Jamola, the Chief Medical Officer Dr. Muhammad Usman and Deputy Medical Officer Dr. Muhammad Ali were also mentioned in that FIR for not taking timely action and for concealing of evidence, this was done by the police. At the same time, the Balochistan Government seeing the gravity of the situation held its Cabinet meeting and requested the Federal Government's intervention to safeguard the strategic assets and restore law and order in Sui. The salient aspects of that request are:-

No. 1. Deployment of security forces in Sui to establish the writ of the Government and safeguard Sui gas plant and ensure its unhindered operation.

No. 2. Deployment of security forces shall remain restricted to

Sui only.

No. 3, Take the Provincial Government into confidence for actions taken against the miscreants.

No. 4, It also made an appeal to the people, it is said that the people being implicated named in the lady doctor's case should voluntarily come forward and explain their position. Captain Hamaad voluntarily made a statement and that was a welcome step and he said that he is prepared to under go any test.

Now, the point is why were the fingers pointed at Captain Hamaad? Who pointed the fingers at Captain Hamaad? The Nazim of Sui made a statement that Captain Hamaad is involved in this heinous act. The SHO, the DPO, the SDPO, they all requested the Nazim to please come and give a statement, bring the evidence and register an FIR, which he refused to do, despite asking him, requesting him to come and bring forward your evidence, come in and register an FIR and if you register an FIR, whoever, you name, we will take action against that person but he refused to do that. I just want to bring this for record that he refused to do that.

Mr. Chairman: Who is the Nazim of Sui?

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: I will just give you his name. It is Mir Muhammad Kazim Bugti. Sir, the Federal Government when received this request, held the Cabinet meeting and it was within its Constitutional, legal and moral bond to respond to the assistance sought

by the Provincial Government. Consequently, on 20th January, troops were moved to Sui to protect the Sui Gas Plant. I just want to mention here again that this deployment is purely protective in nature and no military operation is being launched anywhere in Balochistan. I repeat that no military operation is being launched in Balochistan, nor anywhere. The Security Forces moved into Sui are purely as the protective measure to ensure the safety of the Gas Plant and locals living around it.

Now, let me just tell you briefly about the cost of all happenings. The Gas plant etc. and the damage to that, the excise duty, the sale tax, the royalty, they are in the opinion, not to mention the losses suffered by the industries which were receiving gas throughout the country also during the cold, the winter days the domestic consumers also have to suffer because of this incident.

Mr. Chairman, a few days back, I visited Quetta and met the Governor, the Chief Minister, the Corps Commander and convened a meeting to review the law and order situation there with particular reference to Sui. I would want to say that the investigations into the case of Dr. Shazia are progressing well and I assure this august House that the culprits would be brought to justice at all costs. Whoever, he may be, whoever they may be, this I assure the House that once the investigations are completed and they point a finger at someone whoever he may be, he will be brought to justice. But at the same time, we would not allow any individual to become a judge or a prosecutor in this case nor would we allow anyone to conduct a media trial. I think, this is not fair. We all are

sad on this incident and we want, as some of the honourable members have raised on this floor of the House that proper investigation should be held and only then the culp rits should be brought to justice. But at the same time Mr. Chairman, look at the families of those personnel who have lost their lives also. What wrong had they done? There were four people who were killed and there were 7 people who were injured. They had families, they had children. After all you have to look at it from both the sides. You have to see both the sides of the coin. On the one hand we want justice to be done as far as the Dr. Shazia's case is concerned. But at the same time, these people who have lost their lives , at least, those who were involved in this and an FIR has been registered, they will also be brought to justice. This is how, you know, a government is running.

So, I would say that here is the judge who is an honourable person and who is conducting the enquiry, no one has pointed a finger at him that he is not a neutral person, let his report comes. There are so many things, I am just skipping the details and the way he is going about it and I am sure he will bring all the facts into the limelight and only then can some action be taken.

I would like to say about Captain Hamad, he is currently present in Quetta. He has been spared by the Army and made available to Police for any kind of test or investigation. However, as I said earlier, no formal complaint has been registered by that Nazim nor has he given any evidence, nor has he helped the police, nor has he assisted the police in this case.

And just for the record, I would just like to share with this House that a rape case happened in Mastung also on the 7th of January, the government took action. There were two people who have run, no one made a hue or cry on that. There were four cases in last one year or so, rape cases in Balochistan, I have all the cases but I just don't want to go into this. So, I would agree with Mushahid Sahib that these are two separate issues and I think the Leader of the Opposition also, in a way admitted that these are different issues but he said that it has an affect on everything, that we agree but at least let us give the investigation a fair chance and this much I assure you that justice would be done whoever he may be and Mushahid Sahib very rightly pointed out that in all the meetings this has been decided that let them come up with the evidence. Let them come up with their findings and we will take action.

Mr. Chairman: Is the Investigating Judge receiving all the cooperation? There was a point made that he was in Karachi, could not get to Quetta. Some people want him there but subsequently will he be able to meet them?.

Mr Aftab Ahmed Khan Sherpao: He is getting all the cooperation as far as that thing is concerned. When he comes to Sui and he then asks the people who have been making statements, only then I will be able to tell you. But now he is taking the statements there. There are a few other people who are also involved in this and statements have also been taken and they are included in the investigation. They are

number one Skinder Jatoi and Dr. Azhar, they have both been included in the investigation. Two suspects who may have a link to this, may have a knowledge of the whole scene are at large and hectic efforts are being made to arrest them. They are the Chowkidar and the Sweeper, they ran away from the scene.

Now Mr. Chairman! let me come to the sequence of events after the 12th. There have been the miscreants and sabotageous who have started targetting railway lines, electric transmission lines and now even telephone lines, explosions of rockets have taken place in Quetta. The two circuits, electricity circuits of Guddu, Sibi, Quetta were blasted. The third one was also blasted and 50% of Quetta was under the darkness and the WAPDA had to bear the loss of 20 million rupees per day.

Now this is what the situation is, I would just tell you from the 15th onwards how many incidents have taken place every day, on 15(1), 16(2), 17(1), 20(2), 21(3), you go on and they keep on increasing. This is what is happening throughout and the impression being given is that Balochistan is on fire. Why is all this happening? Afterall, this House decided and it was Chaudhry Shujjaat Hussain, the then Prime Minister, in this House he said that let there be a Parliamentary Committee and they have done a wonderful job. The Leader of the Opposition has made a few points, I want to respond to that but that process is going and it was in the final stages. Now if we just leave it there, I don't think that is going to serve any purpose. I strongly feel that and I agree with the Leader of the Opposition and the Members from that side and the Members from

this side that a political solution is the answer to this problem. For that I think the government is striving. I think having seen or learnt lesson from the past, I don't think the government or the law enforcing agencies have reacted or over-reacted......

They have shown restraint. They have shown patience and this is whatrequired of a Government and this is the political Government and a Government which wants to solve the problem of Balochistan. For the first time, they had taken an initiative and the long process has taken so many hours, so much of the time. At least let the report come. Let the report come out and let the people feel that something is being done for a province which has remained deprived and this is what General Parvez Musharraf said that he knows that some of the provinces feel deprived and that is why this Committee and the whole process that has started.

Let us look at it from that point of view and I assure you as Mushahid sahib said that the Government is sincere and it wants to resolve these problems. They know it is not 70, we know it is not 70 but a reference has been made to General Parvez Musharraf. I don't think he meant what the people are taking it in that side. He said that anyone destroying........

Mr. Chairman: You are referring to the miscreants.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: It was for the miscreants. It was not for the people of Balochistan. So, you take it in that side and after that also, the process has started and we have all around been

saying that the dialogue would continue. Some of my friends over here said,

یہ کہا کہ جی ہم تو حالات جنگ میں ہیں۔ ہم تو حالات جنگ میں نہیں ہیں۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ ہم حالات جنگ میں ہیں، ہم تو کوئی جنگ کرنا نہیں چاہتے اپنے لوگوں کے ساتھ، ہم تو چاہتے ہیں کہ وہاں پر امن ہو، ہم تو چاہتے ہیں وہاں پر ترقی ہو، ہم تو چاہتے ہیں وہاں پر

according to the Constitution, principles of policy, brought at par with the other provinces. This is what the present Government wants to do in Balochistan and that is what we will do *Insha Allah Taala.*

One point that the Leader of the Opposition raised was about the lip statement and said that, he said about the provincial autonomy and he said that there are problems of the other provinces. I assure you that the provincial autonomy or provincial rights of one province are being resolved, the problems of all the provinces will be resolved that sense. It is not one province.

Mr. Chairman: Autonomy and resource distribution.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sharpao: Yes, autonomy andource distribution, it will be all the four provinces. When we talk of NFC, I think the Government is very sincere, we have not bulldozed those negotiations, it is the provinces, the provinces also have a role to play. They also have to come and you know, sit amongst themselves and what has been said that backwardness and the other, whatever, wants to, it is not only population but backwardness and the locational disadvantage, there are so many issues but it has to be with a consensus. There have

been, NFC Award and before this which were bulldozed and that is why the provinces still feel deprived. We don't want to take such an action. We want the consensus of the four provinces. We want all the provinces to be happy. We want the provinces to have their rights. We want the provinces to be viable and only then Pakistan will be viable.

This is how the things have been taken. I don't want to respond to the other issues which the honourable member raised but I would just want to say a few points, just one line and that is to say;

No.1.There shall be no military operation in Balochistan.

No.2.Protection of vital installations would be ensured at all costs.

No.3. Security forces would remain at Sui for protection of the Plant.

No.4. Development projects shall continue unhindered and nobody would be allowed to disrupt the development works; and

No.5. The Government would continue to sincerely pursue the political dialogue and seek a political solution to all the problems of Balochistan.

With these few words, Mr. Chairman, I thank you and thank the House for listening to me very patiently.

Mr. Chairman: I think there is no provincial question in the rules. We have enough discussions. The Committees are there, they have noted, the Committees are discussing, you can take it because the recommendations are ultimately coming from there because this is the way

to just go on. I think the committees are there, you can take it up with the committee because the rules do not really allow for that. I think let us adhere to the rules. You all are seasoned Parliamentarians, you have a way out and the committees are still there. You can send it in writing. You are part of it. You don't want to be part of it. So, you are welcome. Even all members can send their suggestions.

(Interruption)

جناب چیئرمین، میری عرض ہے کہ دیکھیں Rules and Procedures جو بنے ہیں، یہ کسی وجہ سے بنے ہیں۔ تو میری یہ عرض ہے کہ اس طرح endless بات ہوجاتی ہے۔ آپ کی جو suggestions ہیں، Committees are still there, they have to bring their report. اس پر بھی discussion ہوگی۔ اس میں لے لیجیئے گا۔ یہ تو House کا procedure ہے میں rules کے حساب سے بات کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں let us call it a day.

May I thank all the members. It has been very participative and useful discussions with the Leader of the House and I am sure he will convey to the Prime Minister, the Government. Mr. Mushahid Hussain and Mr. Wasim Sajjad both are heading the sub-Committees and their associates and colleagues over here have noted everything. Let us here come the report and whatever is to be attended to. I am sure they are and they give the run down on it, it will come. I thank all the speakers and apologize to one or two speakers who could not speak but as I said let us also learn from them that in future, if we keep the time within limits, more of us will get to speak and if there is still any query, please let me know. I will come

back to you and I will coordinate the Committee and then yoursel· es.

Thank you very much.

We will adjourn the House now to meet again on Mondy the 7th February at 6.00 P.M. Thank you very much. The House is adjourned.

....

(The House was then adjourned to meet again at 6.00 P.M. on Monday the 7th February, 2005.)

....